ہمارے بچے

اور والدین کی شرعی ذمہ داریاں

www.KitaboSunnat.com

مصنفہ
گلریز محمود

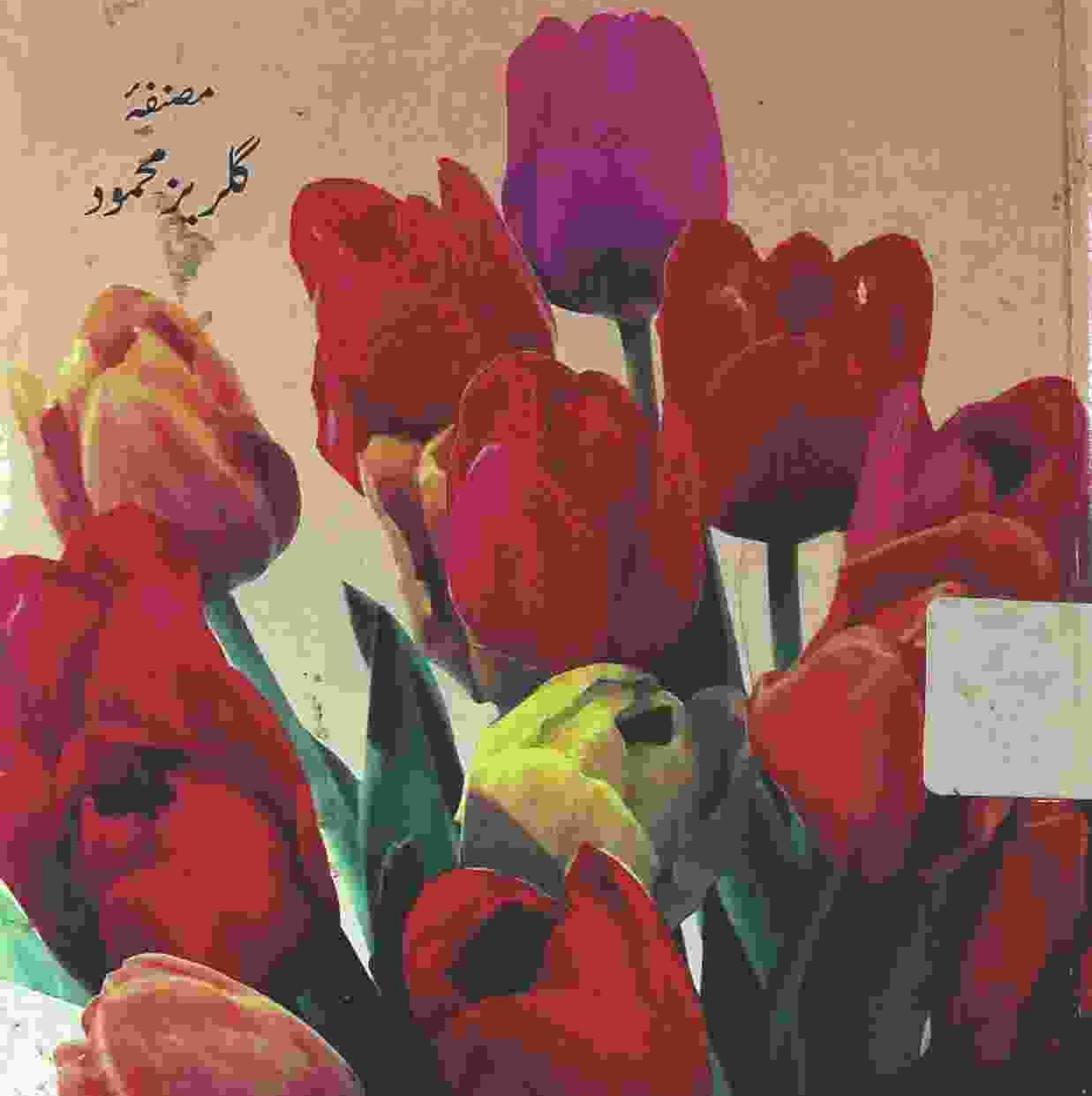

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچے تو اللہ کے باغ کے پھول ہیں (الحدیث)

DATA ENTE

ہمارے بچے

اور

والدین کی شرعی ذمہ داریاں

مصنفہ

گلریز محمود

مکتبہ جدید

ہیڈ آفس:-14 ایمپریس روڈ، لاہور

شوروم:5۔لوئر مال، مکہ سنٹر 3 گراؤنڈ فلور، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں

نام کتاب : ہمارے بچے اور والدین کی شرعی ذمہ داریاں

مصنفہ : گلریز محمود

تاریخ اشاعت : جنوری 2013ء

مطبع : مکتبہ جدید پبلی کیشنز، ۱۴۔ایمپرس روڈ، لاہور
ہیڈ آفس: 5لوئر مال مکہ سنٹر، 3۔گراؤنڈ فلور، لاہور
فون: 40-36307639,37361450-042

قیمت : 400/= روپے

28523

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتساب

آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان صحابہ کرامؓ کے بچپن کے نام جنہوں نے سرچشمہ ہدایت کی آغوش میں تربیت پائی اور ان کی وساطت سے اس کا انتساب تمام مسلمان بچوں کے نام کرتی ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

بچے اللہ تعالیٰ کا بہترین عطیہ اور انسان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ اس کتاب کو لکھنے کا مقصد والدین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریق تربیت کی جھلک دکھانا اور یہ بتانا ہے کہ بچوں کی تربیت کس انداز سے کریں کہ وہ ان کے لیے حقیقتاً صدقہ جاریہ بن جائیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

''اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی درجہ ایمان میں ان کے نقش قدم پر چلی تو ہم ملا دیں گے ان کے ساتھ ان کی اولاد کو اور نہ گھٹائیں گے ہم ان کے عمل سے کچھ بھی۔ ہر انسان اپنے کمائے ہوئے اعمال کے بدلہ میں رھن ہے۔'' (الطور:۲۱)

والدین اپنے بچوں کے مستقبل کے بارے میں بہت سہانے خواب دیکھتے ہیں اور اپنا مال و دولت بھی کھلے دل سے ان کی تعلیم پر خرچ کرتے ہیں مگر دین کے لحاظ سے ان کی تربیت کا پہلو بہت کمزور رہ جاتا ہے۔ نتیجتاً اولاد صدقہ جاریہ بننے کی بجائے نافرمان نکل آتی ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، ''مال و دولت کی مثال ایسے ہے جیسے بارش ہو اور اُس سے اُگنے والی نباتات کاشتکار کو خوش کر دے، پھر جب وہ پک جائے تو تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہو گئی ہے اور بھس بن کر رہ گئی ہے۔ (الحدید؛۲۰)

آج نوے فیصد لوگ ایسے ہیں جو اپنی جوان اولاد کے رویے سے نالاں ہیں اور یہ شکوہ زباں زدعام ہے کہ بچے بات نہیں مانتے اپنی مرضی کرتے ہیں۔ ایسا اس لئے ہے کہ جب ان کی شخصیت کی تعمیر ہو رہی تھی اس وقت والدین کے پاس فرصت نہیں تھی کہ اپنی پسند کا نقشہ بنائیں۔ جب وقت اور حالات نے اپنی مرضی کی عمارت بنا دی تو اب وہ والدین کو پسند نہیں آتی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام حیوانات اپنی جبلت کے تحت پیدا ہوتے ہی زندگی گذارنے کے طریقے سیکھ لیتے ہیں مگر انسان جو اشرف المخلوقات ہے یہ اپنی ماں کے پیٹ سے ہی تربیت کا محتاج ہوتا ہے۔ بچے کی تربیت میں ماں کی حیثیت مسلمہ ہے۔ نپولین کی طرف یہ قول منسوب کیا جاتا ہے کہ تم مجھے اچھی مائیں دو میں تمہیں اچھی قوم دوں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو شادی کے لئے عورت کا انتخاب کرنے کا یہ معیار دیا کہ اچھی دین دار عورت سے شادی کرو گے تو تمہاری اولاد میں بھی دین کی خصوصیات سرایت کر جائیں گی۔

موجودہ دور میں شادی کے لئے عورت اور مرد کے انتخاب کے معیار بدل گئے ہیں اسی لئے معاشرے میں فتنہ اور فساد بڑھتا جا رہا ہے۔ والدین اپنی اولاد کی تربیت اُن خطوط پر نہیں کر رہے جس کا شریعت نے اُنہیں حکم دیا ہے۔

اِس کتاب میں کوشش کی گئی ہے کہ لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ تربیت کے چیدہ چیدہ واقعات بتائے جائیں کہ پیغمبرانہ ذمہ داریوں کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اولاد اور نواسوں سے کس طرح محبت کی اُن کا احتساب کس طرح کیا۔ عام بچوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا برتاؤ کیا تھا۔ بچے کی پیدائش پر کون سے رسم ورواج مسنون ہیں۔ اُن کی اہمیت کیا ہے، اور آج کل کے دور میں لوگوں نے اُن رسوم ورواج میں کس طرح کے اضافے کر لئے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس دور کے بچوں کی تربیت کے لئے کون سے خصوصی طریقے اختیار کئے۔ آج والدین کو وہ طریقے اپنانے کی ضرورت ہے۔ اگر وہ اولاد کی تربیت شریعت کے مطابق نہیں کریں گے تو اُن کی اہمیت اولاد کی نظر میں صرف اُس وقت تک ہو گی جب تک کہ وہ اولاد کے لئے مالی طور فائدہ مند ہیں۔ اُس کے بعد اُن کی حیثیت گھر میں پڑی ہوئی ایک فالتو چیز کی ہو جائے گی۔

والدین سے درخواست ہے کہ جب بچوں کی شخصیت بن رہی ہو تو اُن کو اچھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محفلیں دیں اُنہیں ویڈیو گیمز اور انٹرنیٹ کے حوالے نہ کریں ورنہ اُن کی زندگی سے ادب کا پہلو ختم ہو جائے گا۔فیس بک آپ کے بچے کی شخصیت کی تعمیر نہیں کرے گی ۔آپ کی اولاد کو آپ کے لئے صدقہ جاریہ نہیں بنائے گی۔پھر آپ کو اُس حدیث کا عملی نمونہ دیکھنا پڑے گا کہ قیامت کے نزدیک لونڈی اپنا آقا جنے گی۔اولاد کی اٹھان دین کے مطابق ہوگی تو ملت اسلامیہ کی حالت بدلے گی ،اس ملک کی تقدیر بدلے گی۔اپنی اولاد کو شروع سے ہی اللہ اور اس کے رسول سے جوڑیں ورنہ قدرت اپنا انتقام لے گی اور آپ کی اولاد کو آپ سے کاٹ دے گی۔

اس کتاب میں کچھ بزرگان دین کے بچپن کے واقعات بھی بیان کئے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ ان کی ماؤں نے ان کی تربیت کس طرح کی۔

جن بچوں کو گھر کا ماحول صحت مند نہیں ملتا ان کو بہت سارے نفسیاتی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اس سلسلے میں ماہر نفسیات اور ڈاکٹروں کے انٹرویو بھی شامل کیے گئے ہیں۔

آخر میں بچوں کی تربیت کے حوالے سے مفکرین کی آراء بھی شامل کی گئی ہیں۔

اس کتاب کے لئے قرآن، کتبِ حدیث، کتبِ سیرت اور تاریخی کتب کو مصادر بنایا گیا ہے۔احادیث کے حوالہ جات کتبِ شاملہ اور صحاح ستہ سے لیے گئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر
مقدمہ	۷
باب اول	
اسلام میں نکاح کا مقصد حصول اولاد	1
بچے کے لئے ماں کا انتخاب	2
نیک اولاد کے حصول کے لئے انبیاءؑ کی دعائیں	9
قبل از پیدائش بچے کے حقوق	17
قبل از پیدائش بچے کی تربیت	22
حوالہ جات	31
باب دوم	
بچے کی پیدائش کی رسمیں	33
بچے کی ولادت	33
دَردِزِہ کے وقت پڑھنے کی دعائیں	34
بچے کی پیدائش پر خوشی کا اظہار	35
بیٹی کی پیدائش پر غم کا اظہار	36
کان میں اذان کہنا	44
حسنؓ کے کان میں اذان دینا	45

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ نمبر
تحسنیک کرنا یا گھٹی دینا	45
بچے کے لئے دعا کروانا	50
بچے کی خوش بختی کے لئے باپ کا دعا کرنا	52
ماں کا دودھ	54
دودھ پلانے کی مدت	55
بچے کے دودھ چھڑانے کی عمر	59
ماں کے دودھ میں وقفے اور درکار عرصہ	59
دودھ پلانے کا ماں پر اثر	60
حاملہ اور دودھ پلانے والی ماؤں کی غذا	62
رضاعت کے رشتے	64
ماں کے دودھ کی خصوصیات	66
بچے کا نام رکھنا	68
سب سے پسندیدہ نام	69
برے ناموں کو بدل دینا چاہیے	70
کنیت والے نام	75
قرآن میں انبیاءؑ کا اپنے بچوں کے لئے طرز تخاطب	83
بچے کا سر منڈوانا	85
بچے کے ختنے	87

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ نمبر
بچے کا عقیقہ	90
عقیقہ کے متعلق چند اہم باتیں	92
حوالہ جات	99
باب سوم	
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی اولاد سے محبت	106
بیٹے سے محبت	107
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں سے محبت	112
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنے نواسوں اور نواسی سے محبت	118
نواسی کو گود میں اُٹھا کر نماز پڑھنا	120
نواسوں کا نماز کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شوخیاں کرنا	121
نواسوں کے لئے اپنی زبان مبارک کو باہر نکالنا	124
نواسوں کا دل بہلانا	125
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹیوں کا احتساب	131
نواسوں کا احتساب	133
ربائب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم وتربیت اور آپ کا ان سے تعلق	136
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عام بچوں سے محبت	141
حقوق لقیط	143

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ نمبر
حوالہ جات	145
باب چہارم	
تربیت اولاد سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں	151
اولاد پر خوش دلی سے دولت خرچ کرنا	156
بچے کو سچ بولنے کی عادت ڈالنا	157
بچوں کو تحفہ دینا اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرنا	159
بچوں کو ان کی سمجھ کے مطابق تعلیم و نصیحت کرنا	160
دوران گفتگو دلکش الفاظ کا استعمال کرنا	160
بچے کو کھلنے کی ترغیب دلانا	161
بچوں کے کھلونوں کی قدر	165
انٹرنیٹ	166
ویڈیو گیمز	167
بچوں کو ملامت نہ کرنا	169
شفقت کے ساتھ بچوں کو اچھی عادات کی رہنمائی کرنا	170
بچوں کو راز چھپانے کی تلقین	170
بچوں کے ساتھ یکساں سلوک	171
بچوں کو اسلام علیکم کی تعلیم دینا	173
بچوں کو عیش و عشرت سے باز رکھنا	173

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ نمبر
بچوں کو لاابالی پن اور بے راہ روی سے بچانا	174
ایک دوسرے کو خوف زدہ کرنے کی ممانعت	174
بچے کو بدکلامی سے بچانا	175
کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا	178
کھانے کو برتن کے کنارے سے کھانا	178
دائیں ہاتھ سے کھانا	180
کھانے کے بعد ہاتھ دھونا	180
پینے کے آداب	181
کھانے کے عمومی آداب	182
پانی کے استعمال میں اعتدال	183
بچوں کو شام کے وقت گھر میں رکھنا	184
سونے کے آداب	185
نماز کی تعلیم	185
موزوں لباس	186
غلطیوں کی اصلاح	187
بچے کو سزا دینے کے اسلامی اصول	188
سزا کے بارے میں ماہرین کے خیالات	193
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریق تنبیہ	195

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ نمبر
حوالہ جات	201
باب پنجم	
بچے کے نفسیاتی مسائل	206
بچوں میں شرمیلا پن	207
خوف وڈر	210
بچوں کے خوف میں ماں کا کردار	211
حسد	211
چوری کا رجحان	212
فلمیں اور بچوں میں چوری کی عادت	212
احساس کمتری کا شعور	213
کبروغرور	213
انگوٹھا چوسنا	214
ناخن چبانا	214
نیوروسیز	215
بات کرنے میں ہکلاہٹ	215
بچوں میں کھانے کی رغبت نہ ہونا	216
والدین کی شفقت سے محرومی	216
جنسی تربیت	216
حوالہ جات	218

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ نمبر
باب ششم	
والدین کی تربیت کے شاہکار	219
امام ربیعہ کی والدہ ماجدہ کی شاندار تربیت	219
حضرت انس بن مالکؓ کا بچپن	222
امام ابن تیمیہؒ کا بچپن	224
امام بخاریؒ کا بچپن	226
حضرت امام شافعیؒ	228
امام ابوحنیفہؒ	230
امام محمدؒ	230
سرسیّد احمد خان	231
مولانا سید ابوالحسن ندوی	232
حوالہ جات	234
باب ہفتم	
بچوں کی تربیت مفکرین اسلام کے نزدیک	235
امام غزالی	235
علامہ محمد اقبال	237
سید ابوالاعلیٰ مودودی	238
نقطہ آخر	241
حوالہ جات	254

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب اول

اسلام میں نکاح کا مقصد حصول اولاد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب اول

اسلام میں نکاح کا مقصد حصول اولاد

اسلامی شریعت نوع انسانی کی بقاء کو بہت اہمیت دیتی ہے اور نکاح اس سلسلے کی پہلی کڑی ہے۔ اسلام میں نکاح کا مقصد صرف جنسی جذبات کی تسکین ہی نہیں بلکہ ایک معاشرے کا قیام اور نسلِ انسانی کی بقاء بھی ہے اسی لئے قرآن پاک میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے نکاح کی ترغیب دی ہے اور رسول پاکؐ نے بھی نکاح کو اپنی سنت قرار دے کر رہبانیت کی زندگی کا رد کیا ہے۔

نکاح کی ترغیب اور اہمیت کا اندازہ مندرجہ ذیل آیات سے کیا جا سکتا ہے۔

{اَلَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً} (النساء:۱)

''وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور پھر اس جوڑے سے بہت سارے مرد اور عورتیں پھیلائے۔''

نکاح کو اللہ نے انسانوں پر اپنی رحمت کی نشانی کے طور بیان فرمایا ہے کہ کس طرح وہ نکاح کے ذریعے دو انسانوں کے دلوں میں مودت اور محبت ڈالتا ہے اور پھر اسے معاشرے کی مضبوطی کا ذریعہ بناتا ہے۔

{وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ۝۲۱} (الروم:۲۱)

''اور اسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے (ایک نشانی) یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تا کہ ان کی طرف مائل ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرسکون حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کی۔ بلا شبہ اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔"

ان آیات و احادیث سے اسلام کے تصور نکاح کی وضاحت ہوتی ہے کہ نکاح محض جنسی تسکین کے لئے ایک وقتی بندھن نہیں ہوتا بلکہ اس کا مقصد مستقل بنیادوں پر گھر بسانا ہوتا ہے۔ قرآن نکاح کو میثاقاً غلیظًا 'پختہ میثاق' قرار دیتا ہے۔ (النساء:۲۱)

بچے کے لئے ماں کا انتخاب

نکاح کے لئے عورت کا انتخاب بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ عورت کی حیثیت، اس کا کردار، عمل اور اس کی تمام تر صلاحیتیں معاشرے کے عروج و زوال کا سبب ہیں۔ اس اعتبار سے خاتون خانہ کو جو عزت اسلام نے بخشی ہے وہ دنیا کا کوئی اور معاشرہ اسے دینے سے قاصر رہا ہے۔

شادی ہر انسان کی زندگی میں ایک اہم موڑ ہوتا ہے۔ جب اللہ کی خوشنودی کی خاطر اس کا ارادہ کیا جاتا ہے اور عورت کا انتخاب اس کی دولت، حسن اور حسب و نسب کی بجائے دین کو دیکھتے ہوئے کیا جائے تو یہ مثالی شادی بن جاتی ہے۔ بصورت دیگر شادی دنیا اور آخرت دونوں کے لئے بوجھ بن جاتی ہے۔

نکاح کے مقاصد میں سب سے بڑا مقصد چونکہ حصول اولاد اور پھر اولاد کی مناسب تعلیم و تربیت اور اچھے افراد معاشرہ پیدا کرنا ہے۔ اس لیے نکاح میں شرعاً سب سے زیادہ قابل لحاظ چیز دینداری اور اخلاق ہے۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تنكح المرء ة لاربع لمالها ولحسبها ولجمالها ولدينها فاظفر بذات الدين تربت يداك[1]

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا (عموماً) چار وجوہ سے عورت کے ساتھ نکاح کیا جاتا ہے۔اس کے مال کی وجہ سے،اس کے حسب نسب کی وجہ سے، اس کے حسن و جمال کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے۔ تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں دین والی عورت کے ساتھ نکاح کر کے کامیابی حاصل کر۔

(عربی زبان میں یہ کلمہ کسی چیز پر ابھارنے کے لئے بولا جاتا ہے)"۔

ابن ماجہ میں روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا "اپنی اولاد کے لئے اچھے خاندان والی عورت کا انتخاب کرو۔اس لئے کہ خاندان کا اثر سرایت کر جاتا ہے۔ ۲؎

حضرت ابو امامہ فرماتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے فرمایا، شکر گزار دل ذکر کرنے والی زبان اور صالح بیوی جو دین و دنیا میں معاون ہو انسان کا بہترین خزانہ ہے۔ ۳؎

عن عبد الله بن عمر و بن العاص. عن رسول الله ﷺ

قال ان الدنیا کلها متاع و خیر متاع الدنیا المراءۃ الصالحه ۴؎

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "دنیا متاع ہے اور دنیا کی سب سے اچھی دولت صالحہ بیوی ہے"

آپؐ نے فرمایا "عورتوں میں سے بہترین عورتیں قریشی عورتیں ہیں، صالح اور نیک عورتیں، بچپن میں بچے پر سب سے زیادہ شفیق اور اپنے شوہر کے مال کی سب سے زیادہ حفاظت کرنے والیاں۔" ۵؎

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إیاکم و خضراء الدمن ۶؎

"ایسی خوبصورت عورتوں سے بچو جو بدنام اور رسوا ہوں۔"

(یہ حدیث ضعیف سمجھی جاتی ہے مگر ذیل کی قرآنی آیت کی تائید کرتی ہے)

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

{اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ} (النور: ۲۶)

''گندیاں ہیں گندوں کے لئے اور گندے ہیں گندیوں کے لئے۔اور پاک عورتیں ہیں پاک مردوں کے لئے اور پاک مرد ہیں پاک عورتوں کے لئے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

إذا جاء كم من ترضون خلقه ودينه فزوجوا ... الا تفعلوا تكن فتنة فى الأرض وفساد عريض

''جب تمہارے پاس نکاح کا پیغام لے کر وہ شخص آئے جس کے اخلاق اور دین داری تمہیں پسند ہو تو اس کے ساتھ شادی کرو..... اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بہت فساد برپا ہو جائے گا۔'' ؎

ہمارے معاشرے میں ایسا انتخاب نا پید ہوتا جا رہا ہے لڑکی کا انتخاب کرتے ہو ئے اس کا حسن، باپ کا سٹیٹس اور دولت دیکھی جاتی ہے بلکہ شہروں میں تو لوگوں کی اکثریت اس بات کی بھی خواہش رکھتی ہے کے لڑکی برسر روزگار بھی ہو تا کہ لڑکے کے ساتھ مل کر گھر کا خرچہ بھی اٹھا سکے۔دوسری طرف لڑکی والے بھی لڑکے کا انتخاب اسکا دین دیکھ کر نہیں بلکہ تنخواہ گھر بار اور گاڑی کا ماڈل دیکھ کر کرتے ہیں۔

لڑکی کا نکاح کرتے وقت اس بات کا ضرور خیال رکھا جانا چاہئیے کہ لڑکا ایسا دین دار ہو جو دین کی روشنی میں اپنے تمام معاملات کو انجام دیتا ہو، اس کا اخلاق وکردار پاکیزہ اور بلند ہو، وہ خوش مزاج، بلند حوصلہ اور کشادہ دل ہو تا کہ وہ زندگی کے نشیب وفراز کو صبر وثبات اور خوش دلی کے ساتھ جھیل جائے۔وہ کسی مرحلے میں ظلم وزیادتی نہ کر سکے۔ایک شوہر کی حیثیت سے بیوی کے حقوق ادا کرے۔گھر کے ماحول کو جنت نشاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنانے کی کوشش کرے اور جب خدا اسے اولاد سے نوازے تو ان تمام حقوق ادا کرے۔ بہتر طریقے پر ان کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کرے۔

اگر میاں بیوی دین دار ہوں گے، ان کی سیرت پاک ہوگی اور ان کے مزاج وحالات میں برابری ہوگی تو خانگی زندگی خوش گوار ہوگی اور خوش گوار ماحول میں پرورش پانے والا بچہ نیک اطوار، حوصلہ مند اور باصلاحیت ہوگا اس کے اندر نفسیاتی پیچیدگیاں اور سماجی برائیاں پیدا نہ ہوسکیں گی۔

جو شادیاں حرص کی بناء پر کی جاتی ہیں وہ بعد میں گھریلو ناچاقیوں کا باعث بنتی ہیں کیونکہ فریقین کا ایک دوسرے کی امیدوں پر پورا اترنا مشکل ہوتا ہے۔ شادی کے لئے مومنوں کے لئے واحد معیار تقویٰ ہونا چاہئے۔

جب انتخاب کے وقت دین داری کو اہمیت دی جائے گی اور دونوں کے حالات و مزاج کی یکسانیت کا خیال رکھا جائے گا تو ان کے نطفے سے وجود میں آنے والی اولاد نیک اطوار، باکردار اور باصلاحیت ہو۔ وہ ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور ان کے دل کا سرور بن سکے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ عورت کا خوش خلق ہونا اللہ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے۔ اگر عورت زبان دراز اور ناشکری ہوگی تو نفع کی بجائے نقصان زیادہ کرے گی۔ عورت حسب نسب والی ہو یعنی ایسے خاندان والی ہو جس میں دیانت اور نیک بختی پائی جائے کیونکہ ایسے خاندان کی عورت ہی اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت کیا کرتی ہے۔ اگر مودب نہیں ہوگی تو اس سے اولاد کی تربیت اور تادیب نہیں ہو پائے گی۔ امام غزالی نے آپؐ کی حدیث بیان کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا ''اپنی اولاد کے لئے اچھی عورت پسند کرو کیونکہ وہ اچھے اخلاق کو اپنی اولاد میں کھینچ کر لے آئے گی۔'' ایسی عورت سے شادی کرو جو تندرست اور جوان ہو تو اس سے اولاد بھی خوب ہوگی۔ ۸؎

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں خاتون کے لئے ذمہ داری کا بس ایک ہی تصور ہے کہ وہ آئندہ کے لئے روشن اور تابندہ نسل تیار کرے یعنی وہ معاشرہ کے روشن مستقبل کی ذمہ دار ہے۔ اس بھاری ذمہ داری کی وجہ سے اسلام نے اسے روزی کمانے کی ذمہ داری سے آزاد کر دیا ہے۔ جدید نفسیات اس بات کا اعتراف کرتی ہے کہ انسانی شخصیت کا اسی فیصد حصہ اس کی زندگی کے ابتدائی تین سالوں میں ترتیب پاتا ہے یعنی اس کے رجحانات، اخلاق اور کردار یہ سب کچھ ماں کی گود میں طے ہو جاتا ہے، کسی بھی فرد کی شخصیت کی تکمیل میں ماں کا حصہ سب سے بڑا ہوتا ہے جبکہ صرف بیس فیصد حصے میں استاد، سکول، کالج، دوست اور معاشرہ شامل ہوتا ہے۔ یہ اتنی بڑی ذمہ داری ہے کہ اگر ہمیں اس کا صحیح ادراک ہو جائے تو خاتون خانہ کے انتخاب اور اس کے صحیح کردار کو متعین کرنے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوگی۔

ماں کی گود آئندہ آنے والی نسلوں کا گہوارہ اور تربیت گاہ ہوتی ہے۔ نیک اور پاک طینت ماؤں کی گود میں محمد بن قاسم، طارق بن زیاد، ٹیپو سلطان جیسی ہستیاں پرورش پاتی ہیں۔ ۹؎

اولاد:

ایک شادی شدہ جوڑے کی سب سے بڑی آرزو اولاد کی ہوتی ہے۔ آج کے معاشرے میں عورت بھی بچے کی پیدائش کے بعد اپنی پوزیشن کو خاندان میں زیادہ مستحکم سمجھتی ہے۔

لوگ اولاد کی خواہش اس لئے کرتے ہیں کہ ان کے مرنے کے بعد ان کے بیٹے مستقبل میں خاندان کا نام زندہ رکھ سکیں گے۔ اولاد کی خواہش اگر اللہ کی اطاعت و فرماں برادری کی طلب کی خاطر ہو تو یہ اللہ کی عبادت کی ایک شکل بن جاتی ہے۔ تاہم اگر اللہ کی مہربانی اور اس کا کرم حاصل کرنے کے علاوہ کوئی ارادہ ہو تو انسان کو اس دنیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آخرت میں اس کے سنگین نتائج بھگتنا ہوتے ہیں۔ مومنوں کے نزدیک اولاد انہیں اللہ کی طرف سے عطا کی جاتی ہے۔ اس لئے بچوں کی پیدائش پر وہ اسے کوئی ذاتی تفاخر کی بات نہیں سمجھتے ۔ نہ اسے وہ اپنی کامیابی سمجھتے ہیں ، نہ ذہانت و عقلمندی کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ نے یہ بچے انہیں ودیعت کیے ہیں۔ ایسا غرور و تکبر اللہ کے راستے سے بھٹک جانے کے مترادف ہوتا ہے۔

تاہم اگر اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش نہ کی جائے تو پھر یہ آرزو انسان کو اللہ سے دور لے جاتی ہے۔ اولاد کے ذریعے انسان کی آزمائش کی جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (التغابن؛۱۵)

''تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے آزمائش ہے''

اس آیت میں لفظ ''آزمائش'' بڑا اہم ہے۔ بہت سے لوگوں کیلئے اولاد کا ہونا زندگی کے ایک بہت بڑے مقصد کا پورا ہونا ہے۔ مگر قرآنی حوالے سے ایک مومن اولاد کی خواہش محض اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے۔ وہ لوگ جو اصل مقصد بھلا بیٹھتے ہیں اور اولاد کو زندگی کا حتمی مقصد ٹھہراتے ہوئے اس کی تربیت صحیح خطوط پر نہیں کرتے ایسے لوگوں کے لئے اولاد بہت سے مسائل کا باعث بن جاتی ہے۔ اور ان کی پرورش والدین کے لئے ذمہ داریوں کا ایک بھاری بوجھ بن جاتی ہے۔

جب والدین اولاد کو اللہ اور اس کی کتاب سے دور رکھیں گے اور ان میں دین کا شعور پیدا نہیں کریں گے تو قانون قدرت بھی ایسی اولاد کو والدین سے دور کر دیتا ہے۔ ایسے ماحول میں پرورش پانے والے بچے خودغرض اور مطلب پرست شخصیت کے حامل ہوتے ہیں۔ اپنی خودغرضانہ غلط رہنمائی اور مطلب پرستانہ مقاصد کی وجہ سے وہ والدین کی ضرورتوں میں صرف اس وقت دلچسپی لیتے ہیں جب اس میں ان کا مفاد ہو۔ ایسے والدین جب بوڑھے ہو کر، ضعیف العمری کے مسائل سے دوچار ہوتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توانہیں اس حقیقت زندگی کا احساس ہوتا ہے۔ تاہم والدین بننے کے ابتدائی دور میں وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ جب ان کے بچے بڑے ہو جائیں گے تو مشکل وقت میں ان کی مدد کریں گے۔ مگر اس توقع کے برعکس وہ اپنے آپ کو اولاد کا محتاج اور بے بس محسوس کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ایک ایسا نظام پیش کیا ہے جس کے مطابق مومنوں کی اولاد پر فرض ہے کہ وہ اپنے والدین کا خیال رکھیں۔ اللہ چاہتا ہے کہ بچے اپنے والدین کی عزت کریں اور ان سے رحمدلی سے پیش آئیں خصوصاً جب وہ بوڑھے ہو جائیں۔

''تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اسکی۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اُف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑک کر جواب دو، بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو اور نرمی اور رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو اور دعا کیا کرو کہ پروردگار ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے رحمت و شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا۔'' (بنی اسرائیل؛ ۲۳)

قرآنی اقدار کی روشنی میں مومنوں کیلئے بچوں کی پرورش ایک قابل اعزاز بات ہے۔ مومن اس وقت بھی اللہ کی خوشنودی حاصل کر لیتے ہیں جب ان کا بچہ قرآنی تعلیم پر عمل کرتا جو اسے دی گئی۔ والدین کا صرف اتنا فرض بنتا ہے کہ اپنے بچوں کو قرآنی تعلیم دے دیں اور پھر نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیں۔ اللہ کے سوا لوگوں کا کوئی محافظ و مددگار نہیں ہے۔ وہ والدین جو اپنے بچوں سے دنیاوی فوائد حاصل کرنے کے متمنی ہوتے ہیں ان کو اولاد سے نہ اس دنیا میں کوئی مدد ملتی ہے نہ آخرت میں۔

انسان کو اپنے خالق کی اطاعت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ زندگی بھر اس کے اردگرد کی ہر شے سے اس کی آزمائش کی جاتی ہے۔ موت کے بعد انسان کا اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاموں کی بنیاد پر حساب لیا جائے گا۔ پھر اسے یا تو انعام میں جنت دی جائے گی یا سزا کے طور پر دوزخ۔ مختصر یہ کہ حسن وخوبصورتی اور اولاد تقویٰ کے مقابلے میں کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ اللہ کا خوف اصل اہمیت اور قدر و قیمت رکھتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''یہ تمہاری دولت اور تمہاری اولاد نہیں ہے جو تمہیں ہم سے قریب کرتی ہو۔ ہاں مگر جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے یہی لوگ ہیں جن کے لئے عمل کی دہری جزا ہے اور وہ بلند و بالا عمارتوں میں اطمینان سے رہیں گے۔ (سبا؛ ۳۷)

''وہ لوگ جنہوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا تو اللہ کے مقابلے میں ان کو ان کا مال کچھ کام دے گا نہ اولاد، وہ تو آگ میں جانے والے لوگ ہیں اور آگ ہی میں ہمیشہ رہیں گے۔'' (آل عمران؛ ۱۱۶)

''اللہ سے بچانے کیلئے نہ ان کے مال کچھ کام آئیں گے نہ ان کی اولاد۔ وہ دوزخ کے یار ہیں، اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔ (آل عمران ۱۰، المجادلہ؛ ۱۷)

''اور اللہ تعالیٰ نے تم ہی میں سے تمہارے لئے بیویاں بنائیں اور (پھر) ان بیویوں سے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کئے۔'' (النحل؛ ۷۱)

نیک اولاد کے حصول کے لیے انبیاء علیہم السلام کی دعائیں:

ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ شادی کے بعد ہی سے اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد کے لیے دعائیں مانگے، اللہ کے نیک بندوں کا یہی طریقہ رہا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رب العالمین سے گڑگڑا کر دعا مانگی:

{رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝}

(الصافات: ۱۰۰۔۱۰۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے میرے رب! مجھے نیک اولاد عطا فرما، تو ہم نے انہیں نہایت صبر والے لڑکے کی خوشخبری دی۔''

اس دعا کے نتیجے میں رب العالمین نے آپؑ کو سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی شکل میں ایسا مطیع وفرمان بردار لڑکا عطا فرمایا۔

عبادالرحمٰن کی دعا

اللہ کے نیک بندے بھی اپنے لئے اولاد طلب کرتے ہوئے یوں دعا کرتے ہیں۔

{وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۝} (الفرقان:۷۴)

''اور جو اپنے رب کے حضور عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب عطا فرما دے ہمیں اپنی بیویوں اور اور اپنی اولادوں کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور بنا دے ہمیں امام و پیشوا متقی اور پرہیزگاروں کا۔''

حضرت زکریاؑ کی دعا:

{هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ۝} (آل عمرانؑ:۳۸)

''اس موقع پر زکریا نے اپنے رب کو پکارا (اور اس کے حضور) عرض کیا کہ اے میرے رب، عطا فرما دے مجھے اپنی طرف سے پاکیزہ اولاد، بیشک تو ہی دعا کو سننے والا (اور قبول فرمانے والا ہے)۔''

حضرت حنہ (حضرت مریم کی والدہ)

حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ ماجدہ سیدہ حنہ علیہا السلام جب حاملہ ہوئیں تو انہوں نے اسی وقت سے نذر مانی کہ وہ ہونے والی اپنی اولاد کو اللہ کے نام پر بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کر دیں گی۔ قرآن کا بیان ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

{ إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۚ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثٰى ۖ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۖ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثٰى ۚ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ ۝ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۖ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ أَنّٰى لَكِ هٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۖ إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَآءِ ۝ } (آل عمران: ۳۵ تا ۳۸)

''جب عمران کی عورت نے کہا کہ اے میرے پروردگار! میں اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے تیری نذر کرتی ہوں، وہ تیرے ہی کام کے لیے وقف ہو گا، میری اس نذر کو قبول فرما، تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔ جب انہوں نے اس بچی کو جنم دیا تو کہا کہ پروردگار! میں نے تو لڑکی جنم دی ہے، حالانکہ اللہ کو اس کی خوب خبر تھی جو کچھ کہ اس نے جنم دیا تھا، اور لڑکا لڑکی کی طرح نہیں ہوتا، میں نے اس کا نام مریم رکھ دیا ہے اور میں اسے اور اس کی نسل کو شیطان مردود سے تیری حفاظت میں دیتی ہوں۔ پھر قبول کر لیا اس کو اس کے رب نے اور اچھی طرح اس کی پرداخت کی اور زکریا علیہ السلام کو اس کا سرپرست بنا دیا۔ جب کبھی زکریا علیہ السلام اس کے پاس جاتے وہاں کھانے پینے کا سامان پاتے، پوچھتے: اے مریم! یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟ وہ جواب دیتیں: یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ (یہ حال دیکھ کر) وہیں زکریا علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا، کہا: اے میرے رب مجھے تو اپنی جانب سے نیک اولاد عطا فرما، تو ہی دعائیں سننے والا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا:

حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی:

{قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝} (آل عمران: ۳۸۔۳۹)

''میرے پروردگار! مجھے اپنی جانب سے ایک پاکیزہ اولاد عطا فرما، بے شک تو دعائیں سننے والا ہے۔ فرشتوں نے انہیں پکارا اور وہ اس وقت محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یحییٰ نام کے لڑکے کی خوشخبری دیتا ہے، جو اللہ کے کلمہ کی تصدیق کرنے والا اور (بنی اسرائیل کا) سردار نہایت پاک باز اور نبی ہوگا نیکوں میں سے۔''

ان آیات میں جو ہدایات ہمیں ملیں وہ یہ ہیں:

☆ اولاد جب ماں کے پیٹ میں ہو تو اسی وقت سے اس کے لیے نیک تمنائیں رکھنا چاہیے، جیسا کہ سیدہ حنہ علیہا السلام نے اپنے پیدا ہونے والے بچے کے متعلق نذر مانی تھی کہ وہ اس بچے کو اللہ تعالیٰ کے لیے اور بیت المقدس کی خدمت کی خاطر وقف کر دیں گی۔

☆ اولاد اور ان سے ہونے والی اولاد کے لیے دعائیں ان کی پیدائش کے وقت سے ہی کرنا مستحب ہے جیسا کہ سیدہ حنہ علیہا السلام نے اپنی بیٹی مریم علیہا السلام کی پیدائش کے فوراً بعد ان کے لیے اور ان سے ہونے والی اولاد کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے مریمؑ اور ان کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو شیطان کے چھونے سے محفوظ رکھا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: ما

محکم دلائل سے مزین متنوع-و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من مولود يولد إلا نخسه الشيطان فيستهل صارخا من نخسه الشيطان إلا ابن مريم وأمه. ثم قال: أبو هريرة رضی الله عنه اقرؤا إن شئتم {وَ اِنِّیۡۤ اُعِیۡذُهَا بِکَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ}۱۰؎

''ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بھی کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے کچوکے لگاتا ہے، جس کی وجہ سے بچہ چیخیں مار کر روتا ہے، سوائے عیسیٰ ابن مریم اور ان کی ماں مریم علیہما السلام کے، پھر ابو ہریرۃؓ نے کہا: اگر تم چاہو تو پڑھو: ''اور میں اس کی نسل کو شیطان مردود سے تیری حفاظت میں دیتا ہوں۔''

☆ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس نیک نذر کو، بچی ہونے کے باوجود قبول کر لیا، بلکہ اس بچی کو اس شان کا حامل بنایا کہ وہ دنیا کی کامل ترین عورتوں میں سے ایک بن گئیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كم من الرجال كثير ولم يكم من النساء إلا آسية زوجة فرعون ومريم بنت عمران. و فضل عائشة على سائر الناس كفضل الثريد على سائر الطعام ۱۱؎

''مردوں میں سے بہت سے کامل گذرے ہیں، لیکن عورتوں میں سے سوائے فرعون کی بیوی حضرت آسیہ علیہا السلام اور عمران کی بیٹی مریم علیہا السلام کے اور کوئی کاملہ نہیں گذری اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔''

☆ اللہ تعالیٰ نے اس بچی کو بہترین طریقے پر پروان چڑھایا اور اس کو چھ سال میں وہ عقل اور سمجھ بوجھ عطا فرمائی کہ جو ساٹھ سال کے انسان کو ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ یہ بچی بچپن سے ہی اپنے پروردگار کی عبادت میں مشغول ہوگئی، اس پر رب کی عنایات کا عالم یہ تھا کہ یہ بچی زمین پر سجدے کرتے تو عرش والا اس کے کھانے کے لیے جنت سے میوے بھیجا کرتا تھا، اور وہ پھل بھی بے موسمے ہوتے، مثلاً گرمیوں کے پھل سردیوں میں اور سردیوں کے گرمیوں میں۔

☆ جب زکریا علیہ السلام نے جو سیدہ مریم کے خالو لگتے تھے پوچھا کہ ''بیٹی! تمہارے پاس یہ کھانے پینے کی چیزیں کہاں سے آتی ہیں؟ تو معصوم بچی نے جواب دیا: خالو جان! یہ رزق اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔'' ۱۲

☆ سیدہ مریم علیہا السلام نے زکریا علیہ السلام کے دل میں یہ بات ڈالی کہ جو اللہ بے موسمے پھل دے سکتا ہے تو وہ بے موسمی اولاد کیوں نہیں دے سکتا؟ اگرچہ کہ میرا اولاد پیدا کرنے کا موسم ختم ہو چکا اور میں بڑھاپے کے انتہائی دور کو پہنچ چکا ہوں اور میری بیوی نہ صرف یہ کہ کھوسٹ بلکہ بانجھ بھی ہے، ناامیدی کے ان گھٹاٹوپ اندھیروں میں انہوں نے رب العالمین سے اولاد کے لیے فریاد کی اور فرمایا:

{قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّ لَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآىِٕكَ رَبِّ شَقِیًّا۝} (مریم: ۴)

''میرے رب! میری ہڈیاں کمزور ہو چکی ہیں اور سر بڑھاپے سے بھڑک اٹھا ہے، لیکن میں کبھی بھی تجھ سے دعا کر کے محروم نہیں رہا۔''

☆ اللہ تعالیٰ نے ان کو فریاد قبول فرمائی اور ایک لڑکے کی خوش خبری عطا فرمائی اور نام بھی خود ہی یحییٰ علیہ السلام تجویز فرمائی اور اس نام کی یہ خصوصیت بتلائی اس نام کا کوئی بچہ ان سے پہلے دنیا میں نہیں گذرا اور فرمایا

{وَ اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ} (الانبیاء: ۹۰)

''اور ہم نے ان کی بیوی کو بچہ پیدا کرنے کے لائق بنا دیا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ اس سے معلوم ہوا کہ اولاد صرف اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے:

{لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۙ﴿۴۹﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾}

''اللہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت کا مالک ہے، وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے، جسے چاہتا ہے لڑکے اور لڑکیاں ملا جلا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے، بے شک وہ ہر چیز کو جاننے والا اور ہر چیز پر قادر ہے۔'' (الشوریٰ:۴۹۔۵۰)

آجکل کے معاشرے میں عورت کے بچہ پیدا نہ ہونا اس کے لئے ایسا ناکردہ گناہ بن جاتا ہے جس کی سزا اسے ساری زندگی بھگتنا ہوتی ہے۔ خاوند اور سسرال کا پریشر، معاشرے کا پریشر اسے اتنا مجبور کر دیتا ہے کہ وہ اولاد کے حصول کے لئے غیر شرعی کام کرنے میں بھی عار محسوس نہیں کرتی۔ اس مقصد کے لئے نام نہاد پیروں کے پاس جایا جاتا ہے جو تعویز دینے اور مختلف عملیات بتانے کے منہ مانگے دام وصول کرتے ہیں۔

ذاتی تجربہ

حرم مکہ میں مطاف میں بیٹھے ہوئے تین مرتبہ ایسا ہوا کہ خاتون ہاتھ میں تسبیح پکڑے ہوئے آتی ہیں اور درخواست کرتی ہیں کہ اس تسبیح کے ایک دانے پر گیارہ مرتبہ درود شریف اور گیارہ مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھ دیں۔ جب پوچھا کہ آپ اس طرح کیوں کر رہی ہیں تو کہنے لگیں کہ ہمیں کسی نے بتایا ہے یہ تسبیح پانی میں دھو کر وہ پانی بے اولاد عورت کو پلانے سے اس کے گھر اولاد ہو جائے گی۔

مسجد حرام کے ذرا باہر ایک چوک ہے جس میں لوگ کبوتروں کو گندم کے دانے، جو اور باجرہ وغیرہ ڈالتے ہیں۔ پاکستانی عورتیں سڑک پر بکھرے ہوئے اس دانے میں سے جو کے دانے تلاش کر کے اکٹھے کرتی ہیں۔ ان سے جب پوچھا گیا کہ آپ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ دانے کیا کرنے ہیں تو ان کا کہنا تھا کہ ہمیں کسی نے بتایا ہے کہ یہ دانے کھانے سے تمہارے گھر اولاد ہو جائے گی۔

کچھ بے اولاد خواتین کے اس سلسلے میں جب انٹرویو کیے گئے تو ایک اچھی خاصی دین دار اور باپردہ خاتون نے بتایا کہ ان کے ہاں پانچ سال سے اولاد نہیں ہے اور ان کی ساس انہیں ایک پیر صاحب کے پاس لے گیں اور وہاں دم کے بعد انہیں پیر صاحب کے پاؤں چومنے کے لئے کہا گیا، اور نہ چاہتے ہوئے بھی انہیں ایسا کرنا پڑا لیکن اولاد پھر بھی نہیں ہوئی۔

کچھ خواتین نے پیروں کے متعلق اپنے دل دہلا دینے والے انتہائی مکروہ واقعات کا انکشاف بھی کیا۔

حضرت سلطان باہو کے مزار پر خواتین ایک بیری کے درخت کے نیچے چادر بچھا کر اس عقیدے سے بیٹھ جاتی ہیں کہ ان کی چادر پر بیری سے جتنے پتے گریں گے ان کے گھر اتنے بچے ہوں گے۔

گجرات کے قریب ایک بابا کا واں والا تھا اس کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ وہ جس کو ڈنڈا مارے گا اس عورت کے گھر بیٹا پیدا ہو گا۔ ڈنڈا کھانے کے انتظار میں ضعیف الاعتقاد خواتین کی قطاریں وہاں لگی ہوتی تھیں۔

کچھ خواتین یہ منت مان لیتی ہیں کہ اگر اللہ انہیں اولاد دے گا تو پہلے پانچ سال تک بچے کی پرورش لوگوں سے مانگی ہوئی چیزوں سے کریں گے اپنی کمائی سے اس پر کچھ خرچ نہیں کریں گے۔

کچھ خواتین گجرات میں شاہ دولے کے مزار پر جا کر منت مانتی ہیں کہ اگر ان کے ہاں بچے پیدا ہونے شروع ہو گئے تو پہلا بچہ شاہ دولے کے مزار پر چڑھا دیں گی، اور اگر اللہ کی رضا سے بچہ ہو جائے تو پہلا بچہ وہ مزار پر چڑھا دیتی ہیں جسے وہاں کے مجاور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھکاری بنانے کے لئے اس کے سر پر لوہے کی ٹوپی پہنا دیتے ہیں جس سے اس کے سر کی ہڈیوں کی نشوونما ٹھیک نہیں ہوتی اور سر کا سائز چھوٹا رہ جاتا ہے۔ایسے بچے شاہ دولے کے چوہے کہلاتے ہیں اور ساری زندگی ان سے بھیک منگوائی جاتی ہے۔ایک اسلامی ریاست میں اس طرح کے واقعات حکومت اور علماء کے لئے بھی لمحہ فکریہ ہیں۔

ازواج مطہرات اور صحابیات کا اسوہ قیامت تک کی خواتین کے لئے مشعل راہ ہے۔ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کی اتنی کم عمری میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شادی ہوئی اس کے باوجود بھی وہ اولاد کی نعمت سے محروم رہیں۔اللہ کی نظر میں مقام اتنا بلند کہ ان کے حق میں قرآن کی آیات نازل ہوگئیں،پیغمبر کی بیوی تھیں، ان سے بھی دعا کی درخواست کرسکتی تھیں،مگر کوئی ایک روایت بھی نظر سے نہیں گزری کہ انہوں نے اپنی بے اولادی پر کسی پریشانی کا اظہار کیا ہو یا معاشرے نے انہیں اس بات کا طعنہ دیا ہو۔

ہمارے معاشرے میں کچھ لوگ دین سے دوری کی وجہ سے غیر اللہ سے اولاد طلب کرتے ،قبر پرستی اور اولیاء پرستی اور شرک جیسے کبیرہ گناہ میں مبتلا ہوکر اپنی عاقبت داؤ پر لگا دیتے ہیں، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ انسان چاہے کہیں سے بھی اولاد طلب کرے،ملتی اسی رب العالمین کی بارگاہ سے ہی ہے،لیکن جب کسی آستانے پر جانے سے اتفاقاً کسی کے گھر اولاد ہوجائے تو اس بچے کا نام پیراں دتا رکھ دیتے ہیں۔

اسلام اس بات کا متقاضی ہے کہ جن کے ہاں اولاد نہیں ہے،انہیں چاہیے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ سے ہی اولاد طلب کریں،اس سلسلے میں تاخیر ہو یا اولاد نہ بھی ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر سمجھ کر راضی رہیں،اور شرک سے دور رہیں۔

قبل از پیدائش بچے کے حقوق:

زندگی کا حق:

قبل از پیدائش جب بچہ حالتِ جنین میں ہوتا ہے۔اسلام نے بچے کو حقوق عطا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کا آغاز حالتِ جنین سے ہی کیا ہے۔ اسلام نے بچے کے لئے زندگی کے حق کو قانونی حیثیت عطا کی ہے۔ چونکہ استقرارِ حمل کے چار ماہ بعد رحم مادر میں موجود بچے میں روح پھونک دی جاتی ہے۔ اس وقت حمل ضائع کرنا رحم مادر میں بچہ کو قتل کرنا ہے جو کہ قتل انسانی کے مترادف ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر حاملہ چاہے تو ۱۲۰ دن گزرنے سے پہلے اسقاطِ حمل کر سکتی ہے۔ ۱۳؎

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''عورت حمل گرا سکتی ہے جب تک اس کے اعضاء واضح نہ ہو جائیں اور یہ بات ۱۲۰ دن (چار ماہ) گزرنے سے پہلے ہوتی ہے۔'' ۱۴؎

علامہ حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

''عورت کے لئے حمل ساقط کرانے کی کوشش کرنا مکروہ ہے، اور عذر کی وجہ سے جائز ہے۔ بشرطیکہ بچہ کی صورت نہ بنی ہو اور اگر اس نے کسی دوا کے ذریعہ سے ناتمام (کچے) بچے کا اسقاط کرایا تو ماں کے عاقلہ (دودھیال) کی طرف سے بچہ کے وارثوں کو (ایک سال میں) پانچ سو درہم ادا کئے جائیں گے''۔ ۱۵؎

عذر سے مراد ایسی مجبوری ہے کہ اگر اسقاط حمل نہ کروایا تو ماں کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو جائے۔ کئی خواتین صرف اس لئے اسقاط حمل کروا لیتی ہیں کہ ابھی ہمارا بچہ پیدا کرنے کا موڈ نہیں یا یہ کہ ابھی تو پہلا بچہ چھوٹا ہے یا اس لئے اسقاط حمل کروا لیا جاتا ہے کہ مالی تنگدستی ہے اور پہلے بچے ہی پالنے مشکل ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا} (بنی اسراءیل: ۳۱)

''اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کرنا تنگ دستی کے خوف سے، کہ روزی ہم ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے ہیں ان کو بھی، اور تم کو بھی، بلاشبہ (بے گناہوں) کا قتل کرنا بڑا بھاری گناہ ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم لوگ ایسی عورت سے شادی کرو جو بہت بچے جننے والی اور محبت کرنے والی ہو۔ اس لئے کہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔ (قیامت کے دن)''۔ ۱۶؎

علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں:

''اور اگر اسقاط کے نتیجہ میں زندہ بچہ نکلا اور پھر مر گیا تو عورت کے عاقلہ پر اس بچہ کی دیت ہے جو تین سال میں ادا کی جائے گی، اور اگر عورت کے عاقلہ نہ ہوں تو عورت کے مال سے ادا کی جائے گی، اور عورت پر (دو ماہ کے مسلسل) روزے فرض ہیں اور عورت اس بچہ کی وارث نہیں ہوگی۔'' ۱۷؎

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں نے آپس میں جھگڑا کیا ان میں سے ایک عورت نے دوسری عورت کو لکڑی سے مارا جو کہ جا کر اس کے پیٹ میں لگی یہ عورت حاملہ تھی۔ اس چوٹ سے اس کا بچہ پیٹ میں مر گیا۔ یہ معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے جایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کے پیٹ کے بچے کا تاوان ایک غلام یا باندی کو آزاد کرنا ہے ۱۸؎

اولاد کا سب سے پہلا حق اپنے والدین پر یہ ہے کہ جب خدا نے ان کی اولاد کی زندگی کا واسطہ ان کو بنایا ہے تو وہ بالقصد اس کے نقش زندگی مٹانے کا سبب نہ بنیں بلکہ اس کی حیات کی تکمیل اور اس کی نشوونما کی ترقی کے وہ تمام ذریعے مہیا کریں جو ان کی قوت اور استطاعت میں ہیں یہی سبب ہے کہ اسلام نے حمل کو بالقصار ضائع کرنے (اسقاط) کو گناہ قرار دیا ہے اور ذریعہ حمل کے ضائع کرنے (عزل) کو اچھا نہیں سمجھا ہے اور پیدا ہونے کے بعد اس کے مار ڈالنے کی جاہلانہ رسم کو جڑ سے اکھاڑنے کی پوری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوشش کی ہے۔ ۱۹؎

عرب کے سفاکانہ کاموں میں سب سے زیادہ بے رحمی و سنگ دلی کا کام معصوم بچوں کو مار ڈالنا اور لڑکیوں کو زندہ گاڑ دینا تھا یہ بے رحمی کا کام والدین خود اپنی خوشی اور مرضی سے انجام دیتے تھے۔ اس رسم کے جاری ہونے کے کئی اسباب تھے ایک تو مذہبی تھا، یعنی والدین اپنے بچوں کو اپنے دیوتاؤں کی خوشنودی کیلئے خود ذبح کر کے ان پر چڑھا دیتے تھے، وہ منت مانتے کہ فلاں کام ہوگا تو اپنے بچہ کی قربانی کریں گے۔ ۲۰؎

اولاد کشی کی قابل نفرت رسم نہ صرف عرب میں بلکہ بہت سی بت پرست قوموں میں بھی جاری تھی۔ رومۃ الکبری کے عظیم الشان متمدن قانون میں اولاد کو مار ڈالنے کا باپ کو بالکل اختیار تھا اس قتل کی کوئی باز پرس نہ تھی اور اولاد کشی کا اعلانیہ کثرت سے رواج تھا ۲۱؎

{وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ۝} (انعام: ۱۳۷)

''جس طرح کھیتوں اور جانوروں میں خدائے برحق کے ساتھ ان کے دیوتاؤں نے اپنا حصہ لگا لیا ہے اس طرح بہت سے مشرکوں کو ان کے دیوتاؤں نے یہ بات خوبصورت کر کے دکھائی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو قتل کر دیں تا کہ یہ دیوتا ان کو (ہمیشہ کے لئے) ہلاک کر دیں اور ان کے دین کو ان پر مشتبہ کر دیں اور اگر اللہ چاہتا ہے تو وہ ایسا نہ کرتے تو ان مشرکوں کو اور جو کچھ وہ خدا پر وہ افترا کرتے ہیں کہ خدا نے ان کو ایسا حکم دیا ہے۔ اس کو چھوڑ دے۔''

قرآن پاک میں اللہ فرماتا ہے:

{قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ} (انعام: ۱۴۰)

''گھاٹے میں ہیں، وہ جنہوں نے اپنی اولاد کو نادانی سے بیجا قتل کیا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس ہولناک گناہ کے ارتکاب کا دوسرا سبب عربوں کا عام فقر و فاقہ تھا وہ سمجھتے تھے کہ اولاد ہوگی تو اس کے کھانے پینے کا سامان کرنا ہوگا اس لئے وہ اس کے خون سے اپنا ہاتھ رنگ کر اس فرض سے سبکدوش ہوتے تھے۔ نبی کریمؐ نے ان کو بتایا کہ ہر بچہ اپنا رزق اور اپنی قسمت ساتھ لے کر آتا ہے۔ ایک انسان دوسرے انسان کو نہیں کھلاتا بلکہ وہ اللہ ہی ہے جو سب کو کھلاتا ہے اور وہی ہر جاندار کا پالنے والا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا} (ہود:۶)

''اور زمین پر کوئی جاندار نہیں لیکن یہ کہ اس کی روزی کا فرض خدا ہی پر ہے۔''

{وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا} (اسراء:۳۱)

اور اپنی اولاد کو فقر و فاقہ کے خوف سے مار نہ ڈالا کرو ہم ہی ہیں جو انکو اور تم دونوں کو روزی دیتے ہیں ان کا مار ڈالنا بے شبہ بڑا گناہ ہے۔

قتل اولاد کے جرم کو اتنی اہمیت دی گئی ہے کہ اس کی ممانعت کو شرک کی ممانعت کے پہلو بہ پہلو جگہ دی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوا کہ ان عربوں کو جنہوں نے اپنی طرف سے بہت سی چیزیں حرام بنالی ہیں بتادو کہ اصلی چیزیں انسان پر کیا حرام ہیں۔

{قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـــًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ} (انعام:۱۵۱)

''کہہ دے اے پیغمبر! آؤ میں تم کو پڑھ کر سناؤ کہ تمہارے پروردگار نے تم پر کیا حرام کیا ہے۔ خدا کا کسی کو شریک نہ بناؤ، اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور مفلسی کے ڈر سے اپنے بچوں کو نہ مار ڈالو۔ ہم تم دونوں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزی دیتے ہیں۔"

ایک دفعہ ایک صحابیؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ، سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ فرمایا شرک، پوچھا اس کے بعد فرمایا والدین کی نافرمانی، پھر عرض کی اس کے بعد فرمایا کہ تم اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی۔ ۲۲

یہ جواب حقیقت میں آیت بالا کی تفسیر ہے۔ انہی تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دلوں میں یقین پیدا کر دیا کہ رزاق خدا ہے اسی کے ہاتھ میں رزق کی کنجی ہے، ہر بچہ اپنے رزق کا آپ سامان لے کر آتا ہے۔ اس ایمان اور یقین نے اس جرم کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا۔

قبل از پیدائش بچہ کی تربیت:

قرآن مجید میں ایک بچہ کا قبل از پیدائش ماں کے پیٹ میں ٹھہرنا بڑے جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

{وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا} (الحج:۵)

"اور ہم جسے چاہتے ہیں ایک مقررہ مدت تک پیٹ میں ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر تمہیں بچہ بنا کر نکالتے ہیں۔"

{هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ.....} (المومن:۶۷)

"یعنی تم کو بچہ کر کے نکالتا ہے پھر تا کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو، پھر تا کہ تم بوڑھے ہو جاؤ اور کوئی تم میں سے پہلے ہی مر جاتا ہے اور تا کہ تم سب وقت مقرر تک پہنچ جاؤ اور تا کہ تم لوگ سمجھو۔"

ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے ہمیں بتایا کہ بلا شبہ تم میں سے ہر ایک کا مادہ تخلیق اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس دن اور چالیس رات تک نطفہ کی شکل میں قائم رہتا ہے۔ پھر یہ جما ہوا خون بن جاتا ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح یہ گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے۔ پھر اللہ کا ایک فرشتہ اس کی طرف آتا ہے اور اس میں روح پھونکتا ہے اور چار کلمات لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے یعنی اس کا رزق، اس کی عمر اور اس کے اعمال اور اس کا بد بخت یا نیک ہونا۔۔۔۔الخ' ۲۳۔

پیدائش سے پہلے بچے کی تربیت اور اس کا ماحول اپنی ماں کا مرہون منت ہوتا ہے۔ اس کی تمام ضروریات ماں کے پیٹ میں خود بخود پوری ہوتی رہتی ہیں۔ ماں کا رحم بچے کا ماحول بھی ہوتا ہے۔ ماں کے رحم میں بچہ ایک خاص قسم کے جھلی دار مادے میں لپٹا ہوتا ہے جو ایک نالی (Umbilical Cord) کے ذریعے ماں کے جسم سے منسلک ہوتی ہے اور بچہ اسی کے ذریعے سے خوراک حاصل کرتا ہے۔ ماں کی خوراک، ماں کا آرام اور اس کی جذباتی کیفیات وغیرہ رحم میں موجود بچے پر گہرے طور پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

جوں جوں پیدائش کا عمل آگے بڑھتا ہے ماں اور بچے کے درمیان ایک کمپیوٹر جیسا دوطرفہ عمل واقع ہوتا ہے۔ بچے کی پیدائش کے وقت تک ماں اور بچہ جیسے ایک کمپیوٹر سینٹر سے ہدایت حاصل کرتے رہتے ہیں۔

نئی تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ جذبات جیسے مثال کے طور پر نفرت، لالچ اور خوف، پائیپو تھلمس کے اس مرکز کے ذریعے ہارمون بنانے والے غدودوں کے نظام میں رکاوٹ ڈالتے ہیں جبکہ اس کے برعکس محبت اور بھروسہ کے جذبات اس مرکز کو اس کے اس کام میں اہم مدد دیتے ہیں جس کے ذریعے وہ ہارمونی نظام کو زیادہ روشن اور بہتر کارکردگی سے چلاتا ہے۔

اللہ نے انسانی جسم کے شاندار نظام کو اس طرح بنایا ہے کہ یہ ایمان اور اخلاقی عمل کے قوانین کے ساتھ ربط وضبط رکھ کر چلے۔ زیادہ واضح طور پر کہا جا سکتا ہے کہ انسانی حیاتیات ایک حیران کن کمپیوٹری نظام ہے اور اس نظام کے پروگرام کے بنیادی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصول، ایمان اور اخلاق سے مطابقت رکھتے ہیں۔ زندگی رب العظیم سے محبت اور اس پر بھروسے کے جذبات کے ساتھ گزاریں تو یہ سرکٹ صحت مندانہ طریقے پر کام کریں گے۔ خون کی شریانیں کھلی اور صاف رہیں گی۔ اعضاء اور پٹھوں کو ان کی پوری خوراک ملتی رہے گی۔ جسم کا حفاظتی نظام پوری تندہی سے چلتا رہے گا اور اعصابی نظام سکون اور خوشی کے ذریعے مکمل ہم آہنگی کا مظہر ہوگا۔ ۲۴؎

رسولؐ خدا کا ارشاد ہے: ''عورت جب امید سے ہوتی ہے تو حمل اس کے پورے عرصے میں ویسا ہی اجر وثواب پاتی ہے جیسا اجر وثواب ایک روزے دار، شب بیدار، اطاعت گزار اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے بندے کو ملتا ہے اور بچے کی پیدا کے وقت پیش آنے والی تکلیف کے بدلے جو اجر وثواب ہے اور اس کے بارے میں مخلوق اندازہ نہیں لگا سکتی کہ وہ کیا کچھ اور کتنا کچھ ہے اور جب اس کی کوکھ سے بچہ جنم لیتا ہے (اور وہ اسے اپنا دودھ پلا کر پالتی ہے) تو دودھ کے ہر ہر گھونٹ پر اس کو وہ اجر وثواب ملتا ہے جو کسی کو زندگی عطا کر دینے کا ہو سکتا ہے اور جب (ایک مدت تک دودھ پلا کر) دودھ چھڑاتی ہے تو خدا کا فرشتہ (احترام ومحبت) سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس سے کہتا ہے (خدا کی بندی) اب دوسرے حمل کے لئے تیاری شروع کر دے۔'' نبی کریمؐ اس طرح سے بیان کرتے ہیں ۲۵؎

اسی بناء پر ایک مسلمان عورت کا امتیاز اور رتبہ مشقت اور دکھ کے ہر مرحلے سے گزرنے کی بنا پر ایسا ہے جیسے کہ وہ خدا کی راہ میں جہاد کر رہی ہے اور خدا کی عبادت میں مشغول ہے۔

مادر رحم میں ماں کی حرکات وسکنات اور موڈ بچے پر کس طرح اثر انداز ہوتا ہے اور بچے کی زندگی کے مختلف ادوار میں اس کی ذہنی اور جسمانی نشوونما کیسے ہوتی ہے اس کی تفصیل جاننے کے لئے ڈاکٹر احمد شعیب جو کے ماہر نفسیات اور سائیکٹرسٹ بھی ہیں ان کا انٹرویو لیا گیا تو مندرجہ ذیل دلچسپ حقائق سامنے آئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انٹرویو:

بچے کی زندگی کے تین ادوار ہوتے ہیں:

۱۔ اورل فیز یا طفلیت ۲۔ بچپن ۳۔ بلوغت

بچے کا اورل فیز مادر رحم سے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ جب نطفے سے بچہ خون کے لو تھڑے کی شکل میں آتا ہے تو مادر رحم ایک سیال مادے سے بھر جاتا ہے جسے ''غلاف جنین سیال مادہ'' کہتے ہیں۔ یہ سیال مادہ بچے کو باہر کی ضربوں اور چوٹوں سے بچاتا ہے اس دورانئے میں اس کے جسم کے خلیے بڑی تیزی سے نشوونما پاتے ہیں۔ بعض لوگوں میں ایسے خلیے تشکیل پا لیتے ہیں جو سردی، گرمی اور درد کے معاملے میں حساس ہوتے ہیں۔ کچھ لوگوں کے خلیے آوازوں کی لہروں سے بڑے حساس ہوتے ہیں۔ جب بچہ مادر رحم میں تین ماہ کا ہوتا ہے تو اس کے جسم کی ہر چیز پایہ تکمیل تک پہنچ جاتی ہے۔ باقی چھ ماہ میں اس کا جسم صرف نشوونما پاتا ہے اور سائز میں بڑا ہوتا ہے۔ اس کے اندر محسوس کرنے کی حس، خوشی، غصہ، نفرت، خوف، مایوسی، بھوک، پیاس کا احساس، درد کا احساس پوری طرح موجود ہوتا ہے۔ وہ ماں کے جسم سے اپنی بھوک پیاس کی ضروریات پوری کرتا ہے۔ اس کے دوران میں ماں کا موڈ اور زندگی کے اطوار بچے کی شخصیت پر بہت گہرے اثرات چھوڑتے ہیں۔

ہر انسان کے دماغ سے خوشی، غمی، مایوسی، نفرت، حسد یعنی تمام احساسات کے لئے علیحدہ علیحدہ ہارمونز نکلتے ہیں۔ جو خون کے ذریعے براہ راست بچے کے دماغ تک پہنچتے ہیں۔ اگر ماں خوش رہے تو بچہ کا دماغ بھی خوشی کے ہارمونز وصول کرتا ہے اور اس کے جسم میں خوشی کے ہارمونز زیادہ ہو جاتے ہیں۔ ایسا بچہ پیدائش کے بعد بھی پُر اعتماد اور مثبت رجحان کا مالک ہوتا ہے۔ جبکہ ماں اگر زیادہ تر خوف، مایوسی یا غصہ کی کیفیت میں رہے تو اس کے جسم میں ان کیفیات کے ہارمونز بڑھ جاتے ہیں جو براہ راست بچے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خون میں شامل ہو جاتے ہیں اور ایسا بچہ وراثت میں غصہ، نفرت اور حسد جیسی کیفیات لے کر پیدا ہوتا ہے۔

ہر بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کی شخصیت کی پچاس خصوصیات اسے وراثت میں ملتی ہیں اور پچاس فیصد اردگرد کا ماحول اس پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ماں اگر دوران حمل دیر تک بھوکی رہے تو بچے کے اندر ایک Hunger Threat (بھوک کا خطرہ) پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسا بچے کھانے میں بہت حریص ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر شعیب کا کہنا ہے کہ بچہ مادر رحم میں تین ماہ کی عمر سے انگوٹھا چوسنا شروع کر دیتا ہے اور پیدائش کے بعد بھی انگوٹھا چوسنا اس کی جبلت ہے۔

پیدائش کے بعد بچہ ماں باپ کی توجہ کا مرکز ہوتا ہے یعنی اورل فیز میں وہ ماں کی بھرپور محبت کا لطف اٹھاتا ہے لیکن اگر بعد میں ماں کی توجہ اس بچہ سے ہٹ کر دوسرے بچے کی طرف ہو جائے تو ایسے بچے بڑے ہو کر بھی اپنے اورل فیز کی طرف لوٹ جاتے ہیں اور بڑی عمر میں بھی انگوٹھا چوستے ہیں یا ناخن چباتے ہیں۔ بلکہ ایک ریسرچ کے مطابق جو لوگ بڑی عمر میں حقہ یا سگریٹ پیتے ہیں یہ بھی اپنے اورل فیز کی یاد تازہ کرتے ہیں۔

(ڈاکٹر احمد شعیب، MBBS,FCPS,MCPS، سی ایم ایچ اوکاڑہ)

اسٹیفن کارلین نے یہودیوں کی حاملہ عورتوں پر تحقیق کی اور بہت سارے دلچسپ حقائق کا انکشاف کیا۔ ان کا کہنا ہے کہ اسرائیل میں یہودی عورتیں جیسے ہی ان کا حمل ٹھہرتا ہے وہ اپنا طرز زندگی بدل لیتی ہیں۔ کثرت سے پیانو بجاتی ہیں اور گانے گاتی ہیں اور حساب کے مشکل ترین سوالات حل کرتی ہیں۔ اس بات میں وہ اپنے خاوند کی بھی مدد لیتی ہیں اور حساب کے یہ مشکل سوالات بول بول کر حل کرتی ہیں۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ اس طرح کیوں کرتی ہیں تو ان کا کہنا تھا کہ ہمارا پیدا ہونے والا بچہ دنیا کے مسائل آرام سے حل کر لے گا۔ وہ دوران حمل بادام، کھجور اور دودھ کا استعمال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کثرت سے کرتی ہیں اور کھانے میں مچھلی اور تخمیات کا استعمال زیادہ کرتی ہیں۔ پھلوں کا استعمال کھانے سے پہلے کرتی ہیں۔ ان کا اعتقاد ہے کہ کھانے کے بعد پھل کھانے سے بچہ سست پیدا ہوتا ہے۔ وہ تیر اندازی اور نشانہ بازی بھی کثرت سے کرتی ہیں تا کہ پیدا ہونے والا بچہ اپنے معاملات پر اپنی توجہ مرکوز کر سکے۔ اس رپورٹ کے مطابق یہودیوں کا ذہانت کا معیار باقی قوموں سے بلند ہے۔ ۲۶؎

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ مومنوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''کہ مومن تو وہ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں جب انہیں اللہ کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان بڑھ جاتے ہیں۔۔'' (الانفال؛۲)

گویا مذکورہ بالا تحقیق سے یہ حقائق سامنے آئے کہ حمل ٹھہرتے ہی بچے کے حواس خمسہ اور باقی جسمانی کیفیات کے لئے خلیات تیزی سے وجود میں آنا شروع ہو جاتے ہیں اور ماں کے ذریعے باہر کی دنیا کے حالات اس کی شخصیت کی تشکیل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ تحقیق قرآن پاک کی اس آیت کا منہ بولتا ثبوت پیش کرتی ہے کہ قرآن سننے سے جسم میں کیمیائی تبدیلیاں آتی ہیں۔ اللہ کا کلام سن کر دل میں اس کا خوف پیدا ہونا، آنکھوں سے آنسو جاری ہونا، ایمان کا بڑھ جانا۔ یہ سب کیفیات بچے کی افزائش کے وقت اس کی شخصیت بناتے ہیں۔ جو مائیں دوران حمل قرآن پاک کی تلاوت سنتی ہیں، اللہ کا ذکر کرتی ہیں بچے کا دماغ ان لہروں کو وصول کرتا ہے اور قرآن کی حلاوت اس کے جسم کی نشوونما میں شامل ہوتی ہے۔

ابتدائی بچپن:

بچپن کا یہ دور اڑھائی تین سال سے شروع ہو کر چھ سال تک رہتا ہے۔ یہ عرصہ بچوں کی تربیت کے حوالے سے بہت اہم ہے اور اس کے اثرات ان کی ساری زندگی پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑتے ہیں۔اس زمانے میں جسمانی اور ذہنی نشوونما کی رفتار بہت تیز ہوتی ہے اس وقت جو عادتیں پختہ ہو جائیں ان کا ترک کرنا بہت دشوار ہے اور جو چیزیں سیکھنے سے رہ جائیں ان کو بعد میں سکھانا مشکل ہو جاتا ہے۔

بچپن کا درمیانی دور:

یہ دور چھ سال سے شروع ہو کر دس سال تک رہتا ہے اس مرحلے میں بچہ ذہنی اور جسمانی حیثیت سے کسی حد تک اپنی مدد آپ کرنے پر قادر ہو جاتا ہے اور اپنے بہت سارے چھوٹے چھوٹے کام خود کرتا ہے۔اس مرحلے میں وہ مظاہر قدرت کو سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔وہ اپنے اردگرد کی چیزوں کا مشاہدہ کرتا ہے اور والدین سے بے شمار سوال کرتا ہے،اگر اس کے سوالوں کا صحیح جواب نہ دیا جائے یا اس کو ٹال دیا جائے تو یہ چیزیں اس کو ساری زندگی کنفیوز رکھتی ہیں۔

بچپن کا آخری دور:

بچپن کا آخری دور نو دس سال کی عمر سے شروع ہو کر تیرہ چودہ سال کی عمر تک چلتا ہے یہ دور کارکردگی ، پائیداری اور استحکام کا دور کہلاتا ہے۔اس دور میں اس سے ذہنی اور جسمانی کام بخوبی لئے جا سکتے ہیں۔

اس دور میں بچے کے جسم میں بہت ساری تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔اس عمر میں اسے والدین کے دوستانہ رویے کی ضرورت ہوتی ہے۔بچہ اپنے آپ کو خود مختار سمجھنے لگتا ہے اور اپنے کام کا انتخاب خود کرنا چاہتا ہے۔وہ اپنی شخصیت کے بارے میں بہت حساس ہو جاتا ہے۔

اس دور میں بچہ مذہبی اور اخلاقی اقدار کو بھی سمجھنے لگتا ہے۔یہی وقت ہے جب والدین اسے اخلاقی اقدار کا سبق دے سکتے ہیں۔اسی دور میں بچے پر نماز کی فرضیت ہے اور بچے کا بستر الگ کرنے کا حکم ہے۔کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واضربوھم علیھا وھم ابناء عشر سنین وفرقوا بینھم فی المضاجع ۲۷؎

''اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز (چھوڑنے) پر مارو اور ان کے بستر الگ الگ کر دو۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دس سال کی عمر میں بچوں کے بستر الگ الگ کر دینے چاہییں۔ دس سال کے بچے کو نہ تو والدین کو اپنے ساتھ سلانا چاہیے اور نہ ہی دیگر بہن بھائیوں کے ساتھ ایک بستر پر سلانا چاہیے۔ یہ ایسی عمر ہے کہ جس میں بچوں میں جنسی شعور بیدار ہونا شروع ہوتا ہے۔

اس لئے اچھی تعلیم و تربیت کے لئے لازمی ہے کہ ان کے بستر الگ الگ کر دیئے جائیں۔ کئی بچے نہانے کے لئے اکٹھے غسل خانے میں گھس جاتے ہیں، حیا کے تقاضے کے پیش نظر ماؤں کو اس بات کا خصوصی طور پر خیال رکھنا چاہیے کہ بہن اور بھائی، چھوٹی عمر میں بھی اکٹھے ننگے ہو کر نہ نہائیں۔

سکولوں کے بچوں کا جب سروے کیا گیا تو بچوں میں جنسی بے راہ روی کی ایک رپورٹ کے مطابق چالیس فیصد بچے sex abused تھے۔ بچہ اس عمر میں اپنی عمر کے دوسرے بچوں سے جنسی تعلق قائم کر کے لذت محسوس کرتا ہے۔ ایسے بچے فحش تصویریں دیکھنے، ننگے خاکے بنانے، انٹرنیٹ اور موبائل کے غلط استعمال سے اپنی تشفی کرتے ہیں۔ ۲۸؎

اس عمر میں والدین اور اساتذہ کو بچے پر گہری نظر رکھنے کی ضرورت ہے کہ بچے ٹی وی اور کمپیوٹر پر کس طرح کے کارٹون دیکھتے ہیں، کونسی گیمز کھیلتے ہیں، لٹریچر کیسا پڑھتے ہیں، بہن بھائی بھی آپس میں کس طرح کی حرکتیں کرتے ہیں یہ سب کچھ والدین کی نگاہ میں ہونا چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلوغت:

یہ دور چودہ سال کی عمر سے لے کر اٹھارہ انیس سال کی عمر تک کا ہے۔ یہ بچے کی عمر کا سب سے نازک مرحلہ ہے۔ اس میں بچہ خود کو بہت بڑا محسوس کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ بچپن کی زندگی کو خیر باد کہہ کر جوانی میں قدم رکھے۔ وہ پسند نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ بچوں والا برتاؤ کیا جائے۔ اس کے لا ابالی پن کی جگہ بناؤ سنگھار لے لیتا ہے۔

اس عمر میں اگر اس کی حرکات وسکنات کی نگرانی نہ کی جائے، اس کے دوستوں کی محفل کی خبر نہ رکھی جائے تو بچہ گمراہی کے راستے پر پڑ سکتا ہے۔

(ڈاکٹر احمد شعیب، MBBS,FCPS,MCPS، سی ایم ایچ اوکاڑہ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اپنی اولاد کے لئے اچھے خاندان والی عورت کا انتخاب کرو۔

اس لئے کہ خاندان کا اثر سرایت کر جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔صحیح بخاری، باب الاکفاء فی الدین، ح ۵۰۹۰

۲۔ابن ماجه، کتاب النکاح، باب تزویج الابکار، ح ۵۲۰

۳۔جلال الدین سیوطی، صحیح جامع الصغیر، ج ۲، ح ۴۲۷۹، ص ۸۸۸

۴۔سنن نسائی، باب المرائته الصلحه، ح ۳۲۳۴

۵۔ صحیح بخاری، کتاب الطلاق، باب حفظ المراة زوجها فی ذات یده والنفقة

۶۔ :جمال الدین أبو الفرج، غریب الحدیث، دار الکتب العلمیة -بیروت لبنان، الطبعة :الأولی، ج ۱ ص ۳۴۹

۷۔ترمذی، ابو عیسیٰ، محمد، جامع ترمذی، کتاب النکاح، باب فیمن تؤضون دینه فزجوه، ح ۱۰۸۴

۸۔امام غزالی، احیاء العلوم، صفحہ 45-49

۹۔اسلام میں خواتین کے حقوق، مطبوعہ روزنامہ جنگ، راولپنڈی ایڈیشن، مورخہ 18 جولائی 1997

۱۰۔صحیح مسلم، کتاب الفضائل عیسیٰ علیه السلام: ح ۲۳۶۶

۱۱۔صحیح بخاری: ۳۴۱۱؛ صحیح مسلم: ۲۴۳۱

۱۲۔محمد قاسم سلفی، اولاد کی اسلامی تربیت، محمد انور، مکتبہ قدوسیہ، ص ۴۶۔۴۷

۱۳۔حصکفی، الدر المختار، ج ۱، ص ۷۶

۱۴۔فتاویٰ عالمگیری ج ۱: ص ۳۳۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۵۔حصکفی ،الدرالمختار،ج ۵،ص ۳۹۷

۱۶۔مجمع الزوائد، کتاب النکاح،باب تزویج الولد،ح ۷۳۳۹

۱۷۔ابن عابدین شامی ،ردالمختار،ج ۵،ص ۳۷۹

۱۸۔تفہیم البخاری، کتاب الطب،باب الکھانۃ،ص ۳۰۸

۱۹۔شبلی نعمانی ،مولانا،سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،ج ۶،ص ۱۲۱

۲۰۔سیرۃ ابن ہشام، طبقات ابن سعد اور تاریخ طبری وغیرہ میں حضرت عبدالمطلب کا عبداللہ کی قربانی کا واقعہ موجود ہے،،موطا امام مالک،باب مالا یجوز من النذور فی معصیۃ اللہ

۲۱۔نیکی کی تاریخ اخلاق یورپ،ج اول،ص ۲۳۰،بحوالہ سیرت النبی،ج ۶ ص ۱۲۱

۲۲۔صحیح بخاری،کتاب التوحید وتفسیر سورہ بقرہ،سورۃ فرقان

۲۳۔صحیح بخاری، کتاب التوحید،باب قولہ تعالیٰ و لقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین،ح ۷۴۵۴

۲۴۔ڈاکٹر ہلوک نور باقی،قرآنی اور سائنسی حقائق،مترجم ،محمد فیروز شاہ گیلانی،انڈس پبلیکیشن کارپوریشن،کراچی،ص ۱۹۴

۲۵۔کنزالعمال،ج ۱۶،ح ۵۲۶۸

۲۶۔http\www.sapulse.com\new php?id=A3426

۲۷۔ابوداود، کتاب الصلوۃ،باب متی یومر الغلام باالصلوۃ،ح ۴۹۴،۴۹۵

۲۸۔(http:\www.childlineindia.org.in\1098\ child.sexual.Abuse.workshop.htm

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دوم

بچے کی پیدائش کی رسمیں

بچے کی ولادت

برصغیر کے مسلمان ہزاروں سال تک ہندو قوم کے ساتھ مل جل کر رہتے رہے اس لئے ان پر ان کی تہذیب کی چھاپ نمایاں طور پر نظر آتی ہے، جس کا مظاہرہ مختلف تہواروں اور خوشی غمی کے رسم ورواج میں نظر آتا ہے۔

ان مواقع میں سے ولادت کے وقت اور بعد میں عجیب وغریب توہمات کا مظاہرہ کیا جاتا ہے اور ایسی ایسی رسومات سرانجام دی جاتی ہیں جن کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ یہ رسمیں اور توہمات مختلف علاقوں میں مختلف صورتوں اور شکلوں میں نظر آتے ہیں۔ مثلاً بچے کی پیدائش کے بعد اسے نظر بد، مصیبتوں، بیماریوں اور سے بچانے کے لئے دروازے پر خاص درختوں کے پتے لٹکائے جاتے ہیں۔ کچھ لوگ نو مولود کی چارپائی پر لوہے کی کوئی چیز جیسے تالا، قینچی، نیل کٹر، چھری یا کوئی زنجیر وغیرہ اس اعتقاد سے رکھ دیتے ہیں کہ اب بھوت پریت کا سایہ اس پر نہیں پڑے گا۔ ایسی عورت کو بچے کے قریب نہیں آنے دیا جاتا جس کے گلے میں کسی بیماری یا مصیبت سے بچنے کے لئے تعویز ہو، اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ ایسی عورت اگر بچے کے سامنے آئے گی تو اس کی بیماری یا مصیبت بچے کو متاثر کرے گی۔ ا۔

یہ تمام ہندووٴانہ توہمات ہیں جن کا اسلام سے دور پرے کا بھی کوئی تعلق نہیں مسلمانوں کو بچے کی حفاظت کے لئے اسلامی شعار کے مطابق مسنون دعائیں پڑھنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفتٔ آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہییں۔

سیدنا ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسن ؓ اور حضرت حسین ؓ کو نظر بد سے بچانے کے لئے یہ دعاء پڑھ کر دم کیا کرتے تھے:

اعیذ بک بکلمات اللہ التامت کلھا من شیطان وھامة ومن کل عین لامة

''میں تجھے اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ میں دیتا ہوں، ہر ڈرانے والے شیطان سے اور ہر نقصان پہنچانے والی آنکھ سے''۲

جب انسان اللہ کی بابرکت ذات کی پناہ میں آجائے تو شیطان اس پر حملہ آور نہیں ہوسکتا۔ مگر آج کے دور میں بچے کے اوپر سے سات مرتبہ لال مرچیں وار کر جلائی جاتی ہیں یا اس کے منہ پر کالے رنگ کا کوئی نشان لگا دیا جاتا ہے کہ اب بچہ نظر بد سے محفوظ رہے گا۔

دردزہ کے وقت پڑھنے کی دعائیں

حضرت ام سلمہ ؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ ؓ کو دردزہ شروع ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام سلمہ ؓ اور حضرت زینب بنت جحش ؓ کو ان کے پاس بھیجا اور فرمایا آیت الکرسی معوذتین (سورۃ اخلاص، الفلق اور الناس) اور سورۃ اعراف کی یہ آیات تلاوت کر کے ان پر دم کرو۔

{اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ} (سورۃ الاعراف: ۵۴ اور ۵۵)۳

آج کے دور میں مسنون دعاؤں کو چھوڑ کر لوگوں نے نئے نئے جنتر منتر شروع کر لئے ہیں ایک گائنا کولوجسٹ کا انٹرویو کیا گیا کہ آپ کے پاس آنے والی کتنے فیصد خواتین دردہ زہ میں اللہ کا ذکر کرتی ہیں ان کا کہنا تھا کہ اللہ کا ذکر تو مشکل میں سبھی کرتے ہیں مگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرق یہ ہے کہ اب جوخواتین بچے کی پیدائش کے لئے آتی ہیں ان میں سے بہت ساری عورتوں نے پیٹ یا ٹانگ پر تعویز باندھا ہوتا ہے جو کہ بچے کی پیدائش کے بعد کھول دیتی ہیں۔(ڈاکٹر کنول قیصر، رشید نرسنگ ہوم سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی)

بچے کی پیدائش پر خوشی کا اظہار

اللہ تعالیٰ جب بچے جیسی نعمت سے نوازیں،تو بیٹا ہو یا بیٹی ،خوشی کا اظہار کرنا چاہیے۔مسلم معاشرے میں اس روایت کو عام ہونا چاہیے کہ بچے کی ولادت پر مبارک باد دی جائے، نیک تمناؤں کا اظہار کیا جائے اور بچے کے حق میں دعائے خیر کی جائے۔ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر اس موقع پر بشارت اور خوشخبری کا تذکرہ ملتا ہے تاکہ ملت اسلامیہ اس سے رہنمائی حاصل کرے۔

{وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ} (ہود:٦٩)

''اور بلاشبہ آ گئے ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس (بچے کی) وہ عظیم الشان خوشخبری لے کر، اور انہوں نے سلام کیا، ابراہیم نے جواب میں کہا کہ تم پر بھی سلام ہو، پھر کچھ دیر نہ گزری تھی کہ (ان کی ضیافت کے لئے) آپؑ ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے۔''

حضرت زکریاؑ کا قصہ بیان کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے

{يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا} (مریم:٧)

''اے زکریا! ہم تمہیں ایک ایسے لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا اور ہم نے اس سے پہلے اس کا کوئی ہم نام پیدا نہیں کیا۔''

ان آیات سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ولادت کے موقع پر مبارک دینا اللہ کی نظر میں پسندیدہ کام ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن قیم لکھتے ہیں کہ آدمی کے لئے جائز نہیں کہ بیٹے کی پیدائش پر مبارک دے اور بیٹی کی پیدائش پر مبارک نہ دے۔ بلکہ وہ دونوں کی پیدائش پر مبارک دے یا دونوں کی پیدائش پر مبارک نہ دے۔ ۴

بیٹی کی پیدائش پر غم کا اظہار

عربوں کے معاشرے میں بیٹی کی پیدائش شرم و عار کا باعث سمجھی جاتی تھیں۔ جب گھر میں لڑکی پیدا ہوتی تو باپ کو سخت رنج ہوتا اور وہ لوگوں سے منہ چھپاتا پھرتا تھا، اہل عرب کا عقیدہ تھا کہ فرشتے خدا کی لڑکیاں ہیں، قرآن نے کہا کہ تم کو لڑکی ہو تو تمہاری شرم کا باعث ہو اور خدا کو لڑکیوں کا باپ کہو تو شرم نہ آئے۔

{وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ۝} (زخرف: ۱۷)

''اور جب میں ان میں سے کسی کو اس کے ہونے کی خوشخبری دی جائے جس کی وہ رحمت والے خدا پر تہمت باندھتے ہیں تو اندر ہی اندر غصہ کے مارے اس کا منہ سیاہ پڑ جاتا ہے۔''

{وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ۝ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ ۚ أَيُمْسِكُهُ عَلٰى هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ} (نحل: ۵۸۔۵۹)

''اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو ان کا منہ کالا پڑ جاتا ہے اور غصہ کے گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے۔ اس خوشخبری کے رنج سے وہ لوگوں سے منہ چھپاتا پھرتا ہے کہ آیا ذلت اُٹھا کر اس کو اپنے پاس رہنے دیے یا اس کو مٹی میں چھپا دے (یعنی زندہ دفن کر دے)۔''

امام ابن قیم اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں، بیٹیوں کی پیدائش پر خفا ہونا جاہلانہ عادات میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کی مذمت فرمائی ہے۔ ۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بیٹیوں کی پیدائش کا ذکر بیٹوں سے پہلے فرمایا،

{لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ} (الشوریٰ:۹)

''آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ وہ جو چاہتے ہیں پیدا کرتے ہیں، جسے چاہتے ہیں بیٹیاں عطا کرتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں بیٹے عطا کرتے ہیں۔''

امام ابن قیم کے اس آیت کے بارے میں دو اقوال ہیں فرماتے ہیں،

وعندی وجه آخر. وهو انه سبحنه قدم ما كانت توخره الجاهلية من امر البنت. حتى كان الغرض بيان ان هذا النوع الموخر الحقير عندكم مقدم عندی فی الذكر[۶]۔

''میرے نزدیک اس کی حکمت یہ ہے کہ اللہ سبحانہ نے بیٹیوں کو مقدم کیا ہے، جن کو اہل جاہلیت مؤخر کرتے تھے، گویا کہ یہ بیان کرنا مقصود تھا، کہ تمہاری طرف سے نظر انداز کی ہوئی یہ حقیر قسم میرے نزدیک مقدم ہے''

علامہ آلوسی نے اپنی تفسیر میں اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں،

وقيل قدم الاناث توصية بر عايتهن لضحفهن. لا سيما وكانوا قريبی العهد بالواد۔ وقيل لتطيب قلوب آبائهن لما فی تقديمهن من التشريف لا نهن سبب لتكثير مخلوقاته تعالیٰ

''اور کہا گیا ہے؛ عورتوں کی کمزوری کے سبب ان کا خصوصی خیال رکھنے کی تاکید کی خاطر انہیں مقدم کیا گیا ہے اور خصوصاً اس لئے کہ وہ زندہ در گور کرنے کے زمانہ سے قریب تھے۔ اور کہا گیا ہے کہ ان کے باپوں کے دلوں کو راضی کرنے کی غرض سے، کیونکہ ان کے پہلے ذکر کرنے میں ان کی تکریم ہے، (اور تکریم اس لئے ہے کہ) وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاشبہ اللہ کی مخلوقات کی کثرت کا سبب ہیں" ۷؎

امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے صالح بیان کرتے ہیں کہ جب ان کے ہاں بیٹی کی ولادت ہوتی، تو وہ فرماتے، انبیاء بیٹیوں کے باپ تھے نیز فرماتے،

قد جاء فی البنات ما قد علمت

"بے شک بیٹیوں کے متعلق جو کچھ (قرآن وسنت میں) آیا ہے، وہ تمہیں معلوم ہی ہے۔"

یعقوب بن بختان فرماتے ہیں، میرے ہاں سات بیٹیاں پیدا ہوئیں، جب بھی میرے ہاں بیٹی پیدا ہوتی احمد بن حنبل میرے پاس تشریف لاتے اور فرماتے:

یا ابا یوسف! الانبیاء آباء بنات"

"اے ابو یوسف! انبیاء علیہم السلام بیٹیوں کے باپ تھے۔"

ان کا یہ فرمانا میرے غم کو ختم کر دیتا۔ ۸؎

یوں تو بیٹیوں کی نسل کشی کی رسم بد کا رواج تمام عرب میں تھا، مگر ایک خاص سبب سے بنو تمیم میں اس کا رواج سب سے زیادہ تھا، بنو تمیم کے رئیس قیس بن عاصم نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اقرار کیا کہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے آٹھ دس لڑکیوں کو زندہ دفن کیا ہے، یہ رسم شقاوت اور سنگدلی کے ساتھ انجام دی جاتی تھی اس کا حسرتناک نقشہ ایک صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے خود اپنی آپ بیتی سنا کر اس طرح کھینچا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے چین ہو گئے۔

دارمی میں وضین تبع تابعی سے ایک موقوف روایت ہے کہ ایک شخص نے آکر خدمت اقدس میں عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگ جاہلیت والے تھے، بتوں کو پوجتے تھے اور اولاد کو مار ڈالتے تھے۔

میری ایک لڑکی تھی جب میں اس کو بلاتا تو دوڑ کر میرے پاس آتی ایک دن وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے بلانے پر خوش خوش دوڑی آئی، میں آگے بڑھا اور وہ میرے پیچھے چلی آئی میں آگے بڑھتا چلا گیا، جب ایک کنوئیں کے پاس پہنچا جو میرے گھر سے کچھ دور نہ تھا اور لڑکی اس کے قریب پہنچی تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کنوئیں میں ڈال دیا، وہ ابا ابا کہہ کر پکارتی رہی اور یہی اس کی زندگی کی آخری پکار تھی۔ رحمت کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر درد افسانہ کو سن کر آنسو ضبط نہ کر سکے ایک صحابی نے ان صاحب کو ملامت کی کہ تم نے حضورؐ کو غمگین کر دیا، فرمایا اس کو چھوڑ دو کہ جو مصیبت اس پر پڑی ہے وہ اس کا علاج پوچھنے آیا ہے، پھر ان صاحب سے فرمایا ''ہاں میاں! تم اپنا قصہ سناؤ'' انہوں نے دوبارہ پھر بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حالت ہوئی کہ روتے روتے ریش مبارک تر ہو گئی، پھر فرمایا جاؤ کہ جاہلیت کے گناہ اسلام کے بعد معاف ہو گئے اب نئے سرے سے اپنا عمل شروع کرو۔ ۹؎

لوگ عموماً لڑکیوں کے وجود کو بلا اور مصیبت سمجھتے تھے۔ نبوت محمدیؐ نے اس بلا اور مصیبت کو ایسی رحمت بنا دیا کہ وہ نجات اخروی کا ذریعہ بنا گئیں، فرمایا جو کوئی ان لڑکیوں میں سے کسی لڑکی کی مصیبت میں مبتلا ہو اور پھر اس کے ساتھ محبت و مہربانی کا سلوک کرے تو وہ دوزخ کے عذاب سے اس کو بچا لے گی۔ وہ اس کے اور دوزخ کے درمیان پردہ بن کر حائل ہو جائے گی۔

عن أنس رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: من عال جاریتین حتی تبلغا، جاء یوم القیامة أنا وہو کھاتین وضم أصابعه ۱۰؎

حضرت انسؓ سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو دو لڑکیوں کی بھی پرورش کرے، یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائیں تو قیامت میں میرا اور اس کا رتبہ دو انگلیوں کو اٹھا کر فرمایا کہ یوں برابر ہو گا۔ ۱۱؎

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزیدارشاد ہے کہ جس کے لڑکی ہو اور وہ اس کو زندہ باقی رہنے دے اور اس کی بے توقیری نہ کرے اور نہ اس پر لڑکے کو ترجیح دے تو خدا اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ ۱۲؎

عن عائشة رضی الله عنها قالت: دخلت علی امرأة ومعها ابنتان لها تسأل، فلم تجد عندی شیئا غیر تمرة واحدة. فأعطیتها ایاها، فقسمتها بین ابنتیها ولم تأکل منها، ثم قامت فخرجت فدخل النبی ﷺ علینا، فأخبرته فقال من ابتلی من هذه البنات بشئ فأحسن إلیهن إلا کن له سترا من النار ۱۳؎

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک عورت اپنی دو بچیوں کے ساتھ کچھ مانگنے کے لیے میرے گھر میں آئی، اس نے میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہیں پایا، میں نے وہی اسے دے دی تو اس نے خود اس میں سے کچھ نہیں کھایا بلکہ اس کھجور کو دونوں بچیوں میں برابر بانٹ دیا، پھر وہ چلی گئی، پھر میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، میں نے آپ کو اس واقعہ کی خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ان بچیوں کے ذریعے مصائب سے آزمایا جائے اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے، تو یہ بچیاں اس کے لیے دوزخ سے آڑ بن جائیں گی۔''

یہ بات غور ہے کہ وہی حقیر ہستی جو پہلے عربوں کے لئے شرم و عار کا موجب تھی، عہدی نبویؐ میں آکر عزت اور سعادت کا وسیلہ بن گئی۔ صلح حدیبیہ کے بعد حکم ہوا کہ جو عورتیں اسلام لائیں ان سے توبہ کی جو بیعت لی جائے اور اس بات کی بھی کہ وہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ (الممتحنہ؛۱۲)

''وہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی۔''

اس حکم کے مطابق آنحضرتؐ نے عورتوں سے خصوصیت کے ساتھ اس بات کی بیعت لی، فتح مکہ کے دن عورت مرد جوق در جوق اسلام کے لئے حاضر ہو رہے تھے تو آپؐ نے عورتوں سے خاص طور سے اس کا اقرار لیا اور انہوں نے اقرار کیا۔ ۱۴؎

ہندوستان کے راجپوتوں میں بھی لڑکیوں کی شادی کی شرم و عار سے بچنے اور بیواؤں کی ستی کی صوت میں اور لڑائیوں میں جوہر کی صورت میں بچیوں کو مارنے کی رسم رائج تھی اور سب سے زیادہ یہ کہ بتوں، دیوتاؤں کی خوشی اور نذرانے کے لئے ان معصوموں کی جانیں بہت آسانی سے لے لی جاتی تھیں۔ قرآن پاک کی اس آیت میں نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام دنیا کی قوموں کے لئے اسی عقیدہ کو باطل کیا گیا ہے۔ ۱۵؎

عید کے اجتماع عام میں عورتوں کے مجمع میں آپؐ تشریف لائے اور دوسری باتوں کے علاوہ اس کا بھی عہد لیا کہ قتل اولاد کے مرتکب نہ ہوں گے۔ ۱۶؎

دوسرے موقعوں پر بھی جو خاتون دربار رسالت میں حاضر ہوتیں ان سے بھی اس کا عہد لیا جاتا تھا۔

بیعت عقبہ میں سب سے پہلے انصار سے جن باتوں پر عہد لیا گیا تھا ان میں ایک یہ بھی تھا کہ وہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے۔ ۱۷؎

حضرت عبادہؓ بن صامت کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ دربار رسالت میں حاضر تھے، آپؐ نے فرمایا کہ ہم سے اس پر بیعت کرو کہ تم کسی کو خدا کا شریک نہ ٹھہراؤ گے، چوری نہ کرو گے، بدکاری نہ کرو گے اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے، جو اس عہد کو پورا کرے گا تو اس کا معاوضہ خدا پر ہے اور اگر کسی نے ان میں سے کسی فعل کا ارتکاب کیا اور اس کو قانونی سزا دی گئی تو یہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو جائے گا اور اگر اس کا یہ گناہ دنیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مخفی رہا تو اللہ کو اختیار ہے چاہے بخش دے چاہے عذاب دے۔ پھر عبادہ سے فرمایا کہ خدا نے تم پر ماؤں کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا حرام کیا ہے۔ ۱۸؎

امام احمد اور امام طبرانی نے حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت نقل کی ہے کی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

{لا تکرھوا البنات فانھن المونسات الغالیاتُ}

بیٹیوں کو ناپسند نہ کرو، کیونکہ وہ تو پیار کرنے والیاں اور قیمتی چیز ہیں ۱۹؎

سورۃ الکھف ؛ ۴۶ میں اللہ پاک کا ارشاد ہے

{اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا}

''مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی زینت ہیں اور باقیات صالحات آپ کے رب کے ہاں ثواب میں اور اُمید کی رُو سے زیادہ اچھی ہیں''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے الباقیات الصالحات کو ثواب اور امید کے اعتبار سے مال اور بیٹیوں سے بہتر قرار دیا۔ الباقیات الصالحات سے مراد کیا ہے؟ اس بارے میں مفسرین کے ایک سے زیادہ اقوال ہیں۔ امام عبید بن عمیر کے قول کے مطابق ان سے مراد نیک بیٹیاں ہیں۔ علامہ قرطبی نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

''یعنی نیک بیٹیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے احسان کرنے والے باپوں کے لئے آخرت میں ثواب اور اچھی امید کے اعتبار سے بہتر ہیں'' ۲۰؎

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں، اور وہ ان پر صبر کرے، انہیں اپنی استطاعت کے مطابق کھلائے، پلائے اور پہنائے، تو وہ اس کے لئے روزِ قیامت پردہ ہوں گی (یعنی دوزخ کی آگ کے درمیان پردہ بن کر حائل ہو جائیں گی)۔ ۲۱؎

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سراقہ بن مالکؓ سے روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ألا أدلكم على أفضل الصدقة ابنتك مردودة إليك ليس لها كاسب غيرك ۲۲۔

''کیا میں تمہیں سب سے افضل صدقہ نہ بتاؤں؟ تیری بیٹی جو (بیوہ ہو کر طلاق ہو جانے کی وجہ سے) تیرے پاس آ جائے، اور تیرے سوا اس کا کوئی کمانے والا نہ ہو (اس کے اخراجات برداشت کرنا افضل صدقہ ہے۔''

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

نعم الولد البنات المخدرات ۲۳۔

''تمہاری اولاد میں سب سے بہتر گھر میں رہنے والی لڑکیاں ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خير أولادكم البنات ۲۴۔

''تمہاری اولاد میں سب سے بہتر لڑکیاں ہیں۔''

ہر مسلمان جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ جب اس کے گھر میں لڑکا یا لڑکی پیدا ہو تو وہ ہر ایک کو اللہ کی امانت اور اس کا تحفہ سمجھتے ہوئے قبول کر لے، کیونکہ وہی قادر مطلق ہے، وہی جو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

اگر کوئی شخص بیٹی کی پیدائش پر منہ بسورے یا دل ہی دل میں اپنی قسمت کو کوسے تو اللہ تعالیٰ اس کے گھر سے برکت اٹھا لیتے ہیں۔

ہمارے معاشرے میں بھی بیٹوں اور بیٹیوں میں تفریق اور بچوں کو بچیوں پر ترجیح دینے کی وہی جہالت موجود ہے جو کبھی عربوں میں تھی، کتنے لوگ ایسے ہیں کہ بیٹے کی پیدائش پر تو لڈو بانٹتے پھرتے ہیں لیکن لڑکی کی پیدائش پر ان کا منہ لٹک جاتا ہے۔ اگر کسی کے گھر زیادہ بچیاں پیدا ہو جائیں تو لوگ مبارک دینے کی بجائے گھر افسوس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے آجاتے ہیں۔کئی خواتین کو اس بات پر طلاق مل جاتی ہے اور کسی کے اوپر سوتن لا کر بٹھا دی جاتی ہے۔ بہت سارے ایسے مرد ہیں جنہوں نے دوران حمل بیوی کا الٹرا ساؤنڈ کروایا اور پتہ چلا کہ بچی ہے تو انہوں نے اپنی قساوت قلبی سے حمل ساقط کروا دیا، ایسے کئی واقعات میں تو ان گنت عورتوں کی قیمتی جانیں بھی ضائع ہو گئیں۔

کان میں اذان کہنا:

بچے کی ولادت کے بعد سب سے پہلا یہ کام کیا جاتا ہے کہ کسی نیک، دیندار اور پرہیز گار شخص کے ذریعے اس کے کان میں اذان کہلوائی جائے، یہ اس لیے کہ دنیا میں آنے کے بعد بچے کے کان میں سب سے پہلے رب العالمین کے نام اور کلمہ شہادت أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن محمدا رسول الله کی صدا گونجے، یہ گویا اس کے دنیا میں آنے کے بعد شہادتین کی تلقین ہے، جیسے کہ اس وقت شہادتیں کی تلقین کی جاتی ہے جب ایک مسلمان دنیا سے سفر آخرت پر روانہ ہوتا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کی دعوت اور عقیدہ توحید کا اہتمام ہے، یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ شیطان اذان کے کلمات سن کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے، وہ اس کی ولادت کے انتظار میں رہتا ہے تاکہ جونہی وہ پیدا ہو تو اس کو چھوئے، اور وہ اس سے اپنے پہلے ہی تعلق میں وہ کلمات سنتا ہے، جو اسے ناگوار، غصہ دلانے والے اور کمزور کرنے والے ہیں، تو گویا یہ شیطان اور نفسانی خواہشات کو اسی قیمت سے دور کرنے کا اہتمام ہے، جب بچہ دنیا کی بو سونگھتا ہے۔

عن أبي رافع رضي الله عنه قال: رأيت رسول الله ﷺ أذن في أذن حسن بن علي حين ولدته فاطمة ۲۵

''سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے کان میں اس وقت اذان کہی جب انہیں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جنم دیا تھا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن رضی اللہ عنہ کے کان میں اذان دینا:

امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت ابورافعؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

رأیت رسول اللہ ﷺ أذن فی أذن الحسن بن علی رضی اللہ عنہ حین ولدته فاطمة رضی اللہ عنہا ۲۶۔

''جب فاطمہؓ سے حسن بن علیؓ کو جنم دیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے کان میں اذان دیتے دیکھا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اذان دینے میں۔ واللہ تعالیٰ أعلم۔ حکمت یہ تھی کہ بچے کے کانوں میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی پر مشتمل الفاظ اور توحید ورسالت کی وہ گواہی داخل ہو، جس کے ساتھ بندہ اسلام میں داخل ہوتا ہے۔

شاید اس میں یہ بھی حکمت ہو کہ بچے کو اللہ تعالیٰ اور ان کے دین کی طرف دعوت شیطان کی دعوت سے پہلے ہو۔ ۲۷۔

تحنیک کرنا یا گھٹی دینا

تحنیک:

تحنیک (گھٹی) کا مطلب کھجور کو اچھی طرح چبا کر بچے کے منہ میں ڈالنا اور ہونٹوں پر رگڑنا یا بچے کو شہد چٹانا ہے۔

بچہ پیدائش سے پہلے اپنی خوراک براہ راست ماں سے حاصل کرتا ہے۔ پیدائش کے عمل میں بچے کا انرجی لیول ایک دم کم ہو جاتا ہے اس لئے بچے کی تحنیک کھجور یا شہد سے کی جاتی ہے۔

مختلف روایات سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیدائش کے فوراً بعد تحنیک کرنا ثابت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں: میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو میں اسے بارگاہ نبوی میں لایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نام ''ابراہیم'' رکھا۔ پھر ایک کھجور کے ذریعے اسے گھٹی ڈالی (کھجور کو اپنے دندان مبارک سے چبا کر اور لعاب دہن شامل کر کے اس کے منہ میں ڈالا) اور اس کے لئے برکت کی دعا فرمائی اور پھر بچہ مجھے پکڑا دیا۔ یہ حضرت ابوموسیٰ کے بڑے بیٹے تھے۔ ۲۸؎

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ ایک بچہ بارگاہ نبوی میں لایا گیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دست مبارک سے اسے گھٹی ڈال دیں۔ تو اس بچے نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (کسی قسم کی ناراضگی کا اظہار کئے بغیر) پانی منگوایا اور پیشاب پر بہا دیا۔ ۲۹؎

اس حدیث مبارکہ سے کئی مسائل کا حل اخذ کیا جا سکتا ہے

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچے کے پیشاب کرنے پر کسی بھی قسم کی ناراضگی کا اظہار نہ کرتے ہوئے ماں کو شرمندگی سے بچا لیا

۲۔ دوسری اہم بات یہ کہ بہت ساری مائیں نماز اس لئے پڑھنا چھوڑ دیتی ہیں کہ بچے نے کپڑوں پر پیشاب کر دیا ہے اس لئے کپڑے ناپاک ہو گئے ہیں اور نماز کے لئے بار بار کپڑے تبدیل کرنا مشکل ہے۔

ابو السمحؓ سے روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ حضرت حسن یا حسینؓ کو لایا گیا (وہ اس وقت دودھ پیتے بچے تھے) انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک پر پیشاب کر دیا، صحابہ کرامؓ نے دھونا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پانی چھڑک دو کیونکہ لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کے فوائد و مسائل میں لکھا ہے کہ لڑکے کے پیشاب کی وجہ سے دھونے کی بجائے چھینٹے مارنے کا حکم اس لئے دیا گیا کہ بچی کا پیشاب کپڑے پر ایک جگہ لگتا ہے، اسے دھونا آسان ہے جبکہ بچے کا پیشاب بکھر کر کپڑے کے زیادہ حصے پر پڑتا ہے اس لئے اسے دھونے میں مشقت ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے بندوں پر آسانی فرما دی اور بچے کے پیشاب کو دھونے کا حکم نہیں دیا۔ ۳۰؎

☆ ابو امامہ اسعد بن سہل بن حنیف الانصاری نبی کریمؐ کی وفات سے دو سال قبل پیدا ہوئے۔ جب پیدا ہوئے تو بارگاہ نبویؐ میں لائے گئے۔ آپؐ نے نومولود کو (اپنے دست مبارک سے) گھٹی ڈالی اور اس کے نانا امامہ اسود بن زرارہ کے نام پر اس کا نام اسعد رکھا۔ ۳۱؎

عن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه قال ولد لي غلام فأتيت به النبي ﷺ فسماه إبراهيم وحنكه بتمرة ودعا له بالبركة ودفعه إلي قال (الراوي) وكان أكبر ولد أبي موسى ۳۲؎

''سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور سے اس کی تحنیک کی اور اس کے لیے برکت کی دعا، پھر میرے حوالے کیا، راوی کہتے ہیں کہ یہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا سب سے بڑا لڑکا تھا۔''

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: كان ابن لأبي طلحة يشتكي فخرج أبو طلحة، فقبض الصبي، فلما رجع أبو طلحة، قال: ما فعل الصبي، قالت أم سليم: هو أسكن ما كان، فقربت إليه العشاء، فتعشى ثم أصاب منها، فلما فرغ، قالت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وار الصبی، فلما أصبح أبو طلحة أتی رسول الله ﷺ فأخبره فقال: اعرستم اللیلة قال نعم، قال: اللهم رباک لهما، فولدت غلاما، فقال: لی أبو طلحة، احملهت حتی تأتی به النبی ﷺ وبعث معه بتمرات، فأخذها النبی ﷺ أمعه شئ، قالوا: نعم تمرات، فأخذها النبی ﷺ فمضغها، ثم أخذها من فیه فجعلها فی فم الصبی، ثم حنکه وسماه عبد الله ۳۳۔

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ کا ایک بچہ بیمار تھا، سیدنا ابوطلحہؓ اپنے کسی کام سے کہیں گئے تو ان کے بچے کا انتقال ہوگیا، جب وہ واپس آئے تو انہوں نے پوچھا کہ بچے کا کیا حال ہے، سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہاوہ پہلے سے زیادہ سکون میں ہے، پھر انہوں نے سیدنا ابوطلحہ کوشام کا کھانا پیش کیا، انہوں نے کھانا کھایا، پھر اپنی بیوی سے ہم بستری کی، جب وہ اس کام سے فارغ ہو گئے تو سیدنا ام سلیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب بچے کی تدفین کا بندوبست کرو، جب صبح ہوئی تو سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور ماجرا ذکر کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم دونوں نے رات میں ہمبستری کی؟ سیدنا ابوطلحہ نے کہا: ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی کہ یا اللہ! ان دونوں کی اس رات میں برکت عطا فرما چنانچہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہ نے اسی رات کے حمل سے ایک بچے کو جنم دیا، کس کو سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اس بچے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے جاؤ، ساتھ ہی کچھ کھجوریں بھی بھیج دیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اس بچے کے ساتھ کچھ لائے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ کھجوریں ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں لیا اور چبا کر اپنے منہ سے نکالا اور بچے کے منہ میں ڈالا اور پھر اس کی تحسنیک کی اور اس بچے کا نام عبداللہ رکھا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اس روایت سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ بچے کو اس کی پیدائش کے فوراً بعد بھی گھر سے باہر لے جایا جا سکتا ہے۔ ہمارے ہاں لوگوں میں بچے کی پیدائش کے بعد چالیس دن تک بچے کو گھر سے باہر نکالنے کے بارے میں بہت توہمات پائے جاتے ہیں۔ مذکورہ حدیث اس طرح کے توہمات کا رد کرتی ہے۔)

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ بیان کرتی ہیں کہ جب میرا بچہ عبداللہ بن زبیر پیدا ہوا تو میں اس وقت قباء میں تھی۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور اس بچے کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں لٹا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کھجور منگوائی اور اس کو اچھی طرح چبا کر میرے بچے کو گھٹی دی تو پہلی چیز جو میرے بچے کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب دہن تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بچے کے لئے دعائے خیر کی۔ ۳۴

(مسلمان جب ہجرت کر کے مدینہ آئے تو کسی بھی خاتون کے ہاں اولاد پیدا نہیں ہو رہی تھی اور مسلمانوں میں یہ خیال عام ہونے لگا کہ مدینہ کی فضا بچوں کی پیدائش کے لئے موزوں نہیں، حضرت زبیرؓ پہلے بچے تھے جو ہجرت مدینہ کے بعد پیدا ہوئے، ان کی پیدائش پر مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی)

یہاں یہ بات سوچنے کی ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور چبا کر بچوں کو گھٹی دیتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعاب دہن میں تو اللہ تعالیٰ نے برکت اور شفا رکھی تھی۔ موجودہ دور میں اگر کوئی شخص اس سنت پر عمل کرنا چاہے تو پہلے اس بات کی تسلی کر لینی چاہیے کہ بچے کی پہلی غذا حفظان صحت کے اصول کے مطابق ہونی چاہیے۔ نرم کھجور کو ہاتھ سے بھی مسل کر بچے کو چٹائی جا سکتی ہے۔ شہد میں بھی شفا ہے اس لئے شہد بھی چٹایا جا سکتا ہے۔

تحنیک کرنے کے سلسلہ میں حرم مدینہ میں بیٹھے ہوئے جب مختلف ممالک کی خواتین سے انٹرویو کیا گیا تو معلوم ہوا کہ مصر، ترکی، ملائیشیا اور کچھ دیگر ممالک کی خواتین تحنیک کی قائل ہی نہیں۔ ان لوگوں کا کہنا تھا کہ ہمارے بچے کی پہلی خوراک تو ماں کا دودھ ہی ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انٹرویو

اس سلسلے میں ایک چائلڈ سپیشلسٹ ڈاکٹر کنول کا جب انٹرویو لیا گیا تو ان کا کہنا تھا کہ تحنیک کرنے میں بہت حکمت ہے اگر کھجور مسل کر بچے کے تالو سے لگائی جائے تو صحت مند بچہ اس کو فوراً چوسنا شروع کر دیتا ہے جبکہ اگر بچہ صحت مند نہ ہو تو اس کے لئے چوسنا مشکل ہوتا ہے۔اس کے علاوہ جب بچے کی تحنیک کی جاتی ہے تو اس کے جبڑے حرکت میں آتے ہیں اور وہ ماں کا دودھ بہتر طریقے سے چوس سکتا ہے۔

(ڈاکٹر کنول قیصر، رشید نرسنگ ہوم، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی)

ہمارے ہاں تحنیک کا مسنون عمل بھی رسم و رواج کی زد میں آ گیا ہے، لوگ بچے کو کئی گھنٹے صرف اس لئے بھوکا رکھتے ہیں کہ خاندان کا فلاں شخص آ کر گھٹی دے گا تو اس کے بعد دودھ پلایا جائے گا، یا اس بات پر ہی خاندانی جھگڑے اور ناراضگیاں شروع ہو جاتی ہیں کہ گھٹی فلاں سے کیوں دلوائی ہے فلاں سے کیوں نہیں دلوائی۔

بچے کے لئے دعا کروانا

بچے کے لئے دعا کروانے کی حضرت ابن عمر سے صحیح بخاری میں متعدد روایات ہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "بے شک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بچے لائے جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لئے برکت کی دعا فرماتے اور اپنے اپنے دست مبارک سے گھٹی ڈالتے تھے۔"

حضرت عبداللہ بن ہشامؓ کو ان کی والدہ حضرت زینب بنت حمید بچپن میں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے آئیں اور عرض کی: یا رسول اللہ! اس بچے کو بیعت فرما لیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ ابھی بہت چھوٹا ہے البتہ بچے کے سر پر دست شفقت پھیرا اور اسے دعا دی۔ اور زہرہ بن معبد سے روایت ہے کہ ان کے دادا عبداللہ بن ہشام انہیں اپنے ساتھ بازار میں لے جاتے تھے، وہاں غلہ خریدتے۔ حضرت ابن عمر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ابن زبیرؓ سے اگر ملاقات ہو جاتی تو وہ فرماتے کہ ہمیں بھی اس تجارت میں شریک کر لو کہ آپ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برکت کی دعا کی تھی۔ چنانچہ وہ انہیں شریک کر لیتے اور اکثر ایک اونٹ (کے اٹھانے کے برابر غلہ) کا نفع حاصل ہوتا اور اسے وہ گھر بھیج دیتے۔ ۳۵؎

اسی طرح حافظ ابن حجر نے مستدرک للحاکم کے حوالے سے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کا یہ قول اور چشم دید گواہی نقل کی ہے کہ جس آدمی (صحابی) کے ہاں بھی کوئی بچہ پیدا ہوتا وہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لاتا اور دعا کراتا۔

☆ عمرو بن حریث کہتے ہیں کہ میرے والد (حریث بن عمرو القرشی المخزومی) مجھے نبی اکرمؐ کی خدمت میں لائے تو آپؐ نے ازراہ شفقت میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا دی۔ ۳۶؎

☆ حضرت حسان بن شداد کہتے ہیں کہ ان کی والدہ صاحبہ ان کو لے کر بارگاہ نبوی میں آئیں اور عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے بیٹے کو آپ کے پاس لائی ہوں تاکہ آپؐ اس کے لئے یہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی زندگی میں برکت ڈال دے۔ چنانچہ آپؐ نے وضو فرمایا اور وضو کا بقیہ پانی سے اس کے چہرہ کو پیار سے مس فرمایا اور اس کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ ۳۷؎

☆ حضرت سائب بن الاقرع کہتے ہیں بچپن میں ان کی والدہ محترمہ حضرت ملیکہ انہیں بارگاہ نبوی میں لے آئیں۔ آپؐ نے ان کے سر پر دست شفقت پھیرا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ ۳۸؎

☆ حضرت ولید بن عقبہ بن ابی معیط کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مکہ مکرمہ فتح فرمایا تو اہل مکہ اپنے بچوں کو آپؐ کے پاس لانے لگے اور آپؐ ان بچوں کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرنے لگے۔ حضرت ولیدؓ کہتے ہیں کہ اس دوران مجھے بھی بارگاہ نبویؐ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں لایا گیا مگر اس وقت میرے جسم پر ''خلوق'' (ایک قسم کی خوشبو) لگی ہوئی تھی۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر پر دست شفقت نہ پھیرا۔ ۳۹

☆ حضرت سائب بن یزید (اپنی آپ بیتی بیان کرتے ہوئے) کہتے ہیں کہ مجھے میری خالہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے گئیں اور عرض کی: یا رسول اللہؐ میرے اس بھانجا کو درد ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر پر دست شفاء پھیرا اور مجھے برکت کی دعا دی۔ پھر آپؐ نے وضو فرمایا تو میں نے آپؐ کے وضو کا باقی پانی پی لیا۔ بعد ازیں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیٹھ مبارک کے پیچھے کھڑا ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی جو ''زر الحجلة'' (حجلہ عروس کی گھنڈی) کی مانند تھی۔ ۴۰

☆ حضرت ذیال بن عبید نے جلیل القدر صحابی حضرت حنظلہؓ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ ان کے والد نے رسول اللہؐ سے ان کے حق میں دعائے خیر کرنے کے لئے عرض کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حنظلہؓ سے فرمایا! میرے قریب آؤ۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک ان کے سر پر رکھا اور فرمایا ''بارک اللہ فیک'' حضرت ریال فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ جب کسی شخص کے چہرے یا بکری کے تھن پر ورم آجاتا تو لوگ اسے (دم کے لئے) حضرت حنظلہ کے پاس لے آتے تو وہ اپنے ہاتھ پر لعاب دہن ڈالتے پھر اسے اپنے سر پر رکھتے اور کہتے ''بسم اللہ علی اثر ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' اور پھر وہ ہاتھ ورم کی جگہ پر پھیر دیتے تو ورم اتر جاتا۔ ۴۱

بچے کی خوش بختی کے لئے باپ کا دعا کرنا

اللہ نے ان لوگوں کی تعریف فرمائی جو اپنے بیوی بچوں کے حق میں دعائے خیر کیا کرتے ہیں اور کہتے ہیں:

{وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ} (فرقان:٦)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور جو کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار ہماری اولاد سے ہم کو آنکھوں کی ٹھنڈک عنایت فرما۔"

کہ بارالٰہی! تو ان کو ظاہر و باطن کا حسن، صورت وسیرت کی خوبی اور دین دنیا کی بھلائی دے کر میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا، فرمایا: "اور (جنت کے مستحق وہ بھی ہیں) جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عنایت فرمایا۔"

{رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝} (ابراہیم: ۴۰۔۴۱)

میرے پروردگار، مجھے بنا دے قائم رکھنے والا نماز کا، اور میری اولاد میں "سے بھی (کچھ ایسے لوگ پیدا فرما جو یہ کام کریں) ہمارے پروردگار اور قبول فرما لے میری دعا کو، اے ہمارے رب بخشش فرما دے میری بھی، اور میرے والدین کی بھی، اور سب ایمان والوں کی بھی، اس دن جب کہ حساب قائم ہوگا۔"

مقصود یہ ہے کہ اولاد کو نیک اور سعادت مند بنانے کی کوشش کے ساتھ ساتھ اس کی نیکی وسعادت مندی کی دعا بھی مانگتے رہنا چاہیے۔

ایک سورۃ میں خدا ارشاد فرماتا ہے کہ نیک بندے جس طرح اپنے ماں باپ کے حق میں مغفرت کی دعا مانگتے ہیں، اور ان کی خدمت توفیق چاہتے ہیں، اسی طرح وہ اپنی اولاد کے حق میں اپنی کوششوں کی کامیابی کی بھی دعا کرتے ہیں۔

"اور (اے خداوند) میرے لئے میرے کاموں کو میری اولاد میں صالح بنا میں اپنے گناہوں سے تیری طرف باز آیا اور میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔"

اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کو ہر طرح صالح اور کارآمد بنانے کی تدبیر اور دعا بھی ایک اچھے باپ کا فرض ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماں کا دودھ

پیدائش کے بعد بچے کے لیے ضروری ہے کہ اسے وہی غذا ملے جسے وہ اپنی ماں کے رحم میں اس کے خون سے حاصل کرتا رہا ہے۔ یہی غذا جسے وہ رحم مادر میں حاصل کرتا رہا ہے، اللہ کی مرضی اور قدرت سے یہ غذا ایسے دودھ میں منتقل ہوتی جاتی ہے جس میں تمام اہم اور ضروری غذائی اجزاء شامل ہوتے ہیں جن پر اس کی نشوونما کا دارمدار ہے۔ یہ دودھ ماں کے سینے میں اتر آتا ہے اور خدا کی مرضی سے بچہ اسے تلاش کر کے پینا شروع کر دیتا ہے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بچے کی ضروریات ماں کے دودھ کے ذریعے پوری کر دی ہیں۔ بچے کی زندگی کے پہلے تین دنوں کے دوران، ماں کے سینے میں زردی مائل رقیق شے نہایت قلیل مقدار میں چھپی ہوتی ہے۔ یہی رقیق شے بچے کے ابتدائی دنوں میں مطلوبہ غذائی مقدار کے لیے کافی ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں، یہ چیز بچے کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ غذا حاصل کرنے کے عمل کو شروع کر دے اور جو چیز پیٹ میں جا رہی ہو، اسے ہضم بھی کر لے۔ چوتھے روز سینے میں دودھ اتر آتا ہے جو بچے کی غذا بن جاتا ہے اور دودھ چھڑانے تک اس کی ضرورت کا کفیل ہوتا ہے۔ ۴۲

قرآن حکیم نے اسلامی نظام میں دودھ پلانے کی اہمیت پر خاصا زور دیا ہے۔ اسی لیے یہ کہا گیا ہے:

{وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۭ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ} (البقرہ: ۲۳۳)

''اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں، یہ مدت اس کے لئے ہے جو چاہے کہ رضاعت کی مدت پوری کرے اور لڑکے والے (باپ) پر ان دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق واجب ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت موسیٰؑ کی والدہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر اپنے بچے کو دودھ پلانے کا حکم دیا۔

{وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ} (القصص:۷)

''ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو الہام کیا کہ تم ان کو دودھ پلاؤ۔''

دودھ پلانے سے ماں اور بچے کے درمیان دماغی اور جسمانی نوعیت کے جذبات ابھرتے ہیں، شیر خوارگی کے دوران ماں اور بچے کے مابین ایک بندھن قائم ہو جاتا ہے بچے کی ماں سے جذباتی وابستگی اور مامتا کے جذبات اور شفقتیں شدت کے ساتھ ابھر آتی ہیں۔ ماں کا دودھ جو بچے کو زندگی عطا کرتا ہے اسے ماں کا ذہنی پیکر تراشنے کے قابل بناتا ہے۔ دوسری طرف ماں بھی اپنے بچے کا ذہنی پیکر تراشنا شروع کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہی حکمت تھی کہ موسیٰؑ اپنی ہی ماں کے دودھ پر پرورش پائیں اس لئے انہوں نے دوسری عورتوں کا دودھ پینے سے انکار کر دیا۔

{وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ} (القصص:۱۲)

''اور ہم نے پہلے ہی سے موسیٰ پر دودھ پلائیوں کو حرام کر رکھا تھا۔''

دودھ پلانے کی مدت

{وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ} (لقمان:۱۴)

اور ہم نے انسان کو تاکیدی حکم دے دیا اس کے والدین کے بارے میں (فرمانبرداری اور حسن سلوک کا) اس کی ماں نے اس کو پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری برداشت کر کے اور اسکا دودھ چھڑانا ہوا دو سال میں (سو اس سب کا تقاضا یہ ہے) کہ تو (اے انسان!) شکر بجالا میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر کار لوٹنا بہر حال (سب کو) میری ہی طرف ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدید ریسرچ کے مطابق ماں کے دودھ پلانے کے وقت یا عرصہ کی وجہ یا منطق دو حقائق پر رکھی گئی ہے۔

الف: جگر کا اصلی کام جسم کی توانائی کو ذخیرہ کرنا، خون کو صاف کرنا، کھانے کو ہضم کرنے والی رطوبتیں بنانا ہے، مگر بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو جگر صرف بچے کا خون بناتا ہے، (جبکہ بڑوں میں خون ہڈی کے گودے میں بنتا ہے) خون بنانے کے سلسلے میں جگر کو پورے دو سال لگ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ماں کا دودھ بھی دو سال کی عمر تک جاری رکھنا بے حد ضروری ہے۔

ب: بچے کے بڑھنے کا سب سے اہم مرحلہ، جس وقت کہ حیاتیات (پروٹینز) کی اشد طور پر ضرورت پڑتی ہے، پہلے دو سال کا وقت ہی ہوتا ہے۔ طبی سائنس نے بھی اس حقیقت کو مکمل طور پر تسلیم کر لیا ہے کہ بچے کی زندگی کے پہلے دو سال اس کی نشوونما میں بے حد اہم رول ادا کرتے ہیں۔

بیالوجی کے علم کے مطابق یہ اشد ضروری ہے کہ بچے کو شروع کے چھ مہینوں میں ماں کا دودھ ضروری طور پر دیا جائے اس لئے کہ جگر، جو عام طور پر ہاضمہ کے افعال کا مرکز ہوتا ہے اس دور میں بچے کا خون بنانے میں مشغول ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ اس دور میں بچہ غذائیت، بڑھنے اور بڑا ہونے کے مقصد کے لئے صرف کرتا ہے نہ کہ صرف توانائی حاصل کرنے کے لئے۔ اسی وجہ سے تقریباً ناممکن بات ہے کہ مخصوص قسم کی خوراک اور حیاتین (وٹامنز) کسی اور طرح سے حاصل کئے جا سکیں۔ ماں کے دودھ میں پچاس سے زیادہ کی تعداد میں وٹامنز پائے جاتے ہیں۔ جن میں سے چند وٹامنز کو علم طب (میڈیسن) ابھی تک پہچان سکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قادر مطلق نے نوزائیدہ بچے کی نشوونما اپنے بے مثال اور مکمل کنٹرول کے تحت صرف دودھ ہی سے مقرر کی ہے۔

غذائیت کے لحاظ سے انسان کو تین قسم کی بنیادی خوراک یعنی فاسفورس اور وٹامنز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ سب اجزا یعنی حیاتیات (پروٹینز) شکر۔ چکنائیاں، فاسفورس اور وٹامنز ماں کے دودھ میں موجود ہوتے ہیں۔ مگر اس دودھ میں فرق یہ ہے کہ اس میں یہ اجزاء بے حد حیران کن اور نازک ترین تناسب سے مرتب شدہ ہوتے ہیں۔ اس کا زیادہ اہم راز یہ ہے کہ اس آمیزش میں چربی والے سالمے بے حد چھوٹے ذروں کی صورت میں پھیلے ہوتے ہیں۔

ماں کے جسم کی حالت چاہے کیسی بھی ہو اس کا دودھ اس قدر مقوی غذا ہوتا ہے کہ کھانے کی مہنگی ترین بھی کوئی چیز اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ بطور خاص پہلے چھ مہینوں میں تو نوزائیدہ بچے کی وٹامنز کی تمام کی تمام ضروریات ماں کے دودھ میں موجود ہوتی ہیں۔

شروع کے چھ مہینوں میں ماں کے دودھ میں ایسی اینٹی بوڈیز پائی جاتی ہیں جو بچے کو چھوت چھات کی بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہیں۔ اس میں چیچک سے بچاؤ کی اینٹی بوڈیز اس ماں کے دودھ میں بھی ہوتی ہے جسے خود کبھی چیچک نہ ہوئی ہو۔ حیاتیاتی طور پر یہ ایک ناقابل حل معمہ ہے۔ البتہ یہ اس حقیقت کی نشاندہی ہے کہ اللہ، انسان کو کس طرح سے عزیز رکھتا ہے اور اسے کتنی اہمیت دیتا ہے۔

دودھ پلانے کے سلسلے میں ایک آخری نکتہ یہ ہے کہ بچپن کے زمانے کی ذہنی تکالیف اور بیماریوں سے متعلق تحقیقات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اگر ایک بچہ دوسال تک اپنی ماں کا دودھ پیتا رہے تو اس کی ذہنی صحت خاصی مضبوط ہوتی ہے پوری دنیا کی سطح پر مطالعات نے ظاہر کیا ہے کہ انڈونیشیا اور فلپائن میں کوئی بچہ بھی ذہنی مرض کا شکار نہیں ہوا ہے۔ اور تحقیقات کرنے والی ریسرچ کمیٹی نے پتہ چلایا ہے کہ اس حیرت ناک حقیقت کی وجہ ان ملکوں میں بچوں کو تقریباً دوسال تک ماں کے دودھ کا میسر رہنا ہے۔ اس کی وجہ ان بچوں میں تحفظ کا احساس اور مادری شفقت کا ملنا ہے۔

اسلام میں بچے کو دودھ پلانے کی اتنی سخت تاکید ہے کہ اگر کسی آدمی نے اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی کو طلاق بھی دے دی ہو اور اس کا بچہ دودھ پیتا ہو تو بچے کا باپ مطلقہ ماں کو جو اس کے بچے کو اپنا دودھ پلا رہی ہو، گزارہ الاؤنس دے۔ اس طرح اسلام نے اس بات کو یقینی بنا دیا ہے کہ دودھ پینے کی مدت کے دوران بچے کو اس کی ضرورت کی تمام چیزیں فراہم ہوتی رہیں۔ ۴۳؎

{وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۚ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۔۔۔۔۔۔۔ الخ}

''جو باپ چاہتے ہوں کہ ان کی اولاد پوری مدت رضاعت کے دودھ پیئے، تو مائیں اپنے بچوں کو کامل دو سال دودھ پلائیں۔ اس صورت میں بچے کے باپ کو معروف طریقے سے انہیں کھانا کپڑا دینا ہوگا۔ مگر کسی پر اس کی وسعت سے بڑھ کر بار نہ ڈالنا چاہیے۔ نہ تو ماں کو اس وجہ سے تکلیف میں ڈالا جائے کہ بچہ اس کا ہے اور نہ باپ ہی کو اس وجہ سے تنگ کیا جائے کہ بچہ اس کا ہے۔ دودھ پلانے والی کا یہ حق جیسا کہ بچے کے باپ پر ہے ویسا ہی اس کے وارث پر بھی ہے۔ لیکن اگر فریقین باہمی رضا مندی اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور اگر تمہارا خیال اپنی اولاد کو کسی غیر عورت سے دودھ پلوانے کا ہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ اس کا جو کچھ معاوضہ طے کرو، وہ معروف طریقے سے ادا کرو۔ اللہ سے ڈرو اور جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو سب اللہ کی نظر میں ہے۔'' (البقرۃ: ۲۳۳)

مولانا شبلی نعمانی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس حوالے سے لکھتے ہیں:

''اولاد کے جینے کا حق تسلیم کرانے کے بعد پہلا فرض یہ ہے کہ اس کی نشوونما اور دودھ پلانے کے حق کو تسلیم کیا جائے اور جب تک وہ خود کھانے پینے کے قابل نہ ہو جائے اس کی خبر گیری کی جائے اور اس کے بعد اس کی نابالغی کے زمانہ تک اس کی نگرانی اور اس کے خرچ کی کفالت کی جائے، چنانچہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام نے ان دونوں باتوں کا بوجھ والدین پر اور خاص طور سے جہاں تک مصارف کا تعلق ہے تنہا باپ پر رکھا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ بچہ کو شیر خوارگی کے عالم میں ماں دودھ پلائے اگر ماں نہ ہو یا ماں کسی قانون (طلاق وغیرہ) کے سبب شوہر سے علیحدہ ہوچکی ہو تو باپ پر اس کی رضاعت کا سامان کرنا اور اس کی اجرت ادا کرنا فرض قرار دیا گیا اور اس شیر خواری کی مدت بھی دو برس کی مقرر کردی گئی ہے۔'' ۴۴؎

بچے کے دودھ چھڑانے کی عمر:

{فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا} (سورۃ البقرۃ: ۲۳۳)

''پھر اگر دونوں دودھ چھڑانا چاہیں اپنی رضا مندی اور مشورے سے تو دونوں پر کسی قسم کا گناہ نہیں ہے۔''

اس آیت مبارکہ کی رو سے اگر کوئی مسئلہ درپیش ہو تو دو سال مکمل ہونے سے قبل بھی بچے کا دودھ چھڑایا جا سکتا ہے بشرطیکہ یہ فیصلہ ماں باپ کی باہمی رضا مندی سے ہو اور انہوں نے فیصلہ کرتے وقت اس کے ہر پہلو پر اچھی طرح غور کر لیا ہو اور بچے کی پوری پوری نگہداشت کا طریقہ سوچ لیا ہو۔

ماں کے دودھ میں وقفے اور درکار عرصہ:

مغرب میں بچے کو دودھ پلانے والی عورتوں پر پابندی لگائی جاتی ہے کہ بچے کو چار چار گھنٹوں کے بعد دودھ دیا جائے۔ ہضم کے عام وقت کو سامنے رکھ کر انہوں نے یہ تخیلاتی پابندی لگائی ہے۔ حالیہ سالوں کی ریسرچ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ دودھ تو صرف 45 منٹوں میں ہضم ہو جاتا ہے۔ جب یہ وقفہ یا وقت پورا ہو جاتا ہے تو ماں کے پستانوں میں اضطراری تعلق روحانی کے ذریعے، دودھ خود بخود اتر آتا ہے۔ اور بچہ عام طور پر بھوک سے رونے لگتا ہے، یہ سب کچھ ایک طرح سے حیاتیاتی کمپیوٹری نظام ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جب قدرت کے عطا کردہ نظام الاوقات کو ترک کر کے لمبے وقفے دیئے جاتے ہیں تو بچے کے پیٹ میں تیزابیت وافر مقدار میں بن جاتی ہے جس سے اس کے نظام ہضم کو شدید نقصان پہنچتا ہے۔ یہ بھی اندازہ لگایا جا چکا ہے کہ آئندہ آنے والی زندگی میں اس کی وجہ سے السر پیدا ہوتے ہیں۔ جن کا عذاب پوری زندگی رہتا ہے۔ ۴۵۔

دودھ پلانے کا ماں پر اثر:

جو ماں بغیر کسی وجہ کے بچے کو دودھ پلانے سے انکار کرے، وہ خود کو اور اپنے بچے کو ایک اہم فائدے سے محروم کرتی ہے۔

پوری دنیا کے حاصل کردہ اعداد وشمار سے یہ معلوم ہوا ہے کہ ان ماؤں میں جنہوں نے ایک سے دو سال تک بچے کو اپنا دودھ پلایا ہو، سینے کا کینسر شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ مگر جن ماؤں نے بچوں کو اپنا دودھ نہ دیا ہو ان کو اس بیماری کے لگنے کا شدید خطرہ رہتا ہے۔ صرف اسی وجہ سے ہی ایک سے دو سال تک ماں کا دودھ پلانا خود اس کے لئے کینسر سے بچاؤ کا ایک موثر ذریعہ ہو سکتا ہے۔ ۴۶۔

قرآن حکیم میں ماں کے دودھ پلانے کی اہمیت و وقعت کا ذکر ایک اور جگہ بھی آیا ہے۔ یہ وہ عمل ہے جس سے ماں اور بچے دونوں کے مابین حد درجہ ذہنی وجذباتی وابستگی پیدا ہوتی ہے۔ یہ کہا گیا ہے کہ کوئی بھی ماں اپنے بچے کو دودھ پلانا ترک نہیں کر سکتی، سوائے اس صورت میں جب شدید خوف وہراس اور وحشت ناک خطرے کا سامنا ہو۔

{يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُم بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ۝} (سورۃ الحج: ۱۔۲)

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو۔ یقیناً قیامت کا زلزلہ بڑی بھاری چیز ہوگی۔ جس روز تم لوگ اس کو دیکھو گے اس روز تمام دودھ پلانے والیاں اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دودھ پیتے کو بھول جائیں گی اور تمام حمل والیاں اپنا حمل ڈال دیں گی اور تجھ کو لوگ نشہ کی سی حالت میں دکھائی دیں گے حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب ہے ہی سخت چیز۔"

روز قیامت ماں اور بچے کے درمیان کا واقع تعلق کا یہ حد درجہ امتیازی اور بلند ترین پہلو تک متاثر ہوگا اور ماں اپنے شیر خوار بچے تک کو بھول جائے گی۔ یہ ایک طرح کی سنگین واردات ہوگی۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ . عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَهْلا عَنِ اللّٰهِ مَهْلا فَإِنَّهُ لَوْلا شُيُوخٌ رُكَّعٌ وَشَبَابٌ خُشَّعٌ وَأَطْفَالٌ رُضَّعٌ وَبَهَائِمُ رُتَّعٌ لَصَبَّ عَلَيْكُمُ الْعَذَابَ صَبًّا۔ ۴۷

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اگر ننھے بچوں کو ماں کا دودھ نہ پلایا جا رہا ہوتا، بوڑھے لوگ عبادت میں جھکے نہ ہوتے، اور جانور میدان میں چر نہ رہے ہوتے تو یقیناً تم پر سخت عذاب نازل ہوتا۔

اس معاملے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہوسکتا کہ اسلام مکمل طور پر اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ بچوں کی زیادہ سے زیادہ حفاظت اور نگہداشت ہونی چاہیے جس کے وہ حق دار ہیں۔

حضرت عمر بن الخطابؓ کے دور خلافت سے قبل اسلامی حکومت کی جانب سے دودھ چھڑائے جانے والے بچے کو مخصوص وظیفہ ملا کرتا تھا۔ غریب خاندان والوں نے اس وظیفہ کے حصول کے لیے غلط طریقہ اپنایا اور قبل از وقت بچوں کا دودھ چھڑانا شروع کر دیا۔

حضرت عمر بن الخطابؓ نے یہ بات محسوس کی کہ قرآنی احکام کے مطابق مائیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے بچوں کو پورے دو سال تک دودھ نہیں پلاتی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بچوں کی صحت اور نشوونما بری طرح متاثر ہونے لگی۔ اسی وجہ سے حضرت عمرؓ نے مذکورہ قانون میں ترمیم کی اور اس وظیفے کی ادائیگی بچے کی پیدائش کے فوراً بعد شروع کرا دی۔ اس ترمیم سے ماؤں کا حوصلہ بڑھا کہ وہ اپنے بچوں کو پورے دو سال تک اپنا دودھ پلائیں اور انہیں اس اہم حق سے محروم نہ کریں۔ ۴۸

مسلمانوں کی گذشتہ نسل نے ماں کے دودھ پلانے کے عمل کو ہمیشہ حوصلہ افزائی کی تھی، اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ بچے کی زندگی اور خاندان میں اس کی کیا قدر و اہمیت ہے۔ اسلام ایک آفاقی اور رحم و کرم کا داعی مذہب ہے جو ہر زمانے اور ہر مقام سے مطابقت رکھتا ہے۔ یہ ہر سمجھدار شخص کو اس بات کی ہدایت کرتا ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کے صحیح اور اچھے کاموں کی پیروی کرے اور انہیں برقرار رکھے۔

موجودہ دور میں دنیائے طب نے ماں کی دودھ کی ضرورت و اہمیت کو بخوبی محسوس کرلیا ہے اور اس کی تاکید شروع کر دی ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسلام نے ۱۴۰۰ سال قبل اس کی اہمیت واضح کر دی تھی۔ لہٰذا اسلام جب ہمیں ان بیش قیمت اصول وقواعد کی پابندی کرنے کی تاکید کرتا ہے تو گویا اس طرح یہ مذہب ایک مسلمان باپ، ماں اور بچے اور مجموعی طور پر پوری قوم کو فخر و اعزاز سے سرفراز کرتا ہے۔

حاملہ اور دودھ پلانے والی ماؤں کی غذا:

دوران حمل پیٹ میں پلنے والے بچے اور اس کی ماں کی صحت کا تمام تر انحصار غذا کی مقدار پر ہے۔ اس دوران ناقص غذا کا استعمال دونوں کے لیے مضر صحت ہے۔ قبل ازیں ہم نے اس بات کا ذکر کیا تھا کہ اسلام میں بچے کی پیدائش سے قبل اس کی حفاظت ضروری سمجھی گئی ہے تاکہ بچہ تندرست و توانا پیدا ہو۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ دوران حمل ایک حاملہ عورت غذائی اجزاء کے انتخاب میں پوری طرح محتاط رہے۔ تب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی اس کا بچہ نہایت اچھی حالت میں پیدا ہوسکتا ہے۔ دوران حمل غذائیت سے پر اشیاء نہ صرف

ماں کو اس قابل بناتی ہیں کہ وہ ایک صحت مند بچے کو جنم دے سکے بلکہ وضع حمل کے بعد خود اس کی صحت کو بھی اچھی حالت میں رکھیں گی اور اس میں یہ صلاحیت پیدا کریں گی کہ وہ بچے کو باقاعدگی سے اپنا دودھ پلا سکے۔

سورۃ مریم میں حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے وقت اللہ تعالیٰ نے مریمؑ کو مخاطب کر کے فرمایا ''اس کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤ اس سے تم پر تر و تازہ کھجوریں گریں گی ،پھر کھاؤ پیو اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی رکھو'' (سورۃ مریم: ۲۵۔۲۶)

کھجور میں غذائی اجزاء بڑی مقدار میں پائے جاتے ہیں جو جسم میں آسانی سے تحلیل ہو کر جزو بدن بنتے جاتے ہیں اور جسم میں توانائی اور حرارت پیدا کرتے ہیں، غالباً اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مریمؑ کو کھجور کھانے کا حکم دیا۔

ان ہی معاملات کے پیش نظر اسلام نے ایک حاملہ اور دودھ پلانے والی ماں کو اجازت دی رکھی ہے کہ وہ رمضان کے دنوں میں اپنا روزہ قضا کر سکتی ہے اگر وہ یہ سمجھتی ہے کہ روزہ رکھنے سے بچنے کی نشوونما کے متاثر ہونے کا احتمال ہے۔ یہ رعایت عارضی طور پر جائز ہے اور اس کا انحصار دودھ پلانے کی مدت پر ہے چاہے وہ طویل ہو یا مختصر۔ گویا یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ اسلام بچے کی اہم ضروریات کی تکمیل کا کس درجہ خیال رکھتا ہے اور ماں کے مشفقانہ جذبات کا اسے کس قدر پاس ولحاظ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

إن الله وضع عن المسافر الصوم وشطر الصلاة وعن الحبلى والمرضع الصوم

''اللہ تعالیٰ نے مسافر کو یہ اجازت دی ہے کہ وہ روزے قضا اور نماز قصر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے اور حاملہ اور دودھ پلانے والی ماں کو بھی اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ اپنے روزے قضا کرے۔"۴۹

رضاعت کے رشتے:

ماں کا دودھ نومولود بچے کے لئے ایک بہترین خوراک کا منبع بھی ہے اور ایک ایسا محلول بھی جو ماں اور بچے دونوں کی قوت مدافعت میں اضافہ کر کے ان کو بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔اور شیر خوارگی کے دنوں میں ماں کے علاوہ کوئی دوسری عورت بھی اپنا دودھ پلا کر اس کی زندگی کا سہارا بنے تو اسلام ہی ایک مذہب ہے جس نے قانوناً اس اہمیت کو قبول کیا، اور اس کا درجہ بھی ماں کے قریب قریب قائم کر کے اس کی اولاد کو بھی بھائی اور بہن کے رشتہ کا منصب عطا کیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور تمہاری وہ مائیں تم پر حرام ہیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا اور تمہاری دودھ شریک بہنیں۔" (النساء؛ ۲۳)

ننھے بچوں کی نشوونما کی خدمت اسلام میں وہ عزت اور احترام رکھتی ہے کہ نسبی رشتہ داروں کے قریب قریب پہنچ جاتی ہے۔حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "رضاعت سے بھی وہ رشتہ حرام ہو جاتا ہے جو نسب سے حرام ہوتا ہے۔۵۰

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا موقف تھا کہ دودھ جس عمر میں بھی پلایا جائے حرمت کو ثابت کرتا ہے اس سلسلے میں وہ روایت بیان کرتی ہیں کہ حضرت سہلہ بنت سہیلؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول، جب سالم میرے ہاں آتے ہیں تو مجھے اپنے شوہر حضرت ابو حذیفہؓ کے چہرے پر ناگواری کے آثار نظر آتے ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا 'اسے دودھ پلا دو' انہوں نے کہا میں اسے کس طرح دودھ پلاؤں وہ تو جوان آدمی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: 'مجھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہے کہ وہ جوان آدمی ہے۔ سہلہ نے ایسے ہی کیا بعد میں وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا، اب میں اپنے شوہر کے چہرے پر وہ ناگوار تاثرات نہیں دیکھتی''

حضرت سالمؓ حضرت ابوحذیفہؓ کے منہ بولے بیٹے تھے جسے انہوں نے اور ان کی بیوی سہلہؓ نے پالا تھا۔ جب منہ بولے بیٹے کا رواج ختم فرما دیا گیا تو انہیں پردہ کرنے میں مشکل محسوس ہوئی کیونکہ ان کی رہائش اسی گھر میں تھی۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دودھ پلانے کا حکم دیا۔ ۵۱؎

اس حدیث مبارکہ سے دور حاضر کے بھی بہت سارے مسائل کا حل معلوم ہوتا ہے، جو بے اولاد عورتیں ایسے بچے لے کر پالتی ہیں جو ان کے محرم نہیں ہوتے، بلوغت کے بعد لے پالک بچی کو باپ کی طرف سے پردے کے مسائل پیش آتے ہیں اور ماں کو لے پالک لڑکے کی طرف سے۔ ایسے بچوں کو اگر عورت دودھ پلا دے تو نامحرم کا مسئلہ حل کیا جا سکتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس عورت کے بچہ پیدا نہیں ہوا اس کی چھاتی سے دودھ کیسے اترے گا۔ اس سلسلے میں بچوں کے ماہر ڈاکٹر خواجہ عباس سے استفسار کیا گیا تو ان کا کہنا تھا کہ عورت کے اندر اللہ تعالیٰ نے ایسے ہارمونز رکھے ہیں جو بچے کی طلب کے مطابق دودھ کی رسد پیدا کرتے ہیں۔ جس ماں نے بچہ پیدا کیا ہے اس کی چھاتی میں دو سے تین دن کے اندر بچے کی ضرورت کے مطابق دودھ آنا شروع ہو جاتا ہے اور جن خواتین کے بچے نہیں ہیں اگر بچہ اس کی چھاتی کو چوسنا شروع کر دے تو دس سے پندرہ دن کے اندر اس کی چھاتی سے بھی دودھ آنا شروع ہو جاتا ہے۔ انہوں نے مزید انکشاف کیا کہ اس مقصد کے لیے کئی کلینک بھی بنائے گئے ہیں، جہاں عورت کی چھاتی کے ساتھ ایک بالکل باریک سا پائپ جوڑ دیا جاتا ہے جس کے پیچھے دودھ کی بوتل ہوتی ہے۔ جب بچہ چھاتی کو چوستا ہے تو اس پائپ میں سے دودھ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سپلائی شروع ہو جاتی ہے اور بچہ سمجھتا ہے کہ وہ ماں کا دودھ پی رہا ہے۔ جب ماں کے دودھ اترنا شروع ہوتا ہے تو پھر یہ پائپ ہٹا لیا جاتا ہے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ اگر ماں کسی مجبوری کی وجہ سے دودھ نہ پلا سکے تو نانیاں اور دادیاں (اگر وہ دودھ پلانے کی عمر میں ہوں) بھی اسی اصول سے دودھ پلا سکتی ہیں۔

ڈاکٹر خواجہ کا کہنا تھا کہ کئی مائیں بچے کو اس لئے ڈبے کا دودھ لگا دیتی ہیں کہ ہمارا دودھ کم ہے بچے کو پوری غذا نہیں ملتی تو ایسی مائیں اگر زیادہ مقدار میں پانی پئیں تو دودھ زیادہ اترے گا۔ ویسے بھی جو مائیں بچے کو خود دودھ پلاتی ہیں، بچہ پیدا کرنے کے بعد ان کا جسم بڑی جلدی اپنی اصلی حالت پر واپس آجاتا ہے جبکہ دوسری ماؤں کو اس کے لئے بہت کوشش کرنی پڑتی ہے۔

(ڈاکٹر خواجہ عباس، MBBS, FCPS, FRCPCH، ڈین پاکستان انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل سائنس، چیف آف چلڈرن ہسپتال PIMS اسلام آباد)

رضاعت کے سلسلے میں ایک عالمہ دین رضیہ مدنی صاحبہ کا انٹرویو لیا گیا تو ان کا کہنا تھا کہ اگر لے پالک بچہ لڑکی ہو تو خاوند کی کوئی بہن یا بھاوج اُس کو اپنا دودھ پلا دے تو وہ اس کی رضاعت کے اعتبار سے بھانجی یا بھتیجی بن جائے گی اور اگر لے پالک لڑکا ہے تو بیوی کی بہن یا بھاوج یا کوئی رشتہ دار اُس کو دودھ پلا دے جس میں حرمت واقع ہو تو وہ بچہ بھی اس کا محرم بن جاتا ہے۔ (محترمہ رضیہ مدنی، مدرسہ مکتبہ رحمانیہ، گارڈن ٹاؤن، لاہور)

ماں کے دودھ کی خصوصیات

ڈاکٹروں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ بچے کے لئے مصنوعی خوراک کو صرف اس وقت ترجیح دینی چاہیے جب ماں کا دودھ ناکافی ہو، بصورت دیگر بچوں کو ماں کا دودھ ہی دینا چاہیے۔ خصوصاً پہلے مہینوں میں۔ آیئے اس دودھ کی خوبیوں پر ایک نگاہ ڈالتے ہیں:

ماں کے دودھ کے غذائی اجزاء میں بچے کی نشوونما کے مختلف مراحل میں تبدیلی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی رہتی ہے اور یہ تبدیلی بچے کے قبل از وقت یا وقت پر پیدا ہونے کے مطابق واقع ہوتی ہے۔ اگر بچہ قبل از وقت پیدا ہوتا ہے ماں کے دودھ میں چربی اور پروٹین یا لحمیات کا ارتکاز بچے کی ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے، کیونکہ قبل از وقت پیدا ہونے والے بچے کو زیادہ حراروں کی ضرورت ہوتی ہے۔

☆ بچے کو جن مدافعتی خلیوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ بچے کو ماں کے دودھ میں تیار شدہ شکل میں مل جاتے ہیں جو اس کے جسم کا دفاع کرتے۔

عام دودھ کو اگر چھ گھنٹوں تک کے لئے کسی کمرے کے درجہ حرارت پر چھوڑ دیا جائے تو اس میں جرثومے پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر ماں کے دودھ کو اتنے وقت کے لئے رکھ بھی دیا جائے تو اس میں جرثومے پیدا نہیں ہوں گے۔

☆ یہ شریانی سختی سے بھی بچے کی حفاظت کرتا ہے۔

بچے کے لیے ماں کے دودھ کے استعمال میں ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ کوئی بیرونی اثر قبول کیے بغیر براہ راست بچے کے منہ میں پہنچتا ہے۔ ماں کے دودھ میں نہ تو مضر اثرات پہنچ سکتے ہیں اور نہ وہ جراثیم داخل ہو سکتے ہیں۔ ماں کے دودھ میں وہ ضروری حرارت، قدرتی نفاست اور ذائقے کی عمدگی پائی جاتی ہے، جو کسی دوسرے دودھ میں نہیں پائی جاسکتی۔

تناسب کے اعتبار سے ۹۸ فیصد عورتیں اپنے بچوں کو دودھ پلانے کی قدرت رکھتی ہیں اور دو فیصد عورتیں مختلف وجوہ سے دودھ پلانے کی صلاحیت سے محروم ہیں۔ ۹۸ فیصد عورتوں میں ۷۰ فیصد مائیں خود ہی بچوں کو دودھ پلاتی ہیں اور ۱۸ فیصد مائیں دوسرے ذرائع اختیار کر کے بچے کی غذا کا انتظام کرتی ہیں۔ متمول گھرانوں میں گائے یا بکری کا دودھ پلایا جاتا ہے۔

جدید تجربہ گاہوں میں تجربہ کار ماہرین غذائیات آج تک بچوں کے لئے کوئی بھی ایسی مصنوعی غذا تیار نہیں کر سکے جو ماں کے قدرتی دودھ سے زیادہ مفید ہو۔ ۵۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچوں کو اپنے دودھ سے محروم کرنے والی خواتین کو نبی کریمؐ نے نہایت ہی درد ناک انجام سے ڈرانے کے لئے معراج کی شب کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا''

ثم انطلق بی فاذا ینساء تنھن لدیھن الحیات قلت ما بال ھئولاء قیل ھئولاء یمنعن اولادھن البائھن

پھر مجھے اور آگے لے چلے کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ عورتیں ہیں جن کی چھاتیوں کو سانپ نوچ رہے ہیں میں نے پوچھا یہ کون عورتیں ہیں، کہا گیا یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے بچوں کو اپنا دودھ نہیں پلاتی تھیں۔''۵۳

بچے کا نام رکھنا:

اسلام بچے کا نام رکھنے کے لئے کسی تاریخ یا دن کا تعین نہیں کرتا بلکہ یہ کام والدین اور متعلقین پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ بچے کا اچھا سا نام رکھیں تا کہ یہ نام اس کی شناخت اور تعارف کا ذریعہ بن سکے۔ بچے کا نام دینی جذبات نیک خواہشات اور پاکیزہ آرزوؤں کا آئینہ دار ہونا چاہیے۔ بچے کا نام صحابہؓ، صحابیاتؓ کے نام یا اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کرنے والے مجاہدین اسلام کے ناموں پر بھی رکھا جا سکتا ہے یا ان ناموں پر جن کے ساتھ مسلمانوں کی عظمت وابستہ ہو۔

آج کل لوگ نیا سے نیا نام رکھنے کے درپے ہیں ان کے خیال میں نام ایسا ہو جو پہلے کبھی نہ سنا ہو اور اسی چکر میں کئی لوگ بالکل بے معنی نام رکھ دیتے ہیں یا ایسے نام رکھتے ہیں جن کا معنی بھی اچھا نہیں ہوتا۔ بعض لوگ کسی نجومی سے بچے کا نام رکھواتے ہیں، یا کسی بزرگ سے نام کا پہلا حرف نکلوا کر اس کے مطابق نام رکھتے ہیں۔ بچے کا نام ایسا تجویز کرنا چاہیے جو دنیا میں اس کے لئے باعث عزت ہو اور آخرت میں بھی باعث فخر ہو۔ ناموں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو واضح احکامات دیے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن أبي الدرداء رضی الله عنه قال قال رسول الله : إنكم تدعون يوم القيامة بأسمائكم وبأسماء آبائكم فأحسنوا أسمائكم

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم قیامت کے دن اپنے اور اپنے آباء کے ناموں سے پکارے جاؤ گے، اس لیے تم اپنے نام اچھے رکھو۔''۵۴؎

سب سے پسندیدہ نام

عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ: إن أحب أسمائكم إلى الله عزوجل عبد الله و عبد الرحمٰن۵۵؎

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کو تمہارے ناموں میں سے سب سے پسندیدہ نام عبد اللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔''

عن أبي وهب الجشمي رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: تسموا بأسماء الأنبياء، وأحب أسمائكم إلى الله عزوجل عبد الله وعبد الرحمٰن، وأصدقها حارث وهمام، وأقبحها خرب ومرة۵۶؎

''ابو وہب جشمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم انبیاء علیہم السلام کے نام رکھا کرو، اور اللہ کے پاس پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں اور سب سے سچے نام ہیں حارث اور ہمام ہیں، اور بد ترین نام خرب (اجڑا ہوا) اور مرہ (کڑوا، کسیلا) ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن أنس رضی اللہ قال قال رسول اللہ ﷺ: ولد لی اللیلة غلام فسمیته بإسم أبی إبراهیم ۵۷۔

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گذشتہ رات میں میرے ہاں لڑکا ہوا، میں نے اس کا نام اپنے باپ (سیدنا ابراہیم علیہ السلام) کے نام پر ابراہیم رکھا۔''

برے ناموں کو بدل دینا چاہیے:

حضرت عائشہ صدیقہؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں فرماتی ہیں

کان یغیر الاسم القبیح

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برا نام بدل دیا کرتے تھے۔'' ۵۸۔

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ أنه قال: أن ابنة لعمر کان یقال لها عاصیة. فسماها رسول اللہ جمیلة ۵۹۔

''سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ کی ایک بیٹی تھی جس کا نام عاصیہ (نافرمان) تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نام بدل کر جمیلہ (خوب صورت) رکھ دیا۔''

أن زینب کان اسمها برة فقیل لها تزکی نفسها فسماها رسول اللہ ﷺ زینب

''ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحشؓ کا نام برہ (نیک خاتون) تھا۔ ۶۰۔ بعض لوگوں نے کہا: وہ اپنی تعریف کرتی ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام زینب رکھ دیا۔''

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوچھا تو اس نے کہا میرا نام شیطان بن قرط ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آج سے تمہارا نام عبداللہ بن قرط ہے۔ ۶۱

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک صاحب آئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام پوچھا تو انہوں نے کہا ''میرا نام غافل ہے'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام بدل کر ''عاقل'' رکھ دیا۔ ۶۲

ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے اس کے نام کے بارے میں دریافت کیا، آپ کو بتایا گیا کہ اس کا نام اسود (کالا کلوٹا) ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نام بدل کر ''ابیض'' (گوراچٹا) رکھ دیا۔ ۶۳

سیدنا عمرؓ کے چچا زاد بھائی کا نام عاصی (نافرمان) تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا عمرؓ سے فرمایا: ''میں نے ان کا نام بدل کر مطیع (فرماں بردار) رکھ دیا ہے۔ چنانچہ ان صحابیؓ کا نام تمام تذکروں میں مطیع ملتا ہے۔ ۶۴

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اس اونٹنی کو کون دوہے گا؟ ایک شخص نے جواب دیا کہ ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوں''۔ آپؐ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا میرا نام مرہ (کڑوا) ہے۔ آپؐ نے فرمایا تم بیٹھ جاؤ اور پھر اعلان کیا کہ اس اونٹنی کا دودھ کون نکالے گا؟ ایک شخص نے کہا کہ میں حاضر ہوں۔ آپؐ نے اس کا نام دریافت فرمایا۔ اس نے جواب دیا میرا نام حرب (لڑائی) ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ پھر تیسری مرتبہ آواز دی کہ اونٹنی کون دوہے گا ایک شخص نے جواب دیا کہ میں حاضر ہوں آپؐ نے دریافت فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے اس نے اپنا نام یعیش (زندہ) بتایا۔ آپؐ نے فرمایا اچھا تم دودھ نکالو۔ ۶۵

سیدنا سعید بن مسیبؒ کہتے ہیں کہ میرے دادا نے بیان کیا کہ میں خدمت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا میرا نام حزن (سخت زمین) ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم سہل (نرم و ہموار زمین) ہو، یعنی اپنا نام سہل رکھ لو۔ انہوں نے کہا میرے والد نے میرا جو نام رکھا ہے میں اس کو نہیں بدلوں گا۔ سیدنا سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ اس وقت سے میرے گھرانے میں سختی و تندی پائی جاتی ہے۔ ٦٦؎

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: على الله يوم القيامة وأخبثه رجل تسمى ملك الأملاك. لا ملك إلا الله) ٦٧؎

''سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے پاس روز محشر سب سے برا اور مبغوض آدمی وہ ہوگا جسے شہنشاہ کے نام سے پکارا جاتا ہے، جب کہ بادشاہت سوائے اللہ کے اور کسی کی نہیں۔''

عن سعيد ابن المسيب رحمه الله عن أبيه عن جده قال:

أتيت رسول الله ﷺ فقال: ما اسمك؟ قلت حزن، فقال: أنت سهل. قال: لا أغير اسما سمانيه أبي. قال ابن المسيب: فما زالت تلك الحزونة فينا بعد ٦٨؎

''سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ کے ذریعے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، وہ (دادا) کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا، آپ نے مجھ سے پوچھا، تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: میرا نام حزن (سختی، رنج اور غم،) ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم سہل (نرمی اور آسانی) ہو، میں نے کہا، میرے باپ نے میرا جو نام رکھا ہے میں اسے بدلنا نہیں چاہتا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات نہ ماننے سے اور اس نام کی تاثیر سے) یہی سختی اور رنج ہماری زندگی میں ہمیشہ کے لیے آ گیا۔"

ایک روایت کے مطابق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کے رکھے ہوئے نام تبدیل کر کے نئے نام رکھے۔ امام احمد اور امام ابن حبان نے حضرت علیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

"جب حسنؓ پیدا ہوئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا:

أروني ابني ما سميتموه؟ ("مجھے میرا بیٹا دکھاؤ۔ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟")

میں نے عرض کیا:

سميته حربا ("میں نے اس کا نام حرب رکھا ہے۔")

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بل هو حسن "(بلکہ وہ تو حسن ہے۔")

پھر جب حسینؓ پیدا ہوئے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أروني ابني ما سميتموه (مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟)

میں نے عرض کیا:

سميته حربا (میں نے اس کا نام حرب رکھا۔)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بل هو حسين "(بلکہ وہ تو حسین ہے۔)"

جب میرا ہاں تیسرا بیٹا پیدا ہوا، تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا:

أروني ابني ما سميتموه؟ (مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟)

میں نے عرض کیا: "حرب" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بل ھو محسن (بلکہ تو محسنؓ ہے۔)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سمیتموھم بأسماء ولد ھارون علیہ السلام شبر و شبیر ومشبر ۶۹۔

''میں نے ان کے نام ہارون علیہ السلام کے بیٹوں شبر، شبیر اور مبشر کے ناموں پر رکھے۔''

عن یحیی بن سعید أن عمر بن الخطاب قال لرجل ما اسمک؟ قال: جمرۃ، قال ابن من؟ قال ابن شھاب: قال ممن؟ قال: من الحرقۃ، قال: أین مسکنک؟ قال: بحرۃ النار، قال: بأیتھا؟ قال: بذات لظی، قال عمر: أدرک أھلک فقد ھلکوا واحترقوا، فکان کما قال عمر رضی اللہ ۷۰۔

''یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: جمرہ (چنگاری) پوچھا کہ تمہارے باپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: شہاب (شعلہ) ہے، پوچھا کہ کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ کہا: حرقہ (حرارت) سے، پوچھا کہ کہاں کے باشندے ہو؟ کہا: حرۃ النار (سیاہ کنکریلی جھلسی ہوئی زمین) کا، فرمایا: یہ کونسے علاقے میں ہے؟ وہ کہنے لگا کہ ذات لظی (آگ کی لپیٹ) میں، آپ نے جب اس کی یہ باتیں سنیں تو فرمایا: تم فوراً اپنے اہل وعیال کے پاس پہنچو، اس لیے کہ وہ ہلاک ہو گئے اور جل گئے ہیں، وہ جب اپنے علاقے میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا ویسا ہی حادثہ پیش آیا۔''

☆

حضرت منذر بن ابی اسیدؓ کی ولادت ہوئی تو انہیں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت میں لایا گیا تو آپؐ نے (ازراہ شفقت و پیار) انہیں اپنے زانو مبارک پر بٹھالیا اور (ان کے والد) حضرت ابواسیدؓ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی دوران نبی کریم ﷺ کسی سامنے کی چیز کی کی طرف متوجہ ہوئے (اور بچہ کی طرف سے توجہ ہٹ گئی) تو حضرت ابواسیدؓ نے اپنے بیٹے کو پکڑا اور نبی رحمت ﷺ کی ران مبارک سے اٹھالیا۔ پھر جب نبی رحمت ﷺ متوجہ ہوئے تو پوچھا بچہ کہاں ہے؟ حضرت ابواسیدؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم نے اسے گھر بھیج دیا ہے۔ فرمایا اس کا نام کیا ہے۔ ابواسیدؓ نے عرض کی: ''فلاں'' فرمایا (نہیں) بلکہ اس کا نام ''منذر'' ہے۔ تو انہوں نے اسی دن اس کا نام منذر رکھ دیا۔ ا ے

کنیت والے نام:

بچوں کے نام کنیت والے بھی رکھ سکتے ہیں، تاکہ ان میں بلند کرداری، اعلیٰ ظرفی اور علوہمتی کا احساس پیدا ہو، جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ سے مروی ہے:

عن أنس رضی الله قال: كان رسول الله ﷺ أحسن الناس خلقا، وكان لی أخ يقال له أبو عمير، وكان النبی ﷺ إذا جاء ه يقول له يا أبا عمير ما فعل النغير؟ قال الراوی: أظنه كان فطيما ۲ے

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ خلیق تھے، میرے ایک بھائی کا نام عمیر تھا اور جب کبھی آپ کے اس کے پاس آتے تو فرماتے کہ اے ابوعمیر تمہارے مولے (ایک پرندہ جس سے وہ کھیلا کرتے تھے) کا کیا حال ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ ابوعمیر دودھ پیتے بچے تھے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور روایت کے مطابق ابوعمیر جب بچے تھے تو ان کے پاس ایک چھوٹی سی بلبل (نغر) جس کو آپؐ پیار سے چھوٹی سی بلبل (نغیر) ان کے نام اور کنیت کے لحاظ سے کہتے تھے۔ حضرت ابوعمیرؓ اس کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ان کے گھر جاتے یا ان سے ملتے تو ضرور پوچھا کرتے یا اباعمیر! ما فعل نغیر (اے ابوعمیر تمہاری چھوٹی بلبل کیا کرتی ہے۔) جب وہ بلبل مرگئی تو حضرت ابوعمیرؓ کو بہت افسوس ہوا، رسول پاکؐ نے ان کو تسلی دی اور بعد میں بھی ان کو اسی کنیت سے پکارتے رہے۔ ۷۲

حضرت ابو ہریرہؓ کی کنیت کے بارے میں جب دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں بچپن میں اپنے گھر کے جانوروں کو چرایا کرتا تھا، میرے پاس ایک چھوٹی سی بلی تھی، رات میں، میں اسے ایک درخت پر رکھ دیتا مگر دن میں جب میں جانور چرانے جاتا تو اسے ساتھ لے جاتا اور اس کے ساتھ کھیلتا رہتا، لہٰذا لوگوں نے میری کنیت ہی ابو ہریرہ رکھ دی۔ ۷۳

☆ کنیت کے لیے ضروری نہیں کہ آدمی بچے ہونے کا انتظار کرے، بچے نہ ہونے کے باوجود آدمی اپنی کنیت رکھ سکتا ہے، اس طرح کی بے شمار مثالیں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ملتی ہیں، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی کنیت سے ہی معروف ہیں، جب کہ بکر نام کی آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بھی 'ہریرۃ' نام کا کوئی لڑکا نہ تھا، نہ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا کوئی لخت جگر 'ذر' کے نام کا ہے اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بچوں کی پیدائش سے قبل ہی ابوحمزہ کے نام سے پکارا جاتا تھا، اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوسلیمان ہے جب کہ آپ کی اولاد میں 'سلیمان' نام کا کوئی بیٹا نہیں تھا۔

☆ اپنے قریبی رشتہ داروں کے بچوں کی طرف نسبت کرتے ہوئے بھی کنیت رکھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاسکتی ہے، جیسا کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام عبداللہ تھی، آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت مانگی کہ انہیں اپنے بھانجے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے اپنی کنیت ام عبداللہ رکھنے کی اجازت دی جائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اجازت عطا فرمائی، اسی وجہ سے آپ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اپنے بچے کی طرح چاہتی تھیں۔

عن عائشة أنها قالت للنبی ﷺ كل أزواجک كنيته غيری قال فأنت أم عبد الله ۷۴

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: آپ نے میرے سوا اپنی تمام ازواج مطہرات کی کنیت رکھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم ام عبداللہ ہو۔''

أن عمر لصهيب مالک تكتنی أبی يحيی وليس لک ولد قال كنانی رسول الله ﷺ بأبی يحيی ۷۵

''حضرت عمرؓ نے حضرت صہیبؓ سے کہا: آپ نے اپنی کنیت ابو یحییٰ کیوں رکھی ہے، حالانکہ آپ کی اولاد نہیں ہے؟ انہوں نے فرمایا: میری کنیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو یحییٰ رکھی ہے۔''

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک صاحب کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا نام قاسم رکھا، صحابہ کرامؓ نے ان سے کہا کہ جب تک ہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ نہ لیں ہم اس نام پر تمہاری کنیت نہیں ہونے دیں گے۔ ان صاحب نے اس بات کی اطلاع آپؐ کو دی، آپؐ نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت اختیار نہ کرو۔ ۷۶

ایسے نام رکھنے سے بھی پرہیز کرنا چاہیے جن سے غیر اللہ کی عبدیت ظاہر ہوتی ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسے عبدالرسول، عبدالنبی، عبدالکعبہ وغیرہ۔ اس طرح کے نام رکھنا حرام اور ممنوع ہیں۔ اگر آباؤ اجداد یا خاندان کا نام اس نوعیت کا ہے تو وقت ضرورت تعارف کی خاطر یہ نام لیا جا سکتا ہے۔

اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔ صحابہ کرامؓ نبی کریمؐ کے سامنے اپنے ان قبیلوں کا تذکرہ بھی کرتے تھے جن کے نام سے غیر اللہ کی عبدیت ظاہر ہوتی تھی۔ جیسے بنی عبد مناف، بنی شمس، بنی عبدالدار، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خاندان ونسب کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:

"انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب" ۷۷؎

میں نبی ہوں، اس میں کوئی جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

اللہ کے ذاتی وصفاتی ناموں میں سے کوئی نام بھی منتخب نہیں کرنا چاہیے۔ مثلاً خالق، حاکم، احد، صمد، وغیرہ۔ اس لئے کہ یہ نام اللہ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اسی طرح سے عبد الخالق، عبدالغفور، جیسے ناموں کو صرف خالق اور غفور کہہ کر نہیں پکارنا چاہیے۔ ہندو پاک میں یہ عام رواج ہے کہ نام کے شروع سے "عبد" ہٹا کر پکارتے ہیں۔ یہ معنوی لحاظ سے غلط ہے۔ ایک بار حضرت ہانیؓ اپنی قوم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کے لئے مدینے حاضر ہوئے۔ لوگ انہیں "ابوالحکم" کی کنیت سے پکارتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا ہانی کو بلایا اور فرمایا:

اللہ حکم ہے، فیصلہ وحکمرانی کا حق اسی کو ہے، پھر تمہاری کنیت ابو الحکم کیوں ہے؟ انہوں نے کہا: "جب میرے قبیلے کے لوگوں کے درمیان اختلاف ہوتا ہے تو وہ میرے پاس آتے ہیں، میں ان کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں اور دونوں فریق میرے فیصلے پر راضی ہو جاتے ہیں"۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "بہت اچھی بات ہے" پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا: کیا تمہارا کوئی لڑکا نہیں ہے"؟ انہوں نے کہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''شریح''، مسلم اور عبد اللہ میرے لڑکے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان میں کون سب سے بڑا ہے؟ انہوں نے کہا شریح سب سے بڑا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو تمہاری کنیت ابوشریح ہے۔ ۷۸؎

ایسے نام رکھنے سے بھی پرہیز کرنا چاہیے کہ پکارتے وقت یا ''نا'' میں جواب دیتے وقت، جن کا مفہوم بدل جائے۔ مثلاً افلح (کامران) فرض کیجیے آپ نے کسی کا نام افلح رکھا۔ وقت ضرورت آپ نے اس کو آواز دی ''کیا افلح یہاں ہے؟'' وہ موجود نہیں، اس لئے جواب دیا گیا: ''لا افلح (کامران نہیں)'' جواب میں افلح کے ساتھ حرف نفی لگنے سے ایک بد دعائیہ جملہ ہو گیا ہے۔ اس لئے ایسے ناموں سے پرہیز کرنا چاہیے جن کے ساتھ لفظ ''نہیں'' یا لفظ ''نا'' لگنے سے بدشگونی ظاہر ہوتی ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے بچے کا نام یسار (آسان)، رباح (فائدہ) نجیح (کامران) اور افلح (کامران) نہ رکھو کیونکہ تم پکارو گے: ''کیا وہ یہاں ہے؟'' وہ اگر نہیں ہوگا تو کہا جائے گا: ''وہ نہیں ہے۔'' ۷۹؎

ان احادیث اور واقعات سے معلوم ہوا کہ برے ناموں کی بری تاثیر ہوا کرتی ہے، اس لیے کہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کا اچھا نام رکھے کیونکہ اچھے ناموں کی تاثیر بھی ان شاء اللہ اچھی ہوگی۔

فرشتوں کے نام نہ رکھے جائیں، جیسے: جبریل، میکائیل، اسرافیل وغیرہ۔

شیطانی نام نہیں رکھنے چاہیں، جیسے: خنزب، ولہان، أعور، أجدع وغیرہ۔

لوگوں میں مشہور ہے کہ قرآنی سورتوں کے نام نہیں رکھنے چاہیے، مثلاً یس، طہ، حم وغیرہ عام طور پر لوگوں کا خیال ہے کہ یٰس اور طہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام ہیں، اس کے متعلق نہ تو کوئی صحیح حدیث وارد ہے، نہ حسن اور نہ کوئی مرسل روایت اور نہ ہی کوئی اثر، بلکہ یہ بھی قرآن مجید میں کئے دیگر حروف مقطعات، جیسے الم، حم، الر کی طرح ہی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے ناموں سے بھی پرہیز کرنا چاہیے جن میں بے جا تکلف، تصنع اور اشتیاق پایا جاتا ہے، جیسے لڑکیوں کے نام تمنا، آرزو، ارمان، حور وغیرہ رکھنا۔

ایسا نام بھی نہیں رکھنا چاہیے جس سے غیر سنجیدگی ٹپکتی ہو یا جو ہنسی مذاق کا ذریعہ بن سکتا ہو، جیسے کالا، چنا، ببا، ٹنکو، ٹونی، ٹوٹی، پھجا۔ ایسا نام بھی نہ ہو جو یہود و نصاریٰ کے مشابہ ہو۔

ایسے ناموں سے بھی باز رہیں جن میں عورتوں کے ناموں میں، مردوں کے ناموں سے اور مردوں کے ناموں میں عورتوں کے ناموں سے مشابہت پائی جاتی ہے۔

اسی طرح ایسے نام جن میں غیر مسلموں کے ناموں کا شبہ ہوتا ہے نہ رکھے جائیں، لڑکوں کے ناموں میں مثلاً سورج، کرن، وغیرہ اور لڑکیوں کے ناموں میں قسمت، ریکھا، نیہا، وغیرہ۔

ایسا نام بھی نہیں رکھنا چاہیے جس سے بدبختی، حماقت یا کسی تکلیف کا پہلو نکلتا ہو کیونکہ ناموں کا انسان کی زندگی پر گہرا اثر ہوتا ہے

ایسے نام رکھنے سے بھی پرہیز کرنا چاہیے جو کسی دوسری قوم، تہذیب یا مذہب کے آئینہ دار ہوں۔ مثلاً پیارے لال، کرشن نور، دلیپ کمار، کامنی، پوجا وغیرہ۔ اس طرح کے نام اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ آپ کا میلان اور رجحان دوسری قوم اور تہذیب کی طرف ہے۔ بچوں کا نام اسلامی تشخص و امتیاز کا آئینہ دار ہونا چاہیے۔ لیکن بہت سے نام فلموں، کھلاڑیوں اور ایکٹروں کو قومی ہیرو بنا کر ان کے نام پر رکھے جاتے ہیں۔ ہم ان پر خوش بھی ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ معاشرے میں منفرد نام ہیں۔

کچھ لوگ جو نام تو اچھا رکھتے ہیں لیکن اس کو روز مرہ میں پکارتے وقت اس طرح بگاڑتے ہیں کہ نام صرف مہمل ہی نہیں ہوتا بلکہ بعض موقعوں پر تو اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کی صفات پر بھی زد پڑتی ہے۔ جیسے نام تو عبدالرحمن رکھا جاتا ہے لیکن اس کو پکارتے وقت ''مانی'' بنا دیا جاتا ہے۔ اسی انداز میں عبداللہ کو ''دلا'' وغیرہ بنا دیا جاتا ہے اور پھر اسی طرح احمد سے ''احمی'' اور محمد سے ''ممی'' وغیرہ۔ ایک مسلمان کو یہ بات اور طرز عمل ہرگز زیب نہیں دیتا۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (الحجرات:۱۱)

آپس میں ایک دوسرے کو برے ناموں سے مت پکارو۔ مسلمان ہونے کے بعد فاسق کہلانا برا نام ہے جو ایسی حرکت سے باز نہ آئیں وہی لوگ ظالم ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (الحجرات:۱۱)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو نہ مرد مذاق اڑائیں دوسرے مردوں کا ہو سکتا ہے کہ وہ ان (مذاق اڑانے والوں) سے کہیں بڑھ کر اچھے ہوں اور نہ عورتیں مذاق اڑائیں دوسری عورتوں کا ہو سکتا ہے کہ وہ ان (مذاق اڑانے والیوں) سے کہیں بڑھ کر اچھی ہوں نہ تم آپس میں ایک دوسرے کو طعنے دو اور نہ ایک دوسرے کے برے نام رکھو کہ بڑا برا نام ہے گنہگاری (دولتِ) ایمان (سے سرفرازی) کے بعد اور جو باز نہیں آئیں گے تو وہی ہیں ظالم۔

قرآن حکیم کے اس ارشاد کی روشنی میں ایسی غلط روش سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ والدین لاڈ پیار اور محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نام کو مختصراً تبدیل کر دیتے ہیں اور پھر یہ متبادل نام گلی محلے اور پھر شہر بھر میں دوسرے لوگوں میں اسی طرح مشہور ہو جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے نام رکھنے کی کوشش کرنا چاہیے جو آسانی سے زبان زد ہو سکتے ہوں، مفہوم و معانی کے لحاظ سے بہتر ہوں اور وزن و ساخت کے اعتبار سے عمدہ۔ ایسے ناموں کو ترجیح دینا چاہیے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھے ہیں یا جن پر آپؐ نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔

القاب

لقب وہ عزت اور محبت کا نام ہے جو کسی وجہ سے کسی کو عطا کر دیا جاتا ہے۔ سفینہ کے لقب سے مشہور صحابی بیان کرتے ہیں، ایک سفر میں جب حضورؐ اور دیگر صحابہ کے ساتھ چل رہے تھے، تو صحابہؓ نے اپنے اپنے سامان کا بوجھ زیادہ ہونے کی وجہ سے بہت سا سامان ان کی پیٹھ پر لاد دیا۔ حضورؐ نے دیکھا تو ان سے فرمایا: سامان اٹھاؤ بے شک تو ''سفینہ'' ہے۔ سفینہ کہتے ہیں کہ اس دن میرے اوپر اونٹ کا بوجھ بھی لاد دیا جاتا تو (حضورؐ کے سفینہ کہنے کی برکت سے) مجھے محسوس نہ ہوتا۔ دوسرے وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا نام ''سفینہ'' رکھا ہے اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ اس کے علاوہ مجھے کسی دوسرے نام سے پکارا جائے۔ ۹۷ الف۔

علی ہذا القیاس حمزہ نامی ایک جنگو اور بڑے بہادر صحابی اکثر غزوات میں نبی کریمؐ کے ساتھ رہے، ان کی بہادری اور جنگی چالبازیوں کو دیکھتے ہوئے حضورؐ نے انہیں ایک مرتبہ کہہ دیا: ''یا مثعب'' (اے گرگٹ) یہ صحابی کہتے ہیں کہ تمام ناموں میں میرے نزدیک محبوب ترین اور پسندیدہ نام یہی ''مثعب'' تھا اور میں چاہتا تھا کہ مجھے اسی نام سے پکارا جائے۔ ۹۷ ب۔

ایک شخص حضرت سہل بن سعدؓ کے یہاں آیا اور کہا کہ یہ فلاں شخص، اس کا اشارہ امیر مدینہ (مروان بن حکم) کی طرف تھا، برسرِ منبر حضرت علیؓ کو برا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھلا کہتا ہے۔ ابو حازم نے بیان کیا کہ حضرت سہل بن سعدؓ نے پوچھا کیا کہتا ہے؟ اس نے بتایا کہ انہیں ''ابوتراب'' کہتا ہے۔ اس پر حضرت سہلؓ ہنسنے لگے اور فرمایا کہ خدا کی قسم! یہ نام تو ان کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھا ہے۔ اور خود حضرت علیؓ کو اپنے لئے اس نام سے زیادہ اور کوئی نام پسند نہ تھا۔ یہ سن کر میں نے اس حدیث کے جاننے کے لئے حضرت سہلؓ سے خواہش ظاہر کی اور عرض کیا کہ اے ابوعباس! یہ واقعہ کس طرح ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کے یہاں آئے اور پھر (بوجوہ) باہر آ کر مسجد میں لیٹ رہے۔ پھر آنحضرتؐ نے (حضرت فاطمہؓ سے) دریافت کیا: تمہارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مسجد میں ہیں، آپؐ مسجد میں تشریف لائے، دیکھا کہ ان کی چادر پیٹھ سے نیچے گر گئی ہے اور ان کی کمر پر اچھی طرح سے خاک لگ چکی ہے۔ آپؐ مٹی ان کی کمر سے صاف فرمانے لگے اور بولے: اٹھو اے ابوتراب اٹھو۔ (دو مرتبہ آپؐ نے فرمایا) ۷۹ ج۔

قرآن میں انبیاء کا اپنے بچوں کے لئے انداز تخاطب

حضرت نوحؑ کا بیٹے کو مخاطب کرنا:

{وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۖ وَنَادَىٰ نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يَا بُنَيَّ ارْكَب مَّعَنَا وَلَا تَكُن مَّعَ الْكَافِرِينَ} (ہود: ۴۲)

''اور وہ (کشتی) چلی جا رہی تھی ان سب کو لے کر پہاڑوں جیسی موجوں کے درمیان، اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکار کر کہا جب کہ وہ دور ایک فاصلے پر تھا کہ اے میرے بیٹے سوار ہو جا تو ہمارے ساتھ (اس کشتی میں) اور مت ساتھ رہ تو ان کافروں کے (جنہوں نے غرق ہونا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابراہیمؑ کا بیٹے کو مخاطب کرنا:

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو بڑھاپے میں بیٹا عطا کیا پھر جب آپ کا وہ بیٹا دوڑ دھوپ کرنے کی عمر کو پہنچا تو آپ نے (اس سے) کہا کہ

{قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى} (والصفت:۱۰۲)

''میرے پیارے بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں اب دیکھو تمہاری کیا رائے ہے؟''

حضرت لقمانؑ کا بیٹے کو مخاطب کرنا:

{يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ} (لقمان:۱۶)

''اور لقمان نے مزید کہا) اے میرے پیارے بیٹے اگر کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہو پھر وہ کسی چٹان کے اندر ہو یا کہیں آسمانوں (کی بلندیوں) میں یا زمین (کی تہوں) میں کہیں پوشیدہ ہو پھر بھی اللہ اس کو نکال لائے گا کہ بلاشبہ وہ بڑا باریک بیں انتہائی باخبر ہے۔''

{يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ} (لقمان:۱۷)

''بیٹے نماز کی پابندی کرنا نیکی کی تلقین کرنا برائی سے روکتے رہنا اور جو کوئی مصیبت بھی تم پر کبھی آ جائے اس پر تم صبر (و برداشت) ہی سے کام لینا بلاشبہ یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔''

{وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ} (لقمان:۱۳)

''اور (ان کو وہ بھی یاد کراؤ کہ) جب لقمان نے اپنے بیٹے سے نصیحت کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے کہا کہ میرے پیارے بیٹے شرک نہیں کرنا اللہ (وحدہ، لاشریک) کے ساتھ بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔"

حضرت یوسفؑ کا اپنے بیٹے کو مخاطب کرنا:

حضرت یوسفؑ نے جب اپنے والد حضرت یعقوبؑ کو اپنا خواب سنایا تو انہوں نے اپنے بیٹے کو یوں مخاطب کیا:

{قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ} (یوسف:۵)

انہوں نے فرمایا بیٹے، اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ سنانا کہ اس پر وہ تمہارے خلاف کوئی چال چلنے لگیں، کہ شیطان تو قطعی طور پر انسان کا کھلا دشمن ہے۔

بچے کا سر منڈوانا:

بچہ جب چند دن کا ہو جائے تو اس کا سر منڈوانا مسنون ہے اور بچے کی صحت کے لئے مفید اور ضروری بھی ہے۔ پیدائش کے وقت بچے کے یہ بال خون میں لتھڑے ہوتے ہیں اور ان کی جڑوں میں گندگی بیٹھی ہوتی ہے۔ سر منڈوانے سے یہ گندگی دور ہو جاتی ہے اور بچے کے سر کے مسام کھل جاتے ہیں جس سے بچے کے حواس خمسہ پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

و امیطوا عنه الاذی

(بچے سے تکلیف دہ چیز کو دور کر دو) ۸۰؎

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

کل غلام رهینة بعقیقة تذبح عنه یوم السابع ویحلق راسه ویسمی ۸۱؎

"ہر بچہ اپنے عقیقے سے بندھا ہوا ہے۔ ساتویں دن اس کی طرف سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قربانی کی جائے، اس کا سر مونڈا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔"

☆ ساتویں دن بچے یا بچی کے سر کے بال (زعفران کے پانی سے تر کر کے) مونڈ دے جائیں، اور ان بالوں کو چاندی سے وزن کر کے صدقہ وخیرات کر دیا جائے۔

عن أنس بن مالک رضی الله أن رسول الله ﷺ أمر بحلق رأس الحسن والحسین یوم سابعهما، فحلقا، وتصدق بوزن فضة ۸۲۔

"انس بن مالک رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتویں دن سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے سر منڈوانے کا حکم دیا، جب ان کے مونڈ دیے گئے تو ان کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کر دی گئی۔"

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن کا عقیقہ کیا تو فرمایا: یا فاطمه احلقی راسه و تصدقی بزنة شعره فضة

"اے فاطمہؓ، اس کا سر منڈاؤ اور اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرو ۸۳۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ جو جانور بچے کی طرف سے بطور عقیقہ ذبح کرتے اس کے خون سے روئی کا ایک ٹکڑا رنگتے اور سر مونڈنے کے بعد اس کے سر پر وہ خون لگا دیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

اجعلوا مکان الدم خلوقا

"تم خون کی جگہ خلوق (خوشبو) لگایا کرو" ۸۴۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ نے "قذع" سے منع فرمایا ہے۔ میں نے پوچھا قذع کیا ہے تو فرمایا بچے کا سر منڈواتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت کچھ بال یہاں چھوڑ دے اور کچھ بال وہاں چھوڑ دے، اسے قذع کہتے ہیں۔عبید اللہؓ نے پیشانی اور سر کے دونوں کناروں کی طرف اشارہ کر کے ہمیں اس کی صورت بتائی۔عبید اللہؓ سے پوچھا گیا کیا اس میں لڑکا اور لڑکی دونوں کا ایک ہی حکم ہے، انہوں نے فرمایا مجھے معلوم نہیں، آپؐ نے صرف بچے کا ذکر فرمایا ہے،اور پھر فرمایا کنپٹی اور سر کے پچھلے حصے کی طرف بال چھوڑ دیے جائیں تو کوئی حرج نہیں لیکن قذع یہ ہے کہ پیشانی پر بال چھوڑ دئے جائیں اور باقی سب منڈوائے جائیں۔اس طرح ادھر ادھر سر کے کنارے بال چھوڑ دئے جائیں۔۸۵؎

ہندوؤں کے معاشرے میں بچوں کے سر پر کچھ بال کسی نہ کسی بت کے نام پر چھوڑ دئے جاتے ہیں جسے ''بودی'' کہا جاتا ہے آجکل ہمارے معاشرے میں بھی انہی کی تقلید میں بے اولاد لوگ منت مانتے ہیں کہ بچہ پیدا ہوگا تو فلاں بزرگ کے نام کی بودی چھوڑیں گے۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ بچے کی پیدائش کے بعد چند دن کے اندر اس کا سر منڈوانا سنت ہے۔اس اسلامی شعار کے بارے میں جب مختلف ممالک کی خواتین سے انٹرویو کئے گئے تو یہ حقیقت سامنے آئی کہ تمام مسلم ممالک میں اس سنت پر عمل نہیں کیا جاتا۔حرم مدینہ میں بیٹھے ہوئے مصر،ترک اور کئی مغربی اقدار کے زیر سایہ ممالک میں خواتین سے جب انٹرویو کیا گیا کہ آپ بچوں کا سر پیدائش کے کتنے دن بعد منڈواتے ہیں؟ تو ان لوگوں نے قدرے حیرت کا اظہار کیا کہ اتنے چھوٹے بچے کا سر کیوں منڈوایا جائے۔جب بچہ ذرا بڑا ہو جائے اور جب ماں باپ کا دل کرے تو بال کٹوا لیتے ہیں۔

بچے کے ختنے:

ختنہ لغت میں اس زائد چمڑی کو کہتے ہیں جو مرد کے عضو تناسل کے سر پر رہتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اس زائد چمڑی کو کاٹ دینے سے نظافت اور پاکیزگی کا اہتمام ہوتا ہے، اس لیے کہ پیشاب، منی وغیرہ جب اس چمڑی میں رہ جائے تو گندگی اور بدبو پیدا کرتے ہیں، جس کے سبب انسان ذکر کے کینسر کا شکار بھی ہوسکتا ہے۔ اسلام دین و دنیا کی پاکیزگی کی تعلیم دیتا ہے، اس کا کوئی حکمت سے خالی نہیں، یہ الگ بات ہے کہ اس کے احکام کی بہت سی مصلحتوں تک انسانی ذہن کی رسائی نہیں ہوسکی۔

بچے کا ختنہ ابتدائی عمر میں کروا دینا چاہیے بلکہ ساتویں دن کر دیا جائے تو بہتر ہے کیونکہ اس وقت بچے کی جلد نرم ہوتی ہے اور زخم جلدی ٹھیک ہو جاتا ہے۔

عن جابر رضی اللہ عنہ قال عق رسول اللہ ﷺ عن الحسن والحسین، وختنهما لسبعة أيام ۸۶۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کا عقیقہ اور ختنے ساتویں دن ہی کروائے تھے۔ ۸۷۔

اگر ابتدا میں ختنہ نہ کرایا جا سکے تو سات سال کی عمر تک کروالینا چاہیے کیونکہ سات سال کی عمر میں بچوں کو نماز کی ترغیب کا حکم ہے اور نماز کے لئے طہارت ضروری ہے اور غیر مختون کی طہارت مکمل نہیں ہوتی۔

اگر کوئی بالغ آدمی اسلام قبول کرتا ہے تو اسے بھی ختنہ کروالینا چاہیے۔ ایک آدمی اسلام قبول کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: الق عنک شعر الکفر و اختتن

''زمانہ کفر کے بال دور کر اور ختنہ کرالو'' ۸۸۔

ختنہ کرنا سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إن إبراهيم عليه السلام اختتن وهو آبن ثمانين سنة ۸۹۔

''سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اسی سال کی عمر میں (بحکم الٰہی) اپنا ختنہ کرلیا۔''

چونکہ اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ملت ابراہیم کی پیروی کا حکم دیا:

{ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا} (النحل:۱۲۳)

''ہم نے آپ کی جانب وحی کہ آپ یکسو ہو کر ملت ابراہیمی کی پیروی کریں۔''

اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف ختنہ کا حکم دیا بلکہ عملاً امت کو اس کی تاکید فرمائی اور اسے انسانی فطرت میں سے ایک قرار دیا:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله : الفطرة خمس، الختان، والاستحدا، وقص الشارب، وتقليم الأظافر، ونتف الإبط ۹۰۔

''حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے، پانچ باتیں انسانی فطرت میں سے ہیں:

۱۔ختنہ کرنا ۲۔زیر ناف بال مونڈنا ۳۔مونچھ کتروانا

۴۔ناخن تراشنا ۵۔اور بغل کے بال اکھاڑنا۔''

دوسری روایت میں ہے:

عن عمار بن ياسر رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: من الفطرة: المضمضة، والإستنشاق، وقص الشارب، والسواك وتقليم الأظافر، ونتف الإبط، والإستحد اد،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والإختتان ۹۱؎

''سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ تمام باتیں فطرت میں داخل ہیں:

۱۔کلی کرنا ۲۔ناک میں پانی چڑھانا ۳۔مونچھ کتروانا؛؛؛
۴۔مسواک کرنا ۵۔ناخن تراشنا ۶۔بغل کے بال اکھاڑنا
۷۔زیرناف بال مونڈنا ۸۔ختنہ کرنا۔''

ختنہ کس عمر میں کیا جائے اس بارے میں علماء میں اختلاف ہے، صحیح بات یہی ہے کہ اگر لڑکا صحت منداور تندرست ہوتو عقیقے کے دن ہی ختنہ کر دینا چاہیے

بچے کا عقیقہ کرنا

عقیقہ:

عقیقہ کے لغوی معنیٰ کاٹنے اور ذبح کرنے کے ہیں، شرعی اصطلاح میں نومولود کی جانب سے اس کی پیدائش کے ساتویں دن جو بکرا یا بکری ذبح کی جائے تو اسے عقیقہ کہتے ہیں اور یہ مسنون ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صحیح اور متواتر روایات سے ثابت ہے:

عن سلمان بن عمار الضبی رضی اللہ قال قال رسول اللہ ﷺ: مع الغلام عقیقة، فأهريقوا عنه دما، وأميطوا عنه الأذى ۹۲؎

''سیدنا سلمان بن عمار الضبی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لڑکے کے لیے عقیقہ ہے، اس کی جانب سے تم خون بہاؤ، اور اس سے آلائش (سر کے بالوں) کو دور کرو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن سمرة رضی الله قال قال رسول الله ﷺ کل غلام رهينة بعقيقته تذبح عنه يوم سابعه ويسمى فيه ويحلق رأسه ۹۳۔

''سمرۃ رضی اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر بچہ اپنا عقیقہ ہونے تک گروی ہے، اس کی جانب سے ساتویں دن جانور ذبح کیا جائے گا، اس دن اس کا نام رکھا جائے اور سر منڈوایا جائے گا۔''

عن عائشة رضی الله عنها قالت: رسول الله ﷺ عن الغلام شأتان مكافئتان وعن الجارية شأة ۹۴۔

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لڑکے کی جانب سے دو بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری ہے۔''

عن أم كرز الكعبية رضی الله عنها أنها سألت رسول الله ﷺ عن العقيقة. فقال: شأتان مكافئتان وعن الأنثى واحدة ولا يضركم ذكرانا أو إناثا ۹۵۔

''سیدہ ام کرز الکعبیہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیقے کی بابت سوال کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لڑکے کی جانب سے دو بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری ہے، عقیقہ کے جانور چاہے بکرے ہوں یا بکریاں اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔''

عن عائشة أنها قالت: عق رسول الله ﷺ الحسن والحسين يوم السابع وسماهما، وأمر أن يماط عن رؤسهما الأذى ۹۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ ساتویں دن کیا، اسی دن ان کا نام رکھا اور اور حکم دیا کہ ان کے سروں سے بال مونڈ دیے جائیں۔''

عقیقہ سے متعلق چند اہم باتیں درج ذیل ہیں:

بچوں کا عقیقہ کرنا سنت ہے، یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی متواتر احادیث کے ذریعے قولاً اور عملاً ثابت ہے، جو لوگ عقیقہ نہ کر کے اس کی رقم صدقہ وخیرات کرنے کو ترجیح دیتے ہیں، وہ سنت کے خلاف عمل کرتے ہیں اس طرح عقیقہ ادا ہی نہیں ہوتا۔

ساتویں دن عقیقہ کرنا چاہیے، اگر ساتویں دن ممکن نہ ہو تو چودھویں اور اکیسویں دن بھی جائز ہے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ میمونی کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبلؒ سے پوچھا کہ بچے کا عقیقہ کب کیا جائے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس تعلق سے فرماتی ہیں کہ ساتویں، چودھویں اور اکیسویں دن عقیقہ کیا جائے۔''

امام مالکؒ فرماتے ہیں:

''اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ساتویں دن کی قید مستحب ہے، اگر کسی نے بچے کی پیدائش کے چوتھے یا آٹھویں یا دسویں دن یا اس کے بعد بھی عقیقہ کر لیا تو اس کے لیے کافی ہوگا۔ ۹۷

امام نسائی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے:

عن عبد الله بن عباس رضی الله أنه قال: أن رسول الله ﷺ عق عن الحسن والحسين كبشين كبشين ۹۸

''کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے عقیقے میں دو دو دنبے ذبح کیے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچے کی پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ کرنا سنت ہے، فرض یا واجب نہیں۔ اسے سنت کی ادائیگی کے طور پر ہی انجام دینا دینا چاہیے، نمود و نمائش یا رسم و رواج کی نیت سے نہیں۔ عقیقے کی مشروعیت احادث صحیحہ سے ثابت ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مع الغلام عقیقة فاھر قوا عنه دمًا و امیطوا عنه الاذی ۹۹۔

لڑکے کا عقیقہ کرو۔ اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے تکلیف کو دور کرو (سر کے بال صاف کرو)۔"

ایک دوسرے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الغلام مر تھن بعقیقته ۱۰۰۔

"بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ رہن (گروی رکھا ہوا)

اس حدیث کی وضاحت امام احمد بن حنبلؒ نے یوں فرمائی ہے۔

"اس کا تعلق شفاعت سے ہے یعنی اگر نومولود بچپن ہی میں مر گیا اور اس کا عقیقہ نہ کیا گیا ہو تو وہ اپنے والدین کے لیے شفاعت نہیں کرے گا۔ ۱۰۱۔

شارحین حدیث نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ "مرھون" سے مراد یہ ہے کہ بچہ کو (قیامت کے دن) شفاعت سے روکا جائے گا۔ یعنی وہ اپنے والدین کی قیامت کے دن شفاعت نہیں کر سکے گا۔ عقیقہ حق تو والدین کا ہے اگر وہ کسی مجبوری کی بنا پر اس حق کو نہ ادا کر سکے ہوں تو اولاد کو چاہیے کہ ان کے ساتھ احسان کرتے ہوئے اس ذمہ داری کو خود پورا کریں۔ (اگر بچہ ساتویں دن سے پہلے ہی فوت ہو جائے تو اس کا عقیقہ نہیں ہوگا اس لئے کہ شریعت نے عقیقے کے لئے وقت کا تعین کر دیا ہے۔ اس وقت سے پہلے اس پر یہ ذمہ داری عائد نہیں ہوتی جس طرح نماز روزہ حج اپنے اوقات کے ساتھ مقید ہیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص نماز ظہر سے قبل ہی فوت ہو جائے تو اس کی نماز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساکت ہو جائے گی۔ اسی طرح عقیقہ بھی قبل از وقت نہیں ہو گا۔ تو اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جس بچے کا عقیقہ نہ کیا گیا ہو وہ قیامت کے دن اپنے والدین کی شفاعت نہیں کر سکے گا۔ عقیقے کے سلسلے میں متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں، جن سے عقیقے کی فضیلت و اہمیت پر روشنی پڑتی ہے۔ صاحب استطاعت مسلمان کو چاہیے کہ وہ نومولود کی طرف سے عقیقہ کر کے اجر و ثواب حاصل کرے اور قربانی کی شکل میں بچے کا فدیہ پیش کر کے اس کے لئے مصیبتوں سے تحفظ کا سامان فراہم کرے۔

لڑکے کی طرف سے دو بھیڑ یا دو بکریاں ذبح کی جائیں اور لڑکی کی طرف سے ایک بھیڑ یا ایک بکری ذبح کی جائے۔ بکرے اور بکریاں دونوں کا ایک ہی حکم ہے یعنی نر ہوں یا مادہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عن الغلام شاتان وعن الا نثیٰ واحدۃ ولا یضرکم ذکرانًا کن او اناثًا

لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری، چاہے وہ نر ہوں یا مادہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ۱۰۲

اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کیا جا سکے تو چودھویں یا اکیسویں دن عقیقہ کیا جائے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا فتویٰ ان الفاظ میں موجود ہے۔

ولیکن ذالک یوم السابع فان لم یکن ففی اربعۃ عشر فان لم یکن ففی احدی وعشرین

عقیقہ ساتویں دن ہونا چاہیے اگر میسر نہ ہو تو چودھویں دن اور پھر بھی میسر نہ ہو تو اکیسویں دن۔ ۱۰۳

☆ جس کا عقیقہ بچپن میں نہیں کیا گیا جیسا کہ ہندو پاک میں اکثر مقامات پر ہوتا ہے کہ بجائے عقیقہ کے، چھٹے دن پر چھٹی اور چالیسویں دن پر چلہ کیا جاتا ہے، اگر کسی کو بڑا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کے بعد اس کا شعور ہوا، تو وہ اگر عقیقہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ روایات ایسی موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت ملنے کے بعد اپنا عقیقہ کیا:

عن عبد الله المثنى عن ثمامة عن أنس رضى الله عنه أن النبى ﷺ عق عن نفسه

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا عقیقہ خود کیا۔ ۱۰۴؎

ایک روایت میں اس بات کی وضاحت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت ملنے کے بعد اپنا عقیقہ کیا۔ ۱۰۵؎

عقیقے کا جانور ذبح کرتے وقت بچے کا نام لیا جائے، حدیث میں عقیقے کی دعاء ان الفاظ میں وارد ہوئی ہے۔

بسم الله اللهم لک والیک هذه عقیقة فلان

اللہ کے نام سے! اے اللہ یہ تیرا مال ہے اور تیرے حضور پیش ہے۔ یہ فلاں (بچہ کا نام لیا جائے) کا عقیقہ ہے۔

امام حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

عق رسول الله ﷺ عن حسن وحسين رضى الله عنهما يوم السابع وسماهما ۱۰۶؎

''ولادت کے ساتویں دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے عقیقہ کیا اور ان دونوں کے نام رکھے۔''

امام احمد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ، غلام حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بے شک جب حسن بن علیؓ پیدا ہوئے، تو ان کی والدہ فاطمہؓ نے ان کی طرف سے دو مینڈھوں کے ساتھ ان کا عقیقہ کرنے کا قصد کیا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا تحقی عنه، ولکن احلقی شعر رأسه، ثم تصدقی بوزنه من الورق فی سبیل الله

''تم اس کا عقیقہ تو نہ کرو۔'' (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا عقیقہ خود کیا)

البتہ اس کے سر کے بال مونڈھ کر ان کے وزن کے برابر چاندی اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کر دو۔''

پھر اس کے بعد حسینؓ پیدا ہوئے تو انہوں نے (یعنی فاطمہؓ) نے (پھر) ویسے ہی کیا۔'' ۱۰۷؎

مذکورہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیقہ کے دن ہی نام رکھنا چاہیے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نواسوں کا ساتویں یعنی عقیقہ کے دن نام رکھا۔

کئی لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ عقیقہ کے جانور کی ہڈیاں نہیں توڑنی چاہیے، بلکہ انہیں جوڑوں سے کاٹ کر الگ کرنا چاہیے، اس سلسلے میں تابعین سے کچھ مرسل روایات بھی ذکر کی گئی ہیں، لیکن ان کی کوئی حقیقت نہیں، اس لیے کہ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی مرفوع روایت نہیں ملتی، اور اس لیے بھی کہ اگر ہڈی کو نہ توڑا گیا تو اس گوشت سے کما حقہ فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا، اس لیے یہ مرسل روایات اور دلیل نہیں ہیں۔

☆ عقیقے کے جانور کا چمڑا بیچ کر اس کی قیمت صدقہ کر دینا چاہیے، اسی طرح سری پائے وغیرہ بھی صدقہ کر دینا چاہیے، قصاب کو ان چیزوں میں سے کوئی چیز بطور اجرت نہیں دینا چاہیے، اگر چمڑے کو اپنے گھریلو استعمال میں لانا چاہے تو جائز ہے۔

☆ عقیقے کا جانور ذبح کرتے ہوئے یہ دعا پڑھیں، جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت میں مروی ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال النبی ﷺ اذبحوا علی اسمه فقولوا بسم الله اللهم لک، وإلیک هذه عقیقة فلان۱۰۸۔

''امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص عقیقہ کا جانور ذبح کرے جس طرح کہ وہ قربانی کے لیے کرتا ہے اور کہے کہ یہ فلان بن فلان کا عقیقہ ہے۔''

عقیقہ (اور قربانی) کی دعا یہ ہے:

إنی وجهت وجی للذی فطر السموات والأرض حنیفا وما أنا من المشرکین إن صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین، لا شریک له وبذلک أمرت وأنا أول المسلمین، اللهم منک ولک عن عقیقة.....۱۰۹۔

یہاں پر نام لیں: بسم اللہ کہہ کر ذبح کر دیں۔

اگر دل میں عقیقہ کی نیت رکھ کر زبان سے الفاظ کو نہ ادا کرتے ہوئے ''بسم اللہ اللہ أکبر اللہ أکبر'' کہہ کر ذبح کر دیں تب بھی کافی ہے۔

عقیقے کے جانور ذبح کرنے کے سلسلہ میں فقہا کے مختلف نظریات بھی سامنے آتے ہیں۔

امام طحاوی نے مشکل الاثار میں حسن سند سے اور امام بیہقی نے اپنی سنن میں عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ ان کے بھتیجے عبدالرحمٰن بن ابوبکر کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو ام المومنین عائشہؓ کو کہا گیا کہ آپ اس کی طرف سے اونٹ کا عقیقہ کریں تو انہوں نے فرمایا کہ میں تو وہی ذبح کروں گی جو نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا یعنی دو مساوی بکریاں ۱۱۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مقبول حدیث کی بناء پر علماء کے ایک گروہ کا موقف ہے کہ عقیقے میں بکری کے علاوہ کوئی اور جانور جیسے اونٹ اور گائے وغیرہ کو ذبح نہیں کیا جا سکتا۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اونٹ دس بکروں کی جگہ کفایت کر جاتا ہے تو پانچ بیٹوں کے لئے ایک ہی اونٹ کافی ہے۔ کئی لوگ گائے کے حصوں سے عقیقہ ادا کرتے ہیں، مثلاً اگر کسی نے اپنے تین لڑکوں اور ایک لڑکی کا عقیقہ کرنا چاہا تو اس نے ایک گائے لے لی اور اس کو اپنے بچوں کی جانب سے عقیقہ میں ذبح کر دیا۔

اہل حدیث علماء کے نزدیک یہ طریقہ جائز نہیں ہے، اس لیے کہ اس کی کوئی سند صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین سے نہیں ملتی اور اس لیے بھی ایک فرد کی جانب سے ایک دم (لڑکا ہو تو دو) کا خون بہانا ضروری ہے اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے، اگر کئی بچوں کے عقیقہ میں ایک خون بہایا جائے تو یہ خون ایک فرد کے جانب سے بہے گا نہ کہ تمام کی جانب سے۔ جب کہ اس میں کئی افراد کی جانب سے ایک ہی جانور ذبح کیا جا رہا ہے، جیسا کہ قربانی میں کیا جاتا ہے، واضح رہے کہ قربانی کی شرائط اور ہیں اور عقیقے کے احکام الگ ہیں، عقیقہ کو قربانی پر قیاس کرنا غلط ہے۔ ۱۱۱

تاہم جمہور فقہائے کرام کا موقف ہے کہ عقیقہ میں وہ تمام جانور ذبح کئے جا سکتے ہیں جن کی قربانی دی جاتی ہے عقیقے سے متعلق دوسرے احکام کو قربانی کے احکام پر قیاس کیا جائے مثلاً جس جانور کی قربانی جائز نہیں، اس کا عقیقہ بھی جائز نہیں اور جس جانور کی قربانی جائز ہے اس کا عقیقہ بھی جائز ہے۔ گائے اور اونٹ میں قربانی کے حصے بھی مقرر کئے جا سکتے ہیں۔ عقیقے کا گوشت کچا بھی تقسیم کیا جا سکتا ہے اور پکا کر بھی اور یہ بھی جائز ہے کہ دعوت کر کے کھلا دیا جائے۔ عقیقے کا گوشت قربانی کی طرح گھر والوں کے لئے کھانا جائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کئے جائیں۔ ایک گھر کے لئے اور ایک حصہ رشتہ داروں اور دوستوں کے لئے اور ایک حصہ غریبوں اور مسکینوں کیلئے۔ ۱۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔سراج الدین ندوی، بچوں کی تربیت کیسے کریں، دار البلاغ پبلشر، ص ۶۸

۲۔ترمذی، کتاب الطب، باب ماجاء فی الرقیہ من لاعین

۳، البانی، علامہ، الکلم الطیب، ج ۱، روایت نمبر ۳۱۰

۴۔تحفۃ المودود فی احکام المولود، ص ۳۲

۵۔ابن قیم، التفسیر القیم، ص ۴۳۳، تحفۃ المودود باحکام المولود، ص ۲۷

۶۔التفسیر القیم، ص ۴۳۳، وتحفۃ المودود باحکام المولود، ص ۲۷

۷۔ روح المعانی، ج ۲۵، ص ۵۴

۸۔تحفت المودود فی احکام المولود، ص ۳۲

۹۔مجمع الامثال، کرمانی، مطبوعہ ایران، ص ۴۸

۱۰۔صحیح مسلم، کتاب البر و الصلۃ، ح ۲۶۳۱)

۱۱۔ابو داود، کتاب الاجارہ، باب فی الرجل یفضل بعض ولدہ فی النحل

۱۲۔صحیح مسلم، کتاب البر و الصلۃ، ح ۲۶۲۹)

۱۳۔صحیح مسلم، کتاب البر و الصلۃ، باب الاحسان الی البنات؛

۱۴۔صحیح بخاری، ج ۲، ص ۷۲۶، تفسیر سورۃ الممتحنہ

۱۵۔کشاف، زمخشری، تفصیل آیت ۱، سورہ ھود

۱۶۔صحیح بخاری،، باب موعظتہ الامام النساء یوم العید، ج ۱، ص ۱۳۳

۱۷۔ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، باب مصافتحہ النساء

۱۸۔صحیح بخاری کتاب الایمان و باب الوفود الانصار، ح ۱۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۔مجمع الزوائد، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی الاولاد، ج۸،ص۱۵۶

۲۰۔قرطبی، تفسیر القرطبی، ج۱۰،ص۴۱۶_۴۱۵

۲۱۔سنن ابن ماجة، کتاب الأدب، باب بر الوالد والإحسان إلی البنات: ۳۶۶۷

۲۲۔المسند، احمد، رقم الحدیث ۱۷۴۰۳، ج۲۸،ص ۶۲۲،

۲۳۔البحار: ج۱ص۱۹

۲۴۔ایضاً

۲۵۔جامع الترمذی، کتاب الأضاحی، ح، ۱۵۱۴

۲۶۔سنن أبی دؤاد، کتاب الأدب، باب فی المولود یؤذن فی أذنه: رقم الحدیث ۵۰۹۴،جامع الترمذی، أبواب الأضاحی، باب الأذان فی أذن المولود: رقم الحدیث ۱۵۵۳

۲۷۔تحفۃ المودود بأحکام المولود للامام ابن القیم: ص۳۶

۲۸۔صحیح بخاری، کتاب العقیقه باب تسمیة المولود غداة یولد لمن لم یعق عنه وتحنیکه، ج۲ ص۸۲۱

۲۹۔صحیح بخاری، کتاب الطهاره، باب حکم بول الطفل الضیع۔ج۱ص۱۳۹

۳۰۔ابن ماجه، کتاب الطهارة و سننها، باب ما جاء فی بول الصبی الذی لم یطعم، ح۵۲۳،ص۴۴۰

۳۱۔ابن حجر، الاصابه، تحت نمبر شمار ۴۱۱، اسد بن سهیل، ج۱،ص۱۰۰

۳۲۔صحیح بخاری، کتاب العقیقه، باب تسمیة المولود غداة یولد لمن لم یعق عنه وتحنیکه، ح۵۴۶۷)

۳۳۔سنن ابو دائود، کتاب الادب، باب فی المولود یوذن فی اذنه، ح۵۱۰۵

۳۴۔صحیح بخاری، کتاب العقیقه باب تسمیة المولود غداة یولد لمن لم یعق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنہ وتحنیکہ، ج ۲ ص ۸۲۱

۳۵۔صحیح بخاری، کتاب الشرکۃ فی الطام،باب الشرکۃ فی الطعام، ح ۲۳۶۸

۳۶۔ابن حجر، الاصابہ، ج ۲، ص ۴، تحت جریث نمبر شمارہ ۱۶۷۵

۳۷۔ایضاج ۲ ص ۹ تحت حسان نمبر شمار ۱۷۰۳

۳۸۔ایضا، ج ۳ ص ۵۸، نمبر شمار ۳۰۵۰

۳۹۔ایضا، ج ۶، ص ۳۲۲، نمبر شمار ۹۱۴۸

۴۰۔بخاری، کتاب الوضو باب استعمال فضل الوضو الناس، ح ۱۸۷

۴۱۔ابن سعد، طبقات الکبریٰ، ج ۷ ص ۲۷

۴۲۔اسلام میں بچے کی نگہداشت، اسلامک ریسرچ کونسل جامع الازہر مصر کے تحقیقی مقالات کا مجموعہ، دعوۃ اکیڈمی، بین القوامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ص ۵۷

۴۳۔ہلوک ،نور باقی، ڈاکٹر، قرآنی آیات اور سائنسی حقائق، انڈس پبلشنگ کارپوریشن، کراچی، ص ۲۸۵۔۲۸۷

۴۴۔شبلی نعمانی، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ج ۶، الفیصل ناشران، اردو بازار لاہور، ص ۱۲۶

۴۵۔قرآنی آیات اور سائنسی حقائق، ص ۲۸۶

۴۶۔ایضاً

۴۷۔مسند أبي يعلى :، الطبعة :الأولى۔حدیث نمبر ۶۶۳۳، ج ۶ ص ۷۶

۴۸۔زرقانی، شرح زرقانی وموطا، ج ۴، ص ۲۴۰

۴۹۔صحیح ابن خذیمہ، ح ۲۰۴۲

۵۰۔ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب رضاع الکبیر، ح ۱۹۳۷

۵۱۔ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب رضاع الکبیر، ح ۱۹۳۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۲۔ہارون یحییٰ ،(ڈاکٹر تصدق حسین راجہ،مترجم) اللہ کی نشانیاں عقل والوں کے لئے، ڈسٹری بیوٹر،ادارہ اسلامیات،ص ۷۰، ۷۲

۵۳۔سنن ابی دائود، کتاب النکاح، باب الارضاع بعد خصال، ح ۱۹۴۷

۵۴۔ابوداؤد، ح ۱۰۵۳

۵۵۔ترمذی، کتاب الادب، باب احب الاسماء، ح ۲۸۳۴

۵۶۔سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، بابتغییر الأسماء: ج ۵ ص ۳۷

۵۷۔صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمته ﷺ الصبیان، ح ۲۳۱۵

۵۸۔جامع ترمذی،، کتاب الادب، باب ماجاء فی تغیر الاسما، ح ۲۸۳۹

۵۹۔صحیح مسلم، کتاب الاداب، باب استحاب تغیر الاسم القبیح الی حسن، ح ۲۱۳۹

۶۰۔سنن ابن ماجة، کتاب الأدب، باب تغییر الأسماء، ح ۳۷۳۲

۶۱۔ابن عبدالبر، الاستیعاب،، ج ۲، ص ۳۷۳، تفسیر کبیر، ج ۷، ص ۲۲۵

۶۲۔ ابن سعد، طبقات، ج ۳، ص ۳۸۸

۶۳۔طبرانی، الاصابة، ج ۱، ص ۱۸

۶۴۔ابن سعد، طبقات، ج ۵، ص ۴۵۰

۶۵۔امام مالک، موطا، ج ۲، ص ۹۷۳

۶۶۔صحیح بخاری، کتاب الادب، باب اسم الحزن، ح ۲۱۹۰

۶۷۔صحیح مسلم: رقم الحدیث ۲۱۴۳

۶۸۔صحیح البخاری، کتاب الادب، باب اسم الحز، ح ۲۱۹۰

۶۹۔المسند، رقم الحدیث ۹۵۳، الإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، کتاب إخباره ﷺ عن مناقب الصحابة، رجالهم ونسائهم، ذکر الحسن والحسین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبطی رسول اللہ ﷺ، رقم الحدیث: ۲۹۵۸

۷۰۔امام مالک، موطا، (۲/۹۷۳) کتاب الاستیئذان، باب مایکرہ من الاسماء، ح ۲۵

۷۱۔صحیح بخاری کتاب الادب، باب تحیل الاسم الی اسم احسن منه

۷۲۔صحیح بخاری، کتاب الادب، باب الکنیة قبل ان یولد للرجل، ح ۲۱۵۰

۷۳۔ترمذی، ابواب المناقب، ابو ھریرہ، ح ۳۸۴۰

۷۴۔سنن ابن ماجة، کتاب الأدب، باب الرجل یکنی قبل أن یولد له: ۳۷۳۹

۷۵۔سنن ابن ماجة، کتاب الأدب، باب الرجل یکنی قبل أن یولد له: ۳۷۳۸

۷۶۔صحیح بخاری، باب قول النبی ﷺ سموا باسمی ولا تکتوا بکنیتی، ح ۲۹۴۸

۷۷۔صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب قول اللہ تعالیٰ، ح ۴۳۱۵

۷۸۔سنن ابو دائود۔ کتاب الادب، باب فی تغییر الاسم القبیح، ح ۴۹۵۵؛ سنن نسائی۔ کتاب آدب القضاة: باب اذا حکموا رجلا فقضی بینهم، ح ۵۳۸۹

۷۹۔صحیح مسلم، کتاب الاداب، باب کراهة التسمیة بالاسماء القبیحة، ح ۲۱۳۷

۷۹الف۔ابن البر، الاستیعاب، جلد ۲، ص ۶۸۵

۷۹ب۔ابن عبد البر، الاستیعاب، جلد ۲، ص ۱۴۵۶

۷۹ج۔بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب علی، ج ۲، ص 525

۸۰۔سنن دارمی، کتاب الاضاحی، ح ۱۹۶۰

۸۱۔صحیح بخاری، کتاب العقیقه، باباماتة الاذی عن الصبی فی العقیقة، ح ۵۴۷۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۲۔ جامع الترمذی، کتاب الاضاحی، باب العقیقہ بشاۃ، ح ۱۵۱۹

۸۳۔ ابن قدامہ، المغنی، کتاب الاضاحی، ح ۷۸۹۹

۸۴۔ السلسلۃ الصحیحۃ، ح ۴۶۳

۸۵۔ صحیح بخاری، کتاب الباس، باب القذع، ح ۵۵۷۶

۸۶۔ سنن أبی داؤد، کتاب الأضاحی، باب فی العقیقۃ

۸۷۔ سنن ابی داؤد، کتاب الطھارۃ، باب الرجل یسلم فیومر بالغسل، ح ۳۵۶

۸۸۔ المغنی، ج ۱، ص ۲۷۶

۸۹۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل ابراھیمؑ، ۲۳۷۰

۹۰۔ سنن نسائی، کتاب الطھارہ، باب خمس من الفطرۃ، ح ۱۰

۹۱۔ مسند أحمد؛ ۱۷۸۶۳

۹۲۔ جامع الترمذی، کتاب الاضاحی، ح ۱۵۱۵

۹۳۔ سنن ابی داود، کتاب الضحایا، ح ۲۸۳۸

۹۴۔ ترمذی، کتاب الالضاحی، باب ماجاء فی الحقیقۃ، ح ۱۵۱۳

عن أم کرز الکعبیۃ رضی اللہ عنھا أنھا سألت رسول اللہ ﷺ عن العقیقۃ، فقال: شأتان مکافئتان وعن الأنثی واحدۃ ولا یضرکم ذکرانا أو إناثا

۹۵۔ سنن ابی داود، کتاب لاضحایا، باب فی العقیقۃ، ح ۲۸۳۵

۹۶۔ سنن أبی داؤد، باب ما جاء فی وقت العقیقۃ وحلق الرأس والتسمیۃ، المستدرک، ج ۴، ص ۲۳۷

۹۷۔ ابن قیمؒ، تحفۃ المودود بأحکام المولود، ص ۳۸

۹۸۔ سنن النسائی، کتاب العقیقۃ، کم یعق عن الجاریۃ؟ ج ۷، ص ۱۶۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۹۔صحیح بخاری، کتاب العقیقہ، باب اماطہ الاذی عن الصبی فی العقیقہ، ح ۵۴۷۲

۱۰۰۔سنن ترمذی۔ کتاب الاضاحی، باب من العقیقہ: ح ۱۵۲۲

۱۰۱۔فتح الباری (۹/۵۹۴

۱۰۲۔ مسند احمد، ج ۶، ص ۳۸۱۔سنن ابو دائود ۔کتاب الضحایا: باب فی العقیقہ: ح ۲۸۳۵؛ سنن ترمذی۔ کتاب الا ضاحی: باب الا ذان فی اذن المولود: ح ۱۵۱۲؛ سنن نسائی۔ کتاب العقیقہ :باب کم یعق عن الجاریہ :ح ۳۱۶۲

۱۰۳۔ابن قیم، تحفۃ المودود باحکام المولود، ص ۳۷

۱۰۴۔فتح الباری، ح ۵۹۴۹

۱۰۵۔مصنف عبدالرزاق: ح ۷۹۲۰

۱۰۶۔الإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، باب العقیقۃ، ذکر الیوم الذی یعق فیہ عن الصبی: رقم الحدیث ۵۳۱۱، مستدرک علی الصحیحین، کتاب الذبائح: ج ۴، ص ۲۳۷

۱۰۷۔المسند: رقم الحدیث ۲۷۱۹۶

۱۰۸۔رواہ عبدالرزاق فی المصنف، ج ۴، ص ۳۳۰۔ ۷۹۶۳

۱۰۹۔مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب العقیقہ، باب مایقالو العقیق، ح ۲۳۶۷۱

۱۱۰۔مشکل الاثار، طحاوی، ج ۱، ص ۴۵۷، بیہقی، ج ۹، ص ۳۰۱

۱۱۱۔فتاوی نذیریہ، ج ۲، ص ۴۴۸

۱۱۲۔کاسانی، البدائع والصنائع، ج ۵، ص ۷۲، حاشیہ ابن عابدین، ج ۵، ص ۲۱۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب سوم

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی اولاد سے محبت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی اولاد سے نہایت محبت تھی۔ لیکن ایک شفیق باپ کی حیثیت سے آپؐ نے مختلف مواقع پر اپنی محبت کا اظہار فرمایا۔ بچپن میں وفات پانے والے بیٹے، شادہ شدہ بیٹیاں، نواسے اور نواسیاں، داماد، چچازاد اور پھوپھی زاد سب آپؐ کی رحمت و محبت سے بہرہ ور ہوئے۔ حدیث و سیرت کی کتابوں میں مذکور واقعات سے واضح ہوتا ہے کہ آپؐ کے ہاں یہ فطری جذبہ بدرجہ کمال موجود تھا۔ آپؐ نے جس طرح محبت و شفقت کا اظہار فرمایا وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ایسا کرنا تقوی، رہنمائی، بزرگی اور پیغمبری کے خلاف نہیں ہے۔ بعض لوگ مصنوعی سنجیدگی وارد کئے رہتے ہیں اور ایسے اعمال کو بڑائی کے منافی تصور کرتے ہیں حالانکہ شفقت و محبت کے اظہار میں بخل برتنا تو شخصی کمزوری یا نفسیاتی الجھن کی غمازی کرتا ہے۔ آنحضرتؐ چونکہ ایک کامل و مکمل شخصیت کے مالک تھے اس لئے اس باب میں بھی آپؐ کی بھرپور شخصیت کا اظہار ملتا ہے۔ آپؐ کے صاحبزادے ابراہیم کی پیدائش اور وفات پر جو طرز عمل اختیار فرمایا وہ قابل تقلید ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھریلو خادم حضرت انس بن مالکؓ اپنے بال بچوں کے ساتھ آپؐ کی انتہائی محبت کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''میں نے کوئی آدمی ایسا نہیں دیکھا جو رسولؐ اللہ سے زیادہ اپنے بچوں پر رحم و شفقت کرنے والا ہو'' امام مسلم نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت بیان کی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ما رأيت أحدا أرحم بالعيال من رسول الله ﷺ

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ، بال بچوں پر شفقت کرنے والا نہیں دیکھا۔'' ۱؎

امام بخاری اور امام سیوطی نے لکھا ہے: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اہل وعیال پر سب سے زیادہ شفقت فرمانے والے تھے۔'' ۲؎

بیٹے سے محبت

طبقات ابن سعد میں بھی حضرت انس بن مالک سے روایت موجود ہے کہ صبح کے وقت رسول اللہؐ حرم سے باہر نکل کر ہمارے پاس آئے اور فرمایا! آج شب کو میرے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے اور میں نے اپنے باپ کے نام پر اس کا نام ابراہیم رکھا ہے۔ انصار کی خواتین نے رضاعت کی خواہش کا اظہار کیا لیکن آپؐ نے ام بردہ کو یہ شرف بخشا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے ام سیف کو رضاعت کے لئے کہا۔ آپؐ بچے کو دیکھتے جاتے اور اسے پیار کرتے جاتے۔ ۳؎

آپؐ نے ولادت ابراہیم کا مژدہ سنانے والے ابو رافع کو ایک غلام عطا فرمایا۔ اس کا عقیقہ کیا اور سر کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ دی۔ ۴؎

آپؐ جبریلؑ کا دیا ہوا لقب لوگوں کو مسرت سے سناتے تھے۔ ابن سعد لکھتے ہیں:

انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ جب ابراہیم پیدا ہوئے تو جبریلؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر کہا۔ اے ابراہیم کے والد! السلام علیک ۵؎

حضرت انسؓ سے ایک اور روایت ہے انہوں نے بیان کیا:

كان إبراهيم مسترضعا له في عوالي المدينة وكان ينطلق ونحن معه، فيدخل البيت، وإنه ليدخن، وكان ظئره قينا، يأخذه فيقبله، ثم يرجع ۶؎

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ابراہیم (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند) مدینہ (طیبہ) کے بالائی مضافات میں دودھ پیتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف لے جاتے اور ہم آپ کے ساتھ ہوتے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں داخل ہوتے، تو وہاں دھواں ہوتا، کیونکہ ان کا رضاعی باپ لوہار تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچے کو اٹھاتے، بوسہ دیتے اور پھر واپس پلٹتے۔''

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بیٹے ابراہیمؓ کو دیکھنے کے لیے مدینہ طیبہ کے بالائی مضافات میں اس لوہار کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے، جہاں وہ دودھ پیتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شدید مشغولیت، فاصلہ کی دوری اور گھر میں لوہے کی بھٹی کا دھواں صاحب زادے کو دیکھنے کی راہ میں رکاوٹ نہ بنتا تھا۔

علاوہ ازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہاں تشریف لے جانا ایک آدھ مرتبہ نہ تھا۔

ابن سعد نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لے جانے کا ذکر اس طرح کیا ہے:

أخبرنا أنس بن مالک قال قال رسول الله ﷺ: ولد لی اللیلة غلام فسمیته بأبی إبراهیم فقال: ثم دفعه الی أم سیف امرأة قین بالمدینة یقال له ابو سیف فانطلق رسول الله ﷺ وتبعته حتی انتهینا إلی أبی سیف وهو ینفخ بکبیرة وقد امتلاء البیت دخانا، فاسرعت فی المشی بین یدی رسول الله ﷺ حتی انتهیت إلی أبی سیف فقلت یا أبا سیف اسمک جاء رسول الله ﷺ فامسک و دعا رسول الله ﷺ بالصبی فضمه إلیه وقال ماشاء الله أن یقول۔

''حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آج رات میرے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جس کا نام میں اپنے باپ کے نام پر ابراہیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھا ہے وہ کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابراہیم کو ام سیف کے حوالے کیا جو مدینے کے ایک لوہار کی بیوی تھی اس کا نام ابو سیف تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے چلے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے ہولیا تا آنکہ ہم ابو سیف کے پاس پہنچے جو اس وقت اپنی دھونکنی دھونک رہا تھا اور تمام گھر دھوئیں سے بھر گیا تھا۔ میں جلدی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے ہو کر ابو سیف کے یہاں پہنچ گیا اور اس سے کہ ابو سیف ٹھہرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے ہیں۔ ابو سیف رک گئے۔ رسول اللہ نے لڑکے کو بلوایا۔ سینے سے لگایا اور جو خدا نے چاہا فرمایا۔"

وعنه قال: مارأيت أحدا كان ارحم بالعيال من رسول الله ﷺ كان إبراهيم مسترضعاله فى عوالى المدينة فكان يأتيه ونجيئى معه فيدخل البيت وإنه ليدخن قالَ وكان ظئره فينا فيأخذه فيقبله

"حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ میں نے کسی کو عیال واطفال پر مہربان نہیں دیکھا۔ ابراہیم دودھ پینے کا انتظام مدینہ کے بالائی حصہ میں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف لے جاتے۔ ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوتے۔ گھر میں دھواں بھرا ہوتا تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر چلے جاتے۔ کیونکہ ابراہیم کی رضاعی ماں کے شوہر لوہار تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابراہیم کو گود میں لیتے اور بوسہ دیتے تھے۔۸۔

عن أنس بن مالک قال: دخلنا مع رسول الله ﷺ على أبى سيف القين وكان ظئرا لإبراهيم فأخذ رسول الله ﷺ إبراهيم فقبله وشمه ثم دخلنا عليه بعد ذلک وإبراهيم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يجود بنفسه فجعلت عينا رسول الله ﷺ تذر فان فقال له عبد الرحمان بن عوف وأنت يا رسول الله؟ فقال يابن عوف انها رحمة ثم اتبعها بأخرى فقال إن العين تدمع والقلب يحزن ولا نقول إلا ما يرضى ربنا وانا بفراقك يا إبراهيم لمحزونون[9]۔

''حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ سیف لوہار کے گھر پہنچے اور ابراہیم کی رضاعی ماں کے شوہر تھے ابراہیم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھایا اور ان کے منہ پر اپنا منہ رکھ کر بوسہ دیا پھر اس کے بعد ہم ابو سیف کے ہاں گئے تو ابراہیم جان کنی کے عالم میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ عبد الرحمٰن بن عوف نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ رو رہے ہیں؟ فرمایا: اے ابن عوف! یہ شفقت و رحمت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر رو دیے اور فرمایا: آنکھ روتی ہے اور دل غمگین ہے اور ہم نہیں کہتے مگر وہی بات جس سے ہمارا رب راضی ہو اور اے ابراہیم! ہم تمہارے فراق کے باعث غمگین ہیں۔''

عن عبد الرحمٰن بن عوف قال: أخذ رسول الله ﷺ فانطلق بي الى النحل الذى فيه إبراهيم فوضعه فى حجره وهو يجود بنفسه فذرقت عيناه فقلت له ابتكى يا سول الله أو لم تنه عن البكاء؟ قال انما نهيت من النوح عن صوتين أحمقين فاجرين صوت عند نعمة لهو ولعب ومزامير شيطان وصوت عند مصيبة خمش وجوه وشق جيوب ورنة شيطان قال: قال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبد الله بن نمير فی حديثه انما هذا رحمة ومن لايرحم لا يرحم يا ابراهيم لو لا انه أمر حق ووعد صادق وانها سبيل ماتية وان أخرنا ستلحق أو لا نا لحزن عليک حزنا، هو أشد من هذا وأنا بک لمحزونون۔ تدمع العين ويحزن القلب ولا نقول مايسخط الرب عزوجل[10]۔

''عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر اس نخلستان کو لے چلے جہاں ابراہیم تھے۔ ان کا دم نکل رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آغوش میں لے لیا اور آبدیدہ ہو گئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ رو رہے ہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آہ وبکا سے منع نہیں کیا تھا؟ فرمایا: میں نے نوحے کی ممانعت کی تھی اور احمقانہ اور فاجرانہ آوازوں کی ممانعت کی تھی۔ ایک وہ آواز ہے جو عیش ونعمت جولہو ولعب اور مزامیر شیطان کے وقت بلند ہو، اور دوسری وہ آواز جو مصیبت کے وقت نکلے یہ چہروں کو خراشنا اور جیب ودامن پھاڑنا شیطان کی جھڑکار ہے۔ حدیبیہ میں عبد اللہ بن نمیر نے (اسی ذیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فقرہ بھی) بیان کیا کہ یہ تو فقط رحم کی بات ہے اور جو خود رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ اے ابراہیم! اگر یہ (موت) امر حق نہ ہوتا اگر یہ وعدہ صادقہ نہ ہوتا اگر یہ ایسا راستہ نہ ہوتا جس پر سبھی کو چلنا ہے اور ہم میں سے جو پیچھے رہ گئے ہیں وہ بھی اگلوں کے ساتھ عنقریب شامل ہو جائیں گے تو ہم تجھ پر اس سے کہیں زیادہ اظہار غم کرتے اور حقیقت میں ہم تیرے واسطے رنجیدہ ہیں۔ آنکھ میں آنسو بھرے ہیں۔ دل رنج سے لبریز ہے اس پر ہم ایسی بات نہیں کہتے جو پروردگار کی ناراضی کا باعث ہو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں سے محبت

حضرت فاطمہؓ کی شادی کے بعد جس گھر میں رخصتی ہوئی وہ کاشانہ نبوی سے تھوڑے فاصلے پر تھا۔ آپؐ ایک دن ان کے گھر تشریف لائے اور فرمایا بیٹی میں چاہتا ہوں کہ تمہاری رہائش اپنے قریب لاؤں، آپؐ کی یہ بات کسی طرح حضرت حارثہؓ کو پہنچی تو وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپؐ فاطمہؓ کو قریب لانا چاہتے ہیں، میرا غریب خانہ بنونجار کے گھروں میں سب سے زیادہ قریب ہے بے شک میں اور میرا مال سب اللہ اور اس کے رسول کا ہے آپؐ اس خادم سے قبول فرمائیں۔ آپؐ نے ان کے لئے برکت کی دعا کی اور یوں فاطمہؓ اپنے ابا جان کے قریب منتقل ہوگئیں۔۱۱؎

كان النبي ﷺ اذا رجع من غزوه أو سفر بدأ بالمسجد ثم يأتي فاطمة

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی کسی غزوہ یا سفر سے لوٹتے تو سب سے پہلے مسجد آتے پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے۔''۱۲؎

گویا کائنات کے آقا کو رب کائنات کے بعد سب سے زیادہ یاد اپنی بیٹی کی آتی۔

سیرت طیبہ سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے آتیں تو انتہائی شفقت، پیار اور گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا کرتے تھے۔ اس بارے میں ذیل میں تین روایات ملاحظہ فرمایئے:

۱۔ امام مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

كن أزواج النبي ﷺ عنده، لم يغادر منهن واحدة

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فأقبلت فاطمة رضی الله عنها. تمشی۔ ما تخطئ مشیتها من مشیة رسول الله ﷺ شیئا فلما رآها رحب بها. فقال: مرحبا بابنتی ثم أجلسها عن یمینه أو عن شماله... الحدیث ۱۳۔

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں آپ کے پاس بیٹھی تھیں، وہاں سے کوئی ایک بھی نہیں گئی تھی۔ فاطمہؓ چلتے ہوئے آئیں، ان کی چال ہو بہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والی چال تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب انہیں دیکھا، تو خوش آمدید کرتے ہوئے فرمایا: ''خوش آمدید میری بیٹی'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنے دائیں یا بائیں جانب بٹھایا.....''

ب۔ امام ابن حبانؒ نے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ بے شک انہوں نے بیان کیا:

ما رأیت أحدا کان أشبه کلاما وحدیثا برسول الله ﷺ من فاطمة۔ وکانت إذا دخلت علیه قام إلیها. وقبلها. ورحب بها. وأخذ بیدها. وأجلسها فی مجلسه۔

وکانت هی إذا دخل علیها قامت إلیه. فقبلته وأخذت بیده... الحدیث ۱۴۔

''میں فاطمہؓ سے زیادہ کسی کو بات چیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ نہیں دیکھا۔

اور جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں آتیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے (استقبال کے) لیے اٹھ کر آگے بڑھتے، انہیں بوسہ دیتے، انہیں خوش آمدید کہتے، ان کے ہاتھ کو تھامتے، اور اپنی جگہ میں بٹھاتے اور جب آنحضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے جاتے، تو وہ (بھی استقبال کی خاطر) اٹھ کر آگے بڑھتیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوسہ دیتیں اور آپ کے ہاتھ کو تھام لیتیں۔''

ج۔ سنن ابی داؤد کی روایت میں ہے:

وكان إذا دخل عليها. قامت إليه فأخذت بيده. فقبلته. وأجلسته في مجلسها ۱۵؎

''اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لاتے، تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کے استقبال) کے لیے اٹھ کر آگے بڑھتیں، آپ کے ہاتھ کو پکڑتیں، آپ کو بوسہ دیتیں، اور آپ کو اپنی جگہ میں بٹھاتیں۔''

یعنی سیدہ فاطمہؓ اپنے والد محترم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسی طرح استقبال کرتی تھیں، جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا کیا کرتے تھے۔

(حضرت فاطمہؓ کا والد کا اسی طرح استقبال کرنا جیسے کہ وہ ان کا استقبال کرتے تھے اور بات چیت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بالکل مشابہت ہونا اس چیز کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ ماں باپ کے انداز واطوار بچے کے اوپر کتنا گہرا اثر رکھتے ہیں۔)

في رواية ان فاطمة مني وانا اتخوف ان تغتن في دينها۔

ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا فاطمہ مجھ سے ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ وہ کہیں اپنے دین کے معاملے میں فتنے میں نہ پڑ جائے۔ ۱۶؎

ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے جب انہوں نے ابوجہل کی بیٹی سے شادی کرنی چاہی تو فرمایا:

ان بني هشام بن المغيرة استأذنوني أن ينكحوا ابنتهم علي ابن أبي طالب فلا اذن لهم ثم لا أذن لهم ثم لا أذن لهم. إلا أن يحب بن أبي طالب أن يطلق ابنتي وينكح ابنتهم. فإن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاطمة بضعة منی یریبنی ما رابها ویؤذینی ما آذاها [۱۷]

''بنو ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے اپنی بیٹی کا علی بن ابی طالب رضی اللہ سے نکاح کرنے کی اجازت طلب کی ہے، میں انہیں اس کی کبھی اجازت نہیں دے سکتا، یہ الفاظ تین مرتبہ فرمائے، کیا ابو طالب کا بیٹا پسند کرے گا کہ وہ میری بیٹی کو طلاق دے کر ان کی لڑکی سے شادی کر لے؟ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جو چیز اسے شک میں ڈالتی ہے وہ مجھے بھی مشکوک ہے اور جو چیز اسے تکلیف پہنچاتی ہے وہ میرے لیے بھی اذیت ناک ہے۔''

چنانچہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ناراضگی کے ڈر سے ہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کی زندگی میں دوسرا نکاح نہیں کیا۔

اس حدیث پر مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ نے نہایت عمدہ گفتگو کی ہے ہم اس کا کچھ حصہ یہاں نقل کرتے ہیں۔

شرعاً آپؐ کی بیٹی پر بھی سوکن لانا آپؐ کے داماد کے لئے حلال تھا۔ اس لئے حضرت علیؓ نے ایسا کرنے کا ارادہ کیا۔ اس وجہ سے حضورؐ نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ ان کے لئے یہ فعل حرام ہے۔ بلکہ آپؐ نے خود تصریح فرمائی کہ میں حلال کو حرام نہیں کرتا۔ لیکن حضورؐ کی ایک ہی شخصیت میں دو مختلف حیثیتیں جمع تھیں۔ ایک حیثیت میں آپؐ انسان تھے اور فطرتاً یہ ممکن نہ تھا کہ آپؐ کی صاحبزادی کے گھر میں سوکن آنے جو تلخی پیدا ہو اس کا تھوڑا بہت اثر آپؐ کی طبیعت پر نہ پڑے۔ دوسری حیثیت میں آپؐ کا مقام یہ ہے کہ آپؐ کے ساتھ اگر کسی شخص کے تعلقات خراب ہو جائیں اور آپؐ کے لئے کوئی شخص موجب اذیت جائے تو اس کے دین و ایمان کی بھی خیر نہ تھی۔ اسی وجہ سے حضورؐ نے علیؓ کو اور بنی ہشام ابن مغیرہ کو بھی اس کام سے روک دیا۔ کیونکہ اگرچہ شرعاً یہ حلال تھا مگر اس کے کرنے سے یہ اندیشہ تھا کہ یہ چیز حضرت علیؓ اور ان کی دوسری بیوی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے خاندان والوں کے ایمان اور ان کی عاقبت کو خطرے میں ڈال دے گی۔ ایک اور بات جس کا حضورؐ نے اپنے خطبے میں ذکر فرمایا وہ یہ تھی کہ بنی ہشام ابن مغیرہ اسلام اور رسول اللہؐ کے بدترین دشمن رہ چکے تھے اور فتح مکہ کے بعد تازہ تازہ مسلمان ہوئے تھے۔ خود اس لڑکی کے باپ ابوجہل کے متعلق تو سب کو معلوم ہے کہ حضورؐ کی دشمنی میں وہ تمام کفار سے بازی لے گیا تھا۔ یہ بھی واقعہ ہے کہ جنگ بدر میں وہ مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا اور اس کا خاندان برسوں اس کے جذبہ انتقام میں تڑپتا رہا۔ اب اگرچہ یہ لوگ اسلام قبول کر چکے تھے لیکن ابھی تحقیق ہونا باقی تھا کہ یہ قبول اسلام واقعی پورے اخلاص اور قلوب کی مکمل تبدیلی کا ثمرہ ہے یا محض شکست کا نتیجہ ہے۔ ان حالات میں اس خاندان کی لڑکی وہ بھی خاص ابوجہل کی بیٹی کا اس گھر میں سوکن بن کر پہنچ جانا جہاں رسولؐ اللہ کی صاحبزادی ملکہ بیت تھیں بڑے فتنوں کا سبب بن سکتا تھا۔ ان لوگوں کی تالیف قالب تو کی جا سکتی تھی اور کی بھی گئی لیکن اسلام کے ساتھ انکے تعلق کا حال جب تک ٹھیک ٹھیک معلوم نہ ہو جائے انہیں عین خاندان رسالت میں گھسا لانا اور خود رسولؐ اللہ کی صاحبزادی کے بالمقابل لا کھڑا کرنا سخت نامناسب اور پرخطر تھا۔ ۱۸؎

حضرت زینبؓ سے محبت

سیدہ زینبؓ خلق اور خلق میں اپنے عدیم النظیر سید الاولین و آخرین اور عظیم بات کی واضح تصویر تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اس لخت جگر سے انتہائی محبت فرماتے تھے۔ چنانچہ سیرت نگاروں نے اس محبت و شفقت پدری کی وضاحت یوں فرمائی ہے ''اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان (سیدہ زینبؓ) سے بڑی محبت فرمانے والے تھے۔'' ۱۹؎

حضرت زینبؓ کے شوہر غزوہ میں گرفتار ہو کر آئے تو انہوں نے ان کی رہائی کے لئے فدیہ میں اپنا ہار بھیجا جو کہ حضرت خدیجہ نے ان کو تحفے میں دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ ہار پہچان لیا اور بیوی کی محبت اور بیٹی سے شفقت کے طور پر صحابہؓ کے مشورہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہار واپس کر دیا۔ ابو العاص دوبارہ مسلمانوں کی زد میں آئے اور ان کا مال لوٹ لیا گیا تو اس وقت بھی حضرت زینبؓ نے ان کو پناہ دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا جس کو زینب نے پناہ دی اسے ہم نے پناہ دی اور اپنے رفقاء سے فرمایا کہ اگر مناسب سمجھو تو ابو العاص کا مال واپس کر دو۔ پھر تسلیم کی گردنیں جھک گئیں اور ایک ایک دھاگا تک لا کر واپس کر دیا گیا۔ ابو العاص اس سے اتنے متاثر ہوئے کہ اسلام کا اعلان کر دیا۔ نبی اکرمؐ ابو العاص کے متعلق ہمیشہ اچھی رائے کا اظہار کرتے رہے کیونکہ انہوں نے حضرت زینبؓ کو کبھی دکھ نہیں دیا۔ ۲۰

عن أنس قال: شهدنا بنت الرسول الله وقال ورسول الله جالس على القبر قال فرأيت عينيه تدمعان قال فقال هل منكم رجل لم يقارف الليلة فقال أبو طلحة أنا قال فأنزل قال فنزل فى قبرها ۲۱

''حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک صاحبزادی کے جنازے میں شریک تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر پر بیٹھے تھے میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے رات اپنی بیوی سے ہمبستری نہ کی ہو۔ ابو طلحہؓ نے کہا جواب دیا: کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قبر میں اترو چنانچہ وہ قبر میں اترے۔''

حضرت رقیہؓ کے ساتھ محبت

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی صاحبزادی حضرت رقیہؓ سے بھی بے حد محبت فرماتے تھے۔ آپؐ اپنی ضروریات پر حضرت رقیہؓ کی ضروریات کو ترجیح دیتے تھے۔ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپؐ نے ''ام عیاش'' نامی ایک خادمہ جو آپؐ کی خدمت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں خانگی امور سرانجام دیتی تھیں انہیں اپنی بیٹی سیدہ رقیہؓ کی خدمت کے لئے ان کے ساتھ ہدیہ کے طور پر مستقل طور پر بھیج دی۔ ۲۲؎

آپؐ کے گھر میں کئی کئی دن فاقہ رہتا لیکن جب کبھی گوشت پکاتے تو پیالہ بھر کر اپنی بیٹی حضرت رقیہؓ کے ہاں بھجوا دیتے۔ (محمد یوسف الصالحی الشامی، سبل الہدی والرشاد۔ ۲۳؎

حضرت عثمانؓ نے آپ کی بیٹیوں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ سے جو حسن سلوک کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ہمیشہ قدر کی۔ ام کلثوم کی وفات پر حضرت عثمانؓ روتے رہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی شفقت سے رونے کا سبب دریافت کیا۔ حضرت عثمانؓ نے پوچھا کہ ام کلثومؓ کی وفات سے رشتہ صہر ٹوٹ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کلا انه لا یقطع الصهر الموت إنما یقطعه الطلاق و لوکانت عندنا ثالثة

"ہرگز نہیں! موت سسرالی رشتے کو منقطع نہیں کرتی اسے تو صرف طلاق ختم کرتی ہے۔ اگر ہماری تیسری بیٹی ہوتی تو آپ سے شادی کر دیتے۔"

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنے نواسوں اور نواسی سے محبت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹیوں کی اولاد سے بہت زیادہ لگاؤ، گہرا قلبی تعلق اور غیر معمولی پیار رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑے ناز و نعم سے صاحبزدگان پر پرورش فرمائی۔ کبھی آغوش شفقت میں لئے ہوئے نکلتے، کبھی پشت مبارک پر سوار ہوئے برآمد ہوتے، ان کی ادنیٰ سے ادنیٰ سے تکلیف پر بے قرار ہو جاتے۔ ان کو دیکھنے کے لئے روزانہ بیٹی کے گھر تشریف لے جاتے۔ اس غیر معمولی محبت و شفقت اور لاڈ پیار کے نتیجے میں دونوں نواسے بھی اپنے نانا جان سے بے حد مانوس ہو گئے تھے۔ کبھی ریش مبارک سے کھیلتے، طرح طرح کی شوخیاں کرتے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے پیار سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان طفلانہ شوخیوں کو برداشت فرماتے۔ ۲۴؎

آپؐ کو اپنے نواسوں اور نواسیوں سے جو محبت تھی اس کے اظہار سے آپؐ نے کبھی گریز نہیں کیا اور نہ اس اظہار کو پیغمبرانہ عظمت کے خلاف سمجھا۔

حضرت عثمانؓ کے صاحبزادے عبداللہ کا انتقال ہوا تو آپؐ بہت غمزدہ ہوئے۔ بلاذری کہتے ہیں: عبداللہ بن عثمانؓ کو رسولؐ اللہ نے اپنی گود میں اٹھایا اور ان پر آپؐ کے آنسو بہہ رہے تھے۔ آنحضورؐ نے اس کی نمازہ جنازہ پڑھائی اور عثمانؓ نے اسے قبر میں اتارا۔ ۲۵؎

عن عائشة أن رسول اللهﷺ اهديت له هدية فيها قلادة من جزع فقال لا دفعنها إلى أحب أهلى إلى فقالت النساء ذهبت بها ابنة أبي قحافة فدعا رسول الله أمامة بنت زينب فاعلقها فى عنقها

عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ کے پاس کچھ تحائف آئے اس میں سیاہ وسفید عقیق کا ایک ہار بھی تھا آپؐ نے فرمایا میں اسے اپنے محبوب ترین فرد کو عطا کروں گا۔ ازواج مطہرات نے کہا کہ عائشہؓ لے جائیں گی مگر آپؐ نے امامہ بنت زینب کو بلایا اور اس کے گلے میں ڈال دیا۔ ۲۶؎

عن عائشة أن النجاشى أهدى الى النبى ﷺ حلية فيها خاتم من ذهب فصه حبش فأعطاه امامة

سید عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نجاشی نے رسولؐ اللہ کو زیور بھیجے۔ اس میں سونے کی ایک انگوٹھی تھی جس کا نگینہ حبشی تھا آپؐ نے وہ امامہ کو عطا فرمایا۔ ۲۷؎

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نواسی کو گود میں اٹھا کر نماز پڑھنا

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو قتادہ انصاریؓ سے روایت نقل کی ہے:

رأيت النبي ﷺ يؤم الناس، وأمامة بنت أبي العاص، وهي ابنة زينب بنت النبي ﷺ على عاتقه ۲۸۔

''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امامت کرواتے ہوئے دیکھا اور ابو العاصؓ کی بیٹی، امامہ، اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی زینبؓ کی (بھی) بیٹی تھیں، آپ کے شانہ پر تھیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رکوع کرتے، تو انہیں (نیچے) اتار کر رکھ دیتے اور جب سجدے سر اٹھاتے، تو انہیں دوبارہ (اپنے کندھے پر) رکھ دیتے۔''

اور سنن ابی داؤد میں ہے:

''ہم نماز ظہر یا عصر کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے اور بلالؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز کے لیے بلا چکے تھے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو العاص اور اپنی صاحبزادی کی بیٹی امامہؓ کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جائے نماز پر کھڑے ہوئے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہوئے۔ (اس دوران) وہ (بچی) اپنی جگہ پر ہی ٹکی رہی۔''

انہوں نے بیان کیا:

فكبرنا وكبرنا

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ اکبر کہا اور ہم نے (بھی) اللہ اکبر کہا۔''

انہوں نے (مزید) بیان کیا:

حتى إذا أراد رسول الله ﷺ أن يركع أخذها، فوضعها،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثم رکعها وسجد، حتی إذا فرغ من سجوده ثم قام أخذها فردها فی مکانها۔ فمازال رسول الله ﷺ یصنع بها ذلک فی کل رکعة حتی فرغ من صلاته۲۹۔

''یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع کرنے کا ارادہ کیا، تو اس کو پکڑ کر (زمین پر) رکھ دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع اور سجدہ کیا، یہاں تک کہ جب آپ سجدہ سے فارغ ہو کر کھڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو پکڑ کر اس کی جگہ (یعنی اپنے شانہ مبارک) پر لوٹا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر رکعت میں اس کے ساتھ ایسے ہی کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نماز سے فارغ ہو گئے۔''

نواسوں کا نماز کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شوخیاں کرنا

حسنؓ اور حسینؓ بعض اوقات دوران نماز بھی اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طفلانہ شوخیاں کرتے تھے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ انہیں روکتے اور نہ ان کی طفلانہ شوخیوں پر ناراض ہوتے بلکہ ان کے طفلانہ اداؤں کو پورا کرنے میں مدد فرماتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے وقت رکوع میں جاتے تو حسن و حسین دونوں ٹانگوں کے اندر گھس جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں کے نکلنے کے لئے ٹانگیں پھیلا کر راستہ بنا دیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں ہوتے تو دونوں جست کر کے پشت مبارک پر بیٹھ جاتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تک سجدہ سے سر نہ اٹھاتے جب تک کہ دونوں از خود نہ اتر جاتے۔ ۳۰۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز پڑھتے ہوئے سجدہ کرتے، تو حسن و حسین رضی اللہ عنہما جست لگا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت پر چڑھ جاتے۔ جب صحابہ انہیں منع کرنا چاہتے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں اشارہ کرتے: ان دونوں کو چھوڑ دو (یعنی اپنا شوق پورا کرنے دو)۔''

پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے، تو ان دونوں کو اپنی گود میں بٹھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیتے اور فرماتے:

جو مجھ سے محبت کرتا ہے اس کو چاہیے کہ ان دونوں سے محبت کرے۔''

امام ابو یعلی نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

كان رسول الله ﷺ يصلي. فإذا سجد وثب الحسن والحسين رضي الله عنهما على ظهره. فإذا أرادوا أن يمنعوهما أشار إليهم. أن دعوهما فإذا قضى الصلاة وضعهما في حجره. قال: من أحبني فليحب هذين ۳۱۔

حضرات ائمہ احمد، نسائی اور حاکم نے حضرت شدادؓ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

خرج علينا رسول الله ﷺ في إحدى صلاتي العشي. الظهر أو العصر. وهو حامل الحسن أو الحسين رضي الله عنهما فتقدم النبي ﷺ فوضعه ثم كبر للصلاة. فسجد بين ظهراني صلاته سجدة أطالها

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پچھلے پہر کی دو نمازیں ظہر یا عصر میں سے ایک کے لیے حسن یا حسین کو اٹھائے ہوئے، ہمارے پاس تشریف لائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھے، انہیں (یعنی بچے کو) (زمین پر) بٹھا دیا اور اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کر دی۔ دوران نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لمبا سجدہ کیا۔''

انہوں نے (یعنی شدادؓ) نے بیان کیا:

إني رفعت رأسي فإذا الصبي على ظهر رسول الله ﷺ، وهو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساجد۔ فرجعت فی سجودی۔

''بے شک میں نے اپنا سر اٹھایا، (دیکھا کہ) بچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت پر تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت سجدہ میں تھے، تو میں واپس اپنے سجدہ میں چلا گیا۔''

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا کر لی، تو لوگوں نے عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ! إنک سجدت بین ظهرانی صلاتک هذه سجدة قد أطلتها. فظننا أنه قد حدث أمر أو أنه یوحی إلیک

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے بے شک دوران نماز اس قدر طویل سجدہ کیا، کہ ہم نے سمجھا کہ کوئی حادثہ پیش آ چکا ہے۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات اور بیماری کی طرف اشارہ ہے، یا آپ کی طرف وحی کی جا رہی ہے۔''

فکل ذلک لم یکن ولکن ابنی ارتحلنی، فکرهت أن أعجله. حتی یقضیی حاجته ۳۲۔

''ایسی تو کوئی بات (بھی) نہ تھی، لیکن میرے بیٹے نے مجھے سواری بنا رکھا تھا، اور میں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ اس کو اپنی خواہش پورا کرنے سے پہلے ہی جلدی میں ڈال دوں (اور وہ میری پشت سے بادل نخواستہ نیچے اتر جائے)۔'' ۳۳۔

اسامہ بن زید کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو اور حسن کو اپنی گود میں لیتے اور کہتے اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔''

عن أبی سعید قال: قال رسول اللہ ﷺ الحسن والحسین سیدنا شباب أهل الجنة

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ حسن و حسین نوجوانان جنت کے سردار ہیں۔''۳۴؎

عن ابن عمر سمعت النبی ﷺ یقول: هما ریحانتا من الدنیا۳۵؎

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا کہ یہ دونوں میری دنیا کے پھول ہیں۔''

نواسوں کے لیے اپنی زبان مبارک کو باہر نکالنا:

امام ابن حبانؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

كان النبی ﷺ يدلع لسانه للحسين رضی الله عنه، فيری الصبی حمرة لسانه، فيهش إليه

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسینؓ کے لیے اپنی زبان باہر نکالا کرتے تھے۔ بچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان کی سرخی کو دیکھتا، تو وہ مسرور ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لپکتا۔''۳۶؎

عن أسامة بن زيد عن النبی أنه كان يأخذه والحسن ويقول اللهم إنی أحبها فأحبهما أو كما قال۳۷؎

عن أسامة بن زيد قال: طرقت النبی ذات ليلة فی بعض الحاجة فخرج النبی وهو مشتمل علی شیء ولا أدری ما هو فلما فرغت من حاجتی قلت: ما هذا الذی أنت مشتمل عليه؟ فكشفه فاذا الحسن والحسين علی وركية فقال: هذان ابنای

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وابنا ابنتی. اللهم إني أحبها فأحبهما وأحب من يحبها

اسامہ بن زید کہتے ہیں کہ میں ایک ضرورت سے رات کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ اس حالت میں باہر آئے کہ ایک چیز کو لپیٹے ہوئے تھے۔ مجھے معلوم نہ تھا کیا تھا۔ جب میں آپؐ سے اپنی ضرورت عرض کر چکا اور اپنی حاجت سے فارغ ہو گیا تو میں نے عرض کیا حضورؐ یہ کیا چیز اٹھائے ہوئے ہیں۔ آپؐ نے اس چیز کو کھولا تو وہ حسن و حسین تھے جو آپؐ کے دونوں کولہوں یا بغلوں میں تھے اور آپؐ ان پر چادر ڈالے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔ جو شخص ان سے محبت کرے ان سے بھی محبت کر۔ ۳۸؎

ابن مسعودؓ اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ ہمارے پاس آئے آپؐ کے ساتھ حسن و حسین تھے۔ ایک اس کندھے پر اور دوسرے اس کندھے پر کبھی اسے بوسہ دیتے اور کبھی اسے، حتی کہ ہم تک پہنچ گئے فرمایا جو ان سے محبت کرے گا اس نے مجھ سے محبت کی اور جو ان سے بغض رکھے گا اس نے مجھ سے بغض کیا۔ ۳۹؎

ایک دفعہ حسینؓ آپؐ کے قدم پر قدم رکھ کر کھڑے تھے۔ آپؐ ان کو کندھوں سے پکڑ کر اٹھا رہے تھے اور مسکراتے ہوئے فرما رہے تھے، ترق ترق، اوپر چڑھو اور اوپر۔۔ انہوں نے آپؐ کے سینے پر قدم رکھ دیے۔ آپؐ نے منہ چوم کر فرمایا۔ اے خدا میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ۔ ۴۰؎

نواسوں کا دل بہلانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بحیثیت باپ سیرت میں ایک نمایاں بات یہ بھی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نوسوں کو ہنساتے، بہلاتے اور انہیں شگفتہ اور خوش رکھنے کا اہتمام فرماتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔

انہوں نے بیان کیا:

فوضع إحدى يديه تحت قفاه، والأخرى تحت ذقنه فوضع فاه على فيه يقلبه، فقال:

حسين مني وأنا من حسين، أحب الله من أحب حسينا حسين سبط من الأسباط

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہاتھ ان کی گدی پر اور دوسرا ان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھا، پھر اپنے دہن (مبارک) کو ان کے منہ پر رکھ کر انہیں چومنا شروع کر دیا۔ اور فرمایا:

''حسینؓ مجھ سے ہیں اور میں اس سے ہوں، حسین سے محبت کرنے والے سے اللہ تعالیٰ محبت کریں۔ حسین نواسوں میں ایک نواسہ ہے۔''۴۱

ابن ماجہ میں حضرت یعلیٰ عامریؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک دن کھانے کے لیے نکلے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے آگے بڑھے اور حسینؓ (راستے میں) بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں پکڑنا چاہا، تو بچے نے کبھی ادھر ادھر بھاگنا شروع کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں ہنساتے رہے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں پکڑ لیا۔''۴۲

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دن کے ایک حصہ میں روانہ ہوا۔ نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے گفتگو فرمائی اور نہ ہی میں نے کچھ عرض کیا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو قینقاع کے بازار میں تشریف لائے، پھر وہاں سے واپس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلے آئے، یہاں تک کہ فاطمہؓ کے گھر (کے دروازے پر) پہنچے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (وہاں پہنچ کر) فرمایا:

أثم لكع؟ أثم لكع؟

''کیا وہاں چھوٹو ہے؟ کیا وہاں چھوٹو ہے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصود حسنؓ تھے۔

ہم نے گمان کیا کہ ان کی والدہ نے انہیں نہلانے دھلانے اور خوشبو کا ہار پہنانے کے لیے روک رکھا ہے۔

فلم يلبث أن جاء يسعى، حتى اعتنق كل واحد منهما صاحبه

''تھوڑی ہی دیر بعد وہ دوڑتے ہوئے آئے، یہاں تک کہ ان دونوں (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حسنؓ) نے آپس میں معانقہ کیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللهم إني أحبه فأحبه وأحبب من يحبه

''اے اللہ! بے شک میں اس سے محبت کرتا ہوں، پس آپ بھی اس سے محبت فرمایئے اور اس سے محبت کرنیوالے سے (بھی) محبت فرمایئے۔''[۴۳]

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت براءؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

رأيت الحسن بن علي رضي الله عنهما على عاتق النبي صلى الله عليه وسلم وهو يقول: اللهم إني أحبه فأحبه

''میں نے حسن بن علیؓ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھے پر دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بیشک میں اس سے محبت کرتا ہوں، آپ بھی اس سے محبت فرمایئے۔''

۴۴۔

حضرت بریدہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

كان رسول الله ﷺ يخطبنا، فجاء الحسن والحسين رضي الله عنهما عليهما قميصان أحمران يمشيان ويعثران۔

فنزل رسول الله ﷺ من المنبر، فحملهما، فوضعهما بين يديه۔ ثم قال:

صدق الله ورسوله: {إنما أموالكم وأولادكم فتنة} (سورة التغابن)

نظرت إلى هذين الصبيين يمشيان ويعثران، فلم أصبر، حتى قطعت حديثي، وفعتهما ۴۵۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں خطبہ دے رہے تھے۔ حسن و حسینؓ سرخ قمیص پہنے لڑکھڑاتے ہوئے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے اور ان دونوں کو اٹھایا اور اپنے آگے بٹھالیا۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ کہا: ''تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو محض ایک آزمائش ہے۔''

میں نے ان دو بچوں کو دیکھا، کہ وہ ڈگمگاتے ہوئے آرہے ہیں، تو مجھ سے صبر نہ ہوسکا، یہاں تک کہ میں نے اپنے سلسلۂ کلام کو منقطع کیا اور ان دونوں کو اٹھایا۔''

جاء الحسن والحسين يسعيان إلى النبي ﷺ فضمها

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إليه وقال إن الولد مبخلة مجبنة[۴۶]۔

''حضرت حسن اور حسینؓ دوڑے دوڑے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ انہیں سینے سے لگا لیا اور فرمایا: اولاد بخل اور بزدلی کا باعث ہے۔''

(جب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا موقع ہو اور اس وقت انسان یہ سوچے کہ میں اپنی اولاد کے لئے پیسے بچا لوں یہ میری اولاد کے کام آئیں گے۔اس جذبے پر قابو پانا مشکل ہے،لیکن کوشش یہ ہونی چاہیے کہ اولاد کی محبت جذبہ انسان کو بخیل نہ بنا دے۔اولاد کی محبت کے جذبات کو شریعت کے تابع رکھنا چاہیے۔)

امام بخاریؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

هما ريحانتاى من الدنيا[۴۷]۔

''وہ دونوں (حسن وحسین رضی اللہ عنہما) دنیاوی خوشبو میں سے میرا حصہ ہیں۔''

حدیث کی شرح میں علامہ زمخشریؒ لکھتے ہیں:

''یعنی وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے رزق میں سے ہیں، جو کہ انہوں نے مجھے عطا فرمایا ہے۔''[۴۸]۔

حافظ ابن حجرؒ تحریر کرتے ہیں:

''معنیٰ یہ ہے کہ وہ دونوں مجھ پر اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی اور عطا کردہ عطیہ ہیں۔اولاد کو چونکہ سونگھا جاتا ہے اور بوسہ دیا جاتا ہے، اس اعتبار سے وہ گویا کہ خوشبوؤں میں سے ہیں۔''[۴۹]۔

ایک اعرابی اقرع بن حابس دربار نبویؐ میں آیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسنؓ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیار کررہے تھے، اس کو یہ بات ادب اور وقار کے خلاف معلوم ہوئی اس نے کہا کیا آپؐ بچوں کو پیار کرتے ہیں، میرے دس بچے ہیں۔ میں نے ان میں سے کسی کو پیار نہیں کیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف نظر اٹھائی، پھر فرمایا، جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ ۵۰؎

دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا ''اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحم و شفقت کو نکال لیا ہے تو میں کیا کرسکتا ہوں۔'' ۵۱؎

ان دونوں کا منشا یہ ہے کہ بچوں کے ساتھ محبت وشفقت سے پیش آنا چاہے کہ جو اپنے بچوں پر رحم نہیں کرتا خدا اس پر رحم نہیں کرتا۔ نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ''جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ عمر تمیز کو پہنچ جائیں تو قیامت کے دن اس کا یہ رتبہ ہوگا کہ وہ اور میں (دو انگلیوں کو جوڑ کر فرمایا) اس طرح ملے ہوں گے۔''

ابوداؤد نے حضرت حسینؓ کی روایت نقل کی ہے انہوں نے فرمایا:

علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلمات أقولهن فی الوتر

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کلمات سکھلائے، کہ میں انہیں (نماز) وتر میں پڑھا کروں۔''

اللهم اهدنی فیمن هدیت، وعافنی فیمن عافیت، وتولنی فیمن تولیت، وبارک لی فیما أعطیت، وقنی شر ما قضیت، إنک تقضی ولا یقضی علیک، وإنه لا یذل من والیت، ولا یعز من عادیت، تبارکت ربنا وتعالیت ۵۲؎

''اے اللہ! مجھے ہدایت دیجئے، ان لوگوں میں سے، جنہیں آپ نے ہدایت دی اور مجھے عافیت دیجئے، ان لوگوں میں سے جنہیں آپ نے عافیت دی اور میری نگہبانی فرمایئے ان لوگوں میں سے جن کی آپ نے نگہبانی فرمائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جو کچھ آپ نے عنایت فرمایا، اس میں برکت فرمایئے اور آپ نے جو فیصلہ فرمایا، اس کے شر سے مجھے بچا لیجئے۔ بے شک آپ فیصلہ کرتے ہیں، آپ پر فیصلہ نہیں کیا اور بلاشبہ وہ ذلیل نہیں ہوتا، جس کی آپ سرپرستی فرمائیں اور وہ عزت نہیں پاتا، جس سے آپ دشمنی کریں۔ آپ برکت اور بلند و بالا ہیں۔''

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

قبل رسول الله الحسن بن علی رضی الله عنهما. وعنده الأقرع بن حابس التمیمی جالسا. فقال الأقرع. إن لی عشرة من الولد ما قبلت منهم أحدا۔ فنظر إليه رسول الله ﷺ. ثم قال: من لا یرحم لا یرحم ۵۴۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن بن علیؓ کو بوسہ دیا اور آپ کے پاس اقرع بن حابس تمیمی بیٹھا تھا۔ اقرع کہنے لگا: بے شک میرے دس بچے ہیں، میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرف دیکھا، پھر فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔''

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹیوں کا احتساب

حضرت فاطمہؓ کا احتساب

امام ابویعلیٰ نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے اور میں رو رہی تھی۔ آنحضرتؐ نے پوچھا: ما یبکیک ؟تمہارے رونے کا سبب کیا ہے۔ میں نے عرض کیا: ''مجھے فاطمہؓ نے سخت سست کہا ہے۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاطمہؓ کو بلوا بھیجا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ان کے آنے پر ان سے) فرمایا: یا فاطمه ! سببت عائشه؟ ''اے فاطمہ! تم نے عائشہ کو سخت سست کہا ہے: انہوں نے عرض کیا ''نعم یا رسول الله!، جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے فرمایا: ''الیس تحبین من احب''؟ کیا تم اس سے محبت نہیں کرتی، جس سے میں محبت کرتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں وتبغضین من ابغض اور تم اس سے نفرت کرتی ہو، جس سے میں نفرت کرتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فانی احب عائشه رضی اللہ عنہا فاحبها ''پس میں یقینا عائشہ سے محبت کرتا ہوں، سوتم بھی اس سے محبت کرو۔ فاطمہؓ نے عرض کیا: لا اقول لعائشة شیاً یو ذیها ابدا'' میں کبھی بھی عائشہ ؓ کو ایسی بات نہ کہوں گی، جو ان کے لئے باعث اذیت ہو گی۔ ۵۵۔ (الف)

ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ حضرت علیؓ سے ناراض ہو کر ان کی شکایت لے کر آپؐ کے پاس گئیں آپؐ نے ان کی طرف داری کرنے کی بجائے فرمایا بیٹی تمہیں اپنے شوہر کی ہر بات سننی اور اطاعت وفرماں برداری کرنی چاہے اور یہ چیز سمجھ لینی چاہیے کہ کوئی ایسا مرد نہیں کہ بیوی اس کی مرضی بجا نہ لائے اور وہ خاموش رہے۔ ۵۵۔ (ب)

ایک مرتبہ آپؐ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے اور دروازے کی کواڑ کھول کر اندر داخل ہوئے تو گھر میں تصویر والا پردہ دیکھ کر باہر نکل آئے، آپؐ کے واپس مڑ جانے کا فاطمہؓ کو بڑا غم ہوا اور انہوں نے پوچھا کہ آپؐ واپس تشریف کیوں لے گئے، آپؐ نے گھر میں داخل نہ ہونے کی وجہ بتائی۔ حضرت فاطمہؓ نے پوچھا اس پردے کے بارے میں حکم ہے، آپؐ نے فرمایا اس پردے کو فلاں قبیلے کے ضرورت مند لوگوں کی طرف بھیج دو۔ ۵۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت رقیہؓ کا احتساب:

اپنے اہل وعیال کے ساتھ انتہائی محبت کے باوجود ان کی تربیت کا پہلو کبھی بھی آپؐ سے اوجھل نہیں ہوتا تھا اور نہ اس معاملے میں آپؐ نے نرمی برتی۔ ایک مرتبہ آپؐ اپنی صاحبزادی رقیہؓ کے ہاں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ بیٹی اپنے شوہر حضرت عثمانؓ کا سر دھو رہی ہیں آپؐ نے انہیں شوہر کی مزید خدمت گزاری کی تلقین کی اور فرمایا اے بیٹی اپنے شوہر کے ساتھ حسن سلوک اور حسن خدمت کے ساتھ پیش آیا کرو۔ ۵۷؎

ایک روایت کے مطابق ایک مرتبہ حضرت رقیہؓ اپنے شوہر سے ناراض ہو کر آپؐ سے شکایت کرنے آئیں آپؐ نے فرمایا مجھے پسند نہیں کہ عورت اپنے شوہر کی شکایت کرو ،جاؤ اپنے گھر بیٹھو۔ ۵۸؎

نواسوں کا احتساب:

اپنے نواسوں سے اس قدر شدید محبت کہ باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی اصلاح کے لئے ان کی کسی بھی ناشائستہ حرکت پر انہیں بچہ سمجھ کر چشم پوشی نہیں فرماتے تھے۔ اس معاملے میں کسی چھوٹے بڑے سے رُو رعایت نرمی، چشم پوشی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیغمبرانہ حیثیت کے خلاف تھی۔

ایک مرتبہ حسنؓ وحسینؓ نے صدقہ کی ایک ایک کھجور اپنے منہ میں ڈالی، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا احتساب فرمایا۔ حضرت حسنؓ پر احتساب کے متعلق امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: ''حسن بن علیؓ نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں ڈالی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''کخ کخ'' تا کہ وہ اس کو پھینک دیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اما شعرت انا لا ناکل الصدقة ''کیا تمہیں علم نہیں، کہ یقینا ہم صدقہ نہیں کھاتے۔''۵۹؎

حضرت حسینؓ پر احتساب کے متعلق امام احمد نے ربیعہ بن شیبان سے روایت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: ''میں نے حسین بن علیؓ سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے آپ کو کون سی بات یاد ہے۔ انہوں نے بیان کیا: میں بالا خانے پر چڑھا، تو میں نے ایک کھجور پکڑی اور اس کو اپنے منہ میں چبانا شروع کیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''القها، فانها لا تحل لنا الصدقة'' ''اس کو پھینک دو، کیونکہ یقیناً ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں۔'' ۶۰؎

اس حدیث کے بیان میں چار باتیں قابل توجہ ہیں:

۱۔ نواسےؓ کو جھڑکنا:

دوران احتساب رحمت دو عالمؐ پیارے نواسے حسنؓ کو جھڑکا۔ اس پر درج ذیل دو باتیں دلالت کرتی ہیں۔

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا 'کخ کخ'' جیسا کہ پہلی حدیث میں گزر چکا ہے۔ امام ابن بطال اس کی شرح میں لکھتے ہیں: ''ابوعلی بغدادی نے بیان کیا: ''یقال للصبی اذا زجروہ عن الشیء الذی یرید اکله '''' بچے کو اس کے کسی چیز کے کھانے کے ارادہ پر جھڑکنے کے لئے یہ الفاظ کہے جاتے ہیں۔'' ۶۱؎ الف

علامہ قرطبی لکھتے ہیں: ''وهی کلمة یزجربها الصبیان عن اخذ شیء'' ''یہ وہ لفظ ہے کہ اس کے ساتھ بچوں کو کسی چیز کے پکڑنے پر ڈانٹا جاتا ہے۔'' ۶۱؎ ب

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا: ''اما شعرت انا لا ناکل الصدقة؟''

''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یقیناً ہم صدقہ نہیں کھاتے۔''

۲۔ کھجور کو پھینکنے کا حکم دینا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے احتساب میں صرف سرزنش کرنے پر اکتفا نہ فرمایا، بلکہ کھجور کو منہ سے پھینکنے کا حکم بھی دیا۔ صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے حضرت حسنؓ سے فرمایا: "کخ کخ ۔ ارم بہا۔ اما علمت انا لا نأکل الصدقة؟" "کخ کخ۔ اس کو پھینک دو، کیا تم نہیں جانتے، کہ بے شک ہم صدقہ نہیں کھاتے۔؟"۶۲۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کھجور کو خود منہ سے باہر نکال پھینکنا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوران احتساب مذکورہ بالا دونوں باتوں پر بھی اکتفانہ کیا، بلکہ اپنے پیارے نواسےؓ کے منہ سے کھجور کو خود باہر نکال پھینکا۔ صحیح بخاری میں ہے، کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ میں سے ایک نے جب (صدقہ کی) ایک کھجور منہ میں ڈالی، تو "نظر الیہ رسول اللہ ﷺ . فاخرجها من فیه" "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا، اور اس کو ان کے منہ سے باہر نکال دیا۔"۶۳۔

اور المسند میں ہے، کہ حضرت حسینؓ نے بیان کیا: "فاخذها بلعابی"

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو میرے لعاب سمیت نکال دیا۔"۶۴۔

۴۔ کم عمری کی بناء پر ترک احتساب کی تجویز کو مسترد کرنا:

مجلس میں موجود ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بچے کے کھجور کھا لینے کی تجویز پیش کی، تو آپ نے اس کو مسترد فرما دیا۔

المسند کی روایت میں ہے: فقیل: یا رسول اللہ ! ما کان علیک من هذه التمرة لهذا الصبی؟" "کہا گیا! اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بچے کے یہ کھجور تناول کرنے میں آپ کا تو کچھ حرج نہیں؟" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"وانا آل محمد ﷺ لا تحل لنا الصدقة"۶۵۔

"اور بے شک ہم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں"

اس حدیث سے مندرجہ ذیل امور سامنے آئے کہ نواسوں سے شدید تعلق اور غیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معمولی پیار ان کے احتساب کی راہ میں حائل نہ ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احتساب کے لئے یہ طریقہ اپنایا

(ا) غلطی سے آگاہ کرنا۔ (ب) غلطی پر جھڑکی دینا (ج) غلطی کو ختم کرنے کا حکم دینا (د) اپنے ہاتھ سے غلط کام کو ختم کر دینا۔

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اولاد کو حرام کھانے سے روکنے کا غیر معمولی اہتمام کیا۔ بچوں کی صغر سنی احتساب کی راہ میں رکاوٹ نہ بنی۔ بچپنے کی بنا پر احتساب نہ کرنے کی تجویز پر توجہ نہ دی۔

عصر حاضر کے والدین کے لئے یہ حدیث لمحہ فکریہ ہے جو بے جا لاڈ پیار کی وجہ سے بچوں کی ہر غلط حرکت سے چشم پوشی کرتے ہیں۔ خصوصی طور پر مائیں بچے کی غلط طور پر طرفداری کرتی ہیں اور بچے کی ناشائستہ حرکتوں پر پردے ڈالتی ہیں۔ کئی گھروں میں خاندان کے بزرگ جیسے دادا، دادی یا نانا، نانی کا بچوں کو بے جا لاڈ پیار بھی بچے کے احتساب کی راہ میں حائل ہو جاتا ہے۔

ربائب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم و تربیت اور آپ کا ان سے تعلق:

انسانیت اور معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواج مطہرات کے ساتھ آنے والی اولاد کی صرف کفالت ہی نہیں فرمائی بلکہ اپنے کریمانہ اخلاق، مشفقانہ طبیعت اور تعلیم و تربیت کی عظیم صلاحیت کے ذریعے ان فرزندان ازواج مطہرات کی جس طرح کفالت فرمائی اور ان کے احساس یتیمی کو دور کرنے کے لئے جس تعلق و وارفتگی، شفقت و محبت اور لطف و موانست کا اظہار کیا وہ حیات طیبہ کا انمول حصہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد نکاح میں داخل ہونے سے قبل حضرت خدیجہؓ کی تین بیٹوں کے علاوہ ایک بیٹی کا بھی پتہ چلتا جو عتیق بن عائذ مخزومی کی صلب سے تھیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کے وقت چاروں بچے حضرت خدیجہؓ کے ساتھ تھے۔ ۶۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہند بنت عتیقؓ:

ہند بنت عتیق خدیجہؓ کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکاح کے بعد اپنی ماں کے ساتھ آپؐ کی کفالت میں داخل ہوگئیں۔ اور آپ ہی کے زیر سایہ تربیت پانے لگیں، جس کا اثر ان کی زندگی میں واضح طور پر نظر آتا ہے، زبان و بیان سے لے کر کردار و عمل تک ہر چیز تربیت نبوی کا پرتو نظر آتی ہے۔ ہند کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غایت درجہ محبت تھی۔ اور آپ بھی شفقت پدری کا بھرپور اظہار فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ جب اسلام کا ظہور ہوا تو حضرت ہند نے حلقہ بگوش اسلام ہونے میں سبقت فرمائی۔ اس طرح پدرانہ شفقتوں کے ساتھ ساتھ فرائض نبوت سے بھی اکتساب فیض کرنے کا قریب سے موقع ملا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کیساتھ محبت فرماتے اور اکثر و بیشتر ساتھ رکھتے تھے۔ ۶۸؎

ھالہ بن ابی زرارہؓ:

حضرت عائشہؓ کا ارشاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرما رہے تھے کہ اس دوران خدیجہؓ کے بیٹے ھالہ آئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گفتگو کے دوران ہی ان کے آنے کی آہٹ سنی تو فرط محبت سے کہنے لگے ہالہ آگئے، ہالہ آگئے۔ ۶۹؎

طاہر بن ابی ہالہؓ:

طاہر بن ابی ہالہ کو بھی آغوش نبوت میں تربیت پانے کی سعادت حاصل ہوئی جس کا فیضان ان کی زندگی میں واضح طور پر محسوس کیا جاتا رہا۔ آپ آنحضرتؐ کے منظور نظر اور مقرب تھے۔ دین کی حمایت اور باطل سے برسر پیکار رہنے میں تربیت نبوی کا ہی دخل تھا۔ آپؐ نے فتنہ ارتداد کے موقع پر مرتدین کی سرکوبی کے لئے حضرت طاہر کو یمن روانہ کیا تھا یعنی انہیں دلیر اور جرات مند سمجھتے ہوئے اہم ذمہ داری سونپی۔ ۷۰؎

عمر بن ابی سلمہؓ:

عمر بن ابی سلمہ کو بھی آپؐ کے زیر سایہ پرورش پانے کا موقع ملا اور آپؐ کی صحبت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ظاہری اور باطنی فیض حاصل کیا۔ صحبت نبوی کے فیض سے ان کے ذہن اور دماغ کو جو وسعت ملی ان کا نتیجہ تھا کہ چھوٹی سی عمر میں ہی احکام شریعہ میں غور و تدبر کرنے لگے۔ آپؐ بھی ان سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ اکثر و بیشتر یا بنیہ سے خطاب کرتے تھے۔ اسی قربت و صحبت کا نتیجہ ہے کہ ننھی سی عمر کے باوجود آپ سے متعدد روایات منقول ہیں۔ ۷۱؎

حبیبہ بنت ام حبیبہؓ:

جب ام حبیبہ آپؐ کے نکاح میں آئیں تو حضرت حبیبہؓ بھی آپؐ کے ساتھ تھیں۔ ان کی کفالت بھی دیگر ازواج مطہرات کی طرح آپؐ کے ہی ذمہ تھی۔ آپؐ نے ان کی پرورش اپنے سایہ عاطفت میں ہی رکھ کر فرمائی اور سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد ان کی شادی عروہ بن مسعود سے جو قبیلہ بنو ثقیف کے سردار تھے ان سے ہی کی۔ ۷۲؎

اس میں جہاں آپ کی محبت و تعلق ظاہر ہوتا ہے وہیں اس کے اظہار سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اس کے ذریعہ تعلقات میں پختگی اور مضبوطی پیدا ہو اور اس سے اصلاح و تربیت کا بڑا کام لیا جائے۔

حضرت ام سلمیٰؓ کا ابتدائے اسلام میں داخلہ اور اس راہ میں قربانیوں کے ساتھ شدید ترین مصائب سے دوچار ہونا، نیز چار کم سن بچوں کی موجودگی میں بیوگی کے احساس کو دور کرنے اور بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت اور کفالت کی ذمہ داری قبول کرنے کی غرض سے آپ کو انہیں اپنی زوجیت میں داخل کر لینے پر آمادہ کیا جس سے انہیں ام المومنین کا شرف عظیم بھی حاصل ہوا اور بچوں کی صحیح نہج پر تعلیم و تربیت بھی ہوئی جس کا اثر ان میں سے ہر ایک کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ ۷۳؎

حضرت عمر بن ابی سلمی سے روایت ہے کہ میں نبی اکرمؐ کی گود کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا، میرا ہاتھ پلیٹ میں چاروں طرف پھر رہا تھا۔ آپؐ نے دیکھا تو مجھ سے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے بچے بسم اللہ پڑھو، اپنے داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور جو کچھ تمہارے نزدیک ہے وہ کھاؤ۔" ۷۴؎

مندرجہ بالا روایات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم وتربیت کا دلکش اسلوب پیش کرتی ہے۔

زینب بنت ابی سلمہؓ

حضرت انسؓ سے مروی ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابی سلمہؓ کی بیٹی زینب سے کھیلتے اور اسے زینب کی بجائے زوینب کہتے۔

حضرت ام سلمہؓ کی سب سے چھوٹی اولاد حضرت زینب بنت ابی سلمہ کے ساتھ کھیلنا اور فرط محبت سے زینب کے بجائے زوینب کہنا جہاں آپ کا ان سے غایت درجہ تعلق اور انسیت ومحبت کو بتاتا ہے۔ وہیں اس کا بھی سبق ملتا ہے کہ بچوں کی تربیت اور پرورش میں ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جو اس کے مزاج و ذہن سے ہم آہنگ ہو اور فطرت وطبیعت کا پورا خیال رکھا گیا ہو، تاکہ بچہ تربیت کی پہلی منزل میں اندازِ بیان اور نفس مضمون کی سختی و درشتگی سے متنفر ہونے کی بجائے اپنے مزاج اور ذوق کے مطابق کلام کو پا کر اس سے دلچسپی کا مظاہرہ کرے اور شوق و رغبت کے ساتھ فکر و ذہن کی اصلاح وتربیت کا اہم فریضہ انجام پاتا رہے۔ ۷۵؎

حضرت زینب بنت ابی سلمہ سے ہی مروی ہے

"جب آپؐ غسل فرماتے تو میری والدہ (ام سلمہ) کہتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب جاؤ جب میں جاتی تو آپ میرے چہرے پر پانی اچھالتے اور فرماتے جاؤ جاؤ۔" ۷۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان سے بے حد تعلق اور دلجوئی و دلبستگی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انداز تربیت کا شاہکار بھی ہے، جو یہ باور کراتی ہے کہ بچوں کی عمر اور ذہنی سطح کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے رکھتے ہوئے پیش آنا چاہیے۔

اس کے علاوہ اولاد ازواج مطہرات کا دیگر امہات المومنین سے ربط و تعلق ان کے گھروں میں جانا ان سے روایت کرنا مثلاً حبیبہ بنت ام حبیبہ کا ام المومنین حضرت زینب بنت جحشؓ سے روایت کرنا، حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ کا حضرت ام حبیبہؓ سے روایت کرنا اور حضرت عائشہؓ کا ھالہ بن ابی ھالہ کے سلسلہ میں آپ کا ھالہ ھالہ کا قول نقل کرنا وغیرہ جیسے واقعات میں بھی آپ کی تعلیم و تربیت کا اثر واضح طور پر نظر آتا ہے۔ جس نے اپنے اور غیر کے فرق کو ختم کر کے تمام امہات المومنین سے ربط و تعلق کو اس طرح استوار کر دیا تھا کہ ان میں سے کسی کے چہرے پر کسی کے سلسلہ میں ناگواری کی شکن ابھرتی اور نہ زبان پر حرف شکایت آتا۔

یہ سب کے سب آپؐ کی تربیت کا کرشمہ ہیں۔ جنہوں نے ان کے اخلاق و اعمال کی درستگی، فکر و نظر کی اصلاح اور علم و فن سے وابستگی کی طرف رہنمائی اس انداز سے فرمائی کہ ان میں سے ہر ایک اخلاق و مروت رشد و ہدایت، تبلیغ و دعوت اور فقہ و بصیرت کے بلند مقام پر فائز ہے۔ جن سے علم و فن کا چراغ روشن ہوا اور رشد و ہدایت کی ایسی کرنیں نمودار ہوئیں جن کی روشنی میں دنیا آج تک علم و تحقیق اور فکر و فن کے جواہر پارے تلاش کر رہی ہے۔

(موجودہ معاشرے کا ایک بہت بڑا المیہ یہ بھی ہے کہ بیوہ یا طلاق یافتہ جو کہ بچوں والی ہو اس سے کوئی شادی کروانے یا بچوں کی ذمہ داری اٹھانے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتا اور اگر کسی مجبوری سے کر بھی لے تو سوتیلے پن کا سلوک کرتا ہے۔ ایسے بچے زیادہ تر لڑکی کے میکے والے پالتے ہیں۔ اس طرح بچے کو دو طرح کی یتیمی سے دو چار ہونا پڑتا ہے ایک باپ کی طرف سے اور دوسرا ماں کی طرف سے۔ یا ایک صورت میں لڑکیاں شادی نہیں کرتیں، خود کوئی کام کاج کرتی ہیں اور ساری زندگی اولاد کو پالتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور ساری جوانی بچوں کی بھینٹ چڑھا دیتی ہیں۔ اس صورت میں وہ بچوں کو تربیت کے لئے وقت بھی نہیں دے پاتیں۔ دوسری طرف اگر خاوند بیوی کے مرجانے یا اپنی بیوی کو طلاق دینے کی صورت میں بچے اپنے پاس رکھتا ہے تو سوتیلی ماں بھی بچوں کو خوش دلی سے نہیں رکھتی۔ بچے احساس محرومی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایسے بچے اگر سماج کے ہتھے چڑھ جائیں تو معاشرے کے لئے آفت بن جاتے ہیں)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عام بچوں سے محبت

آپؐ عام بچوں سے بھی بے حد شفقت فرماتے تھے۔ آپؐ کو بچوں کی تربیت اور ان کے آرام کا ہمیشہ خیال رہتا تھا۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ فرماتے تھے کہ میں نماز شروع کرتا ہوں اور ارادہ ہوتا ہے کہ دیر میں ختم کروں گا۔ دفعتہ کسی بچے کے رونے کی آواز آتی ہے اور میں نماز مختصر کر دیتا ہوں کہ اس کی ماں کو تکلیف ہوتی ہوگی۔ ۷۷ (الف)

جابر بن سمرہؓ صحابی تھے۔ وہ اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے آنحضرتؐ کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپؐ اپنے گھر کی طرف چلے، میں بھی ساتھ ہو لیا کہ ادھر سے چند اور لڑکے نکلے۔ آپؐ نے سب کو پیار کیا اور مجھے بھی پیار کیا۔ ۷۷ (ب)

آپؐ کا معمول تھا کہ سفر سے تشریف لاتے تو راہ میں جو بچے ملتے ان میں سے کسی کسی کو اپنے ساتھ سواری پر آگے پیچھے بٹھاتے۔ راستے میں بچے مل جاتے تو ان کو خود سلام کرتے۔ ۷۸

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اگر مدینہ والوں کی کوئی بچی آ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نہ چھڑاتے۔ اور پھر وہ جہاں چاہتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے جاتی۔ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی دل لگی کے لئے اس کے ساتھ ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلتے رہتے) ۷۹؎

ایک دن خالد بن سعید خدمت اقدس میں آئے۔ ان کی چھوٹی لڑکی بھی ساتھ تھی اور سرخ رنگ کا کرتہ بدن پر تھا۔ آپؐ نے فرمایا سنہ سنہ حبشی زبان میں حسنہ کو حسنہ کہتے ہیں چونکہ ان کی پیدائش حبشہ میں ہوئی تھی اس لئے آپؐ نے اسی مناسبت سے حبشی تلفظ میں حسنہ کی بجائے سنہ کہا۔ آنحضرتؐ کی پشت پر جو مہر نبوت تھی بچے اس سے کھیلنے لگتے تھے وہ بھی مہر نبوت سے کھیلنے لگی خالد نے ڈانٹا تو آپؐ نے فرمایا کہ کھیلنے دو۔ ۸۰؎

حضرت عبداللہ بن بسانیؓ فرماتے ہیں کہ، میری والدہ نے مجھے انگوروں کا ایک خوشہ دیا اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے آؤں، میں وہ لے کر چلا راستے میں میری نیت خراب ہوگئی اور میں وہ خوشہ خود کھا گیا۔ میری والدہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملیں اور ان سے پوچھا کہ خوشہ مل گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، نہیں۔ میری والدہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھ گئے کہ خوشہ میں کھا گیا ہوں، اس واقعے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مجھے راستے میں ملتے تو میرا کان پکڑ کر از راہ مذاق فرماتے یا غدر یا غدر (او چالباز، او چالباز) ۸۱؎

اگر کئی بچے ایک جگہ جمع ہوتے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو ایک قطار میں کھڑا کر دیتے اور پھر اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر بیٹھ جاتے اور فرماتے کہ تم سب دوڑ کر میرے پاس آؤ جو بچہ ہمیں سب سے پہلے چھوئے گا ہم اسے یہ اور یہ دیں گے، بچے بھاگ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیٹ پر گرتا اور کوئی سینہ مبارک پر، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو سینے سے لگا کر پیار کرتے۔ ۸۲؎

ایک دفعہ آپؐ کے پاس کہیں سے کپڑے آئے جن میں ایک سیاہ چادر بھی تھی جس میں دونوں طرف آنچل تھے۔ آپؐ نے حاضرین سے کہا یہ چادر کسے دوں؟ لوگ چپ رہے تو آپؐ نے فرمایا ام خالد کو لاؤ وہ آئیں تو ان کو پہنایا اور دو دفعہ فرمایا۔ پہننا اور پرانی کرنا۔ چادر میں جو بوٹے تھے آپؐ ان کو دکھا دکھا کر فرماتے تھے ام خالد دیکھنا یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنہ ہے یہ سنہ ہے۔ ۸۳؎

حضرت عائشہؓ کم سنی میں بیاہ کر آئی تھیں۔ محلے کی لڑکیوں کے ساتھ وہ کھیلا کرتی تھیں۔ آپؐ جب گھر تشریف لاتے تو لڑکیاں آپؐ کا لحاظ کر کے ادھر ادھر چھپ جاتیں۔ آپؐ انہیں تسلی دیتے اور کھیلنے کو کہتے۔ ۸۴؎

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک مرتبہ کسی کام سے بھیجا، میں نکلا، بازار سے گذرا تو بچے کھیل رہے تھے، میں میں بھی کھیلنے لگ گیا۔ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیچھے سے میری گدی پکڑ لی، جب میں نے مڑ کر دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس رہے تھے، پھر ارشاد فرمایا، اے انس کیا تم وہاں آئے ہو جہاں میں نے تمہیں بھیجا تھا۔ میں نے عرض کیا! اے اللہ کے رسول میں ابھی جاتا ہوں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نو سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی اور مجھے یاد نہیں پڑتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کبھی ڈانٹا ہو۔ ۸۵؎

حقوق لقیط:

لقیط اس بچے کو کہا جاتا ہے جو راستے میں پڑا ہوا ملے اور جس کے والدین کا کچھ پتہ نہ ہو۔ ۸۶؎

فقہی اصطلاح میں لقیط اس بچے کو کہا جاتا ہے جس کا نسب معلوم نہ ہو کیونکہ اس کے گھر والوں نے زنا کی تہمت سے بچنے کے لئے یا کسی اور وجہ سے اس کو پھینک دیا ہو۔

اسلام نے تمام بچوں کی طرح ایسے بچے کو بھی مکمل حقوق دئے ہیں۔

لہٰذا جب راستے میں ایسا بچہ ملے تو اسے زمین سے اٹھانا، اس کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرنا اور اس کی حفاظت کرنا اللہ تعالیٰ کے اس قول کی روشنی میں واجب ہو جاتا ہے:

"وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا" اور جس نے اسے ناحق مرنے سے بچا کر زندہ رکھا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو زندہ رکھا۔ (المائدۃ: ۳۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ بچہ کو زمین سے اٹھانا ہی اسے زندگی دینا ہے۔

آپؐ نے فرمایا بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہیں۔ ۸۷؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''حرام کام حلال کو حرام نہیں کرتا۔'' ۸۸؎

یعنی اگر کسی حرام کام کے نتیجہ میں بچہ پیدا ہوا ہے تو بحیثیت انسان اس کی عظمت اور تکریم میں کوئی فرق نہیں آئے گا وہ پاک ہے۔ اور اگر کوئی مرد کسی عورت بدکاری کرتا ہے تو اس عورت کی بیٹی اس کے لئے حرام نہیں ہوگی۔ بدکاری کا گناہ اور اس کی سزا کے مستحق زنا کرنے والے ہیں بچے کو اس بات کا طعنہ دینا یا اس کو گھٹیا سمجھنا اسلام کی روح کے خلاف ہے۔

قال إن الولد مبخلة مجبنة

''اولاد بخل اور بزدلی کا باعث ہے۔''

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔صحیح مسلم، ج ۲، باب رحمۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الصبیان، قسطلانی، المواھب الدنیہ، ج ۲، ص ۶۹

۲۔امام سیوطی، شمائل الشریفہ، ص ۲۱۹، ح ۶۸۳

۳۔ابن سعد، طبقات، ج ۱، ص ۱۳۵

۴۔ابن سعد، طبقات، ج ۱، ص ۱۳۵

۵۔ایضا

۶۔صحیح مسلم، کتاب الفضائل: رقم الحدیث ۲۳۱۶

۷۔صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان بک لمحزونون، ح ۱۲۴۱

۸۔ایضاً

۹۔ایضاً

۱۰۔سنن ترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی رخصتی فی البکاء المیت، ۱۰۰۵

۱۱۔ابن سعد طبقات، جلد ۸، ص ۲۲

۱۲۔مسند احمد، المستدرک، الصحیحین، کتاب المعرفۃ الصحابۃ، ۴۷۹۰

۱۳۔صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل فاطمۃ رضی اللہ بنت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: رقم الحدیث ۲۴۵۰

۱۴۔ ابن حبان، ال إحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، کتاب إخبارہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن مناقب الصحابۃ، رجالہم ونسائہم، ذکر إخبار المصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمۃ رضی اللہ عنہا أنہا أولاحق بہ من أہلہ بعد وفاتہ: رقم الحدیث ۶۹۵۳

۱۵۔سنن أبی داؤد، أبواب السلام، باب فی القیام: رقم الحدیث ۵۲۰۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶۔مسلم، کتاب فضائل صحابہ، باب فضائل فاطمہ، ج ۷، ص ۱۴۱
۱۷۔صحیح مسلم: رقم الحدیث ۲۴۴۹
۱۸۔رسائل ومسائل، ج ۳، ص ۴۰۹۔۴۱۱
۱۹۔محب الطبری، ذخائر العقلی، فصل ۴، ص ۱۵۶
۲۰۔ابن حجر، الاصابہ، ج ۴، ص ۱۲۱، الاستیعاب، ج ۴، ص ۱۲۶
۱۲۔صحیح بخاری، کتاب الجنایز، ح ۱۲۲۵
۲۲۔ابن اسیر الجزری، اسد الغابہ، جلد ۵، ص ۶۰۷
۲۳۔سیرت شامی، جلد ۱۱، ص ۳۴
۲۴۔ذہبی، سیر اعلام النبلاء، موسسہ الرسالہ بیروت، ۱۴۰۵ھ، ج ۲، ص ۱۱۹
۲۵۔بلازری، انساب الاشراف، ج ۱، ص ۴۰۱
۲۶۔الاصابہ، ج ۴ ص ۲۳۱
۲۷۔ایضا
۲۸۔صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب إذا حمل صغیرة علی عنقه فی الصلاة: رقم الحدیث ۵۱۶، صحیح مسلم: کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب جواز الصبیان فی الصلاۃ: رقم الحدیث ۵۴۳
۲۹۔سنن أبی دوٗاد، کتاب الصلاۃ، باب العمل فی الصلاۃ، رقم الحدیث ۹۱۶
۳۰۔ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج ۳، ص ۲۴۹
۳۱۔مسند أبی یعلی: رقم الحدیث ۵۰۱۷
۳۲۔المسند: ۱۶۰۳۳
۳۳۔ہامش المسند: (۲۵/۴۲۰)
۳۴۔ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب الحسین، ج ۵ ص ۶۵۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۵۔ بخاری کتاب الاداب، باب رحمۃ الولد، ج ۷، ص ۷۵

۳۶۔ البانی، سلسلۃ الصحیحہ، ح، ۷۰

۳۷۔ بخاری، بدء الخلق، باب مناقب الحسن والحسین، ج ۴، ص ۲۱۴، ۲۱۶؛ ابن حبان، الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، کتا اخبارہ ﷺ مناقب الصحابۃ رجالھم ونسائھم، ج ۱۵، ص ۴۳۱

۳۸۔ ایضا، ص ۲۵۶۔ ۶۵۷

۳۹۔ الاصابہ، ج ۱، ص ۳۲۹

۴۰۔ ا، صحیح مسلم، کتاب الفضائلا دب، ص ۵۰

۴۱۔ المسند: رقم الحدیث ۱۷۵۶۱

۴۲۔ ابن ماجہ: رقم الحدیث ۱۳۱

۴۳۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل الحسن والحسین رضی اللہ عنہما: رقم الحدیث ۲۴۲۱

۴۴۔ صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابۃ، باب مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہما: رقم الحدیث ۳۷۴۹، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل الحسن والحسین رضی اللہ عنہما: رقم الحدیث ۲۴۲۲

۴۵۔ المسند: رقم الحدیث ۲۲۹۹۵، سنن أبي داؤد، تفريع أبواب الجمعة، باب الإمام يقطع الخبطة للأمر يحدث: رقم الحدیث ۱۱۰۵

۴۶۔ سنن ابن ماجۃ، کتاب الأدب، باب بر الوالد وال إحسان إلى البنات: ۳۶۶۶

۴۷۔ صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب رحمۃ الولد وتقبیلہ معانقتہ: رقم الحدیث ۵۹۹۴

۴۸۔ فتح الباری: ۱۰، ص ۴۲۷

۴۹۔ ایضاً

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۰۔صحیح بخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الوالدین

۵۱۔ایضا

۵۲۔صحیح مسلم، کتاب البر والصلہ باب فضلا لاحسان الی البنات

۵۳۔سنن أبی داؤد، کتاب الصلاۃ، تفریع الوتر، باب القنوت فی الوتر: رقم الحدیث ۱۴۲۲

۵۴۔صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ومعانقتہ: رقم الحدیث ۵۹۹۷، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الصبیان والعیال وتواضعہ وفضل ذلک: رقم الحدیث ۳۳۱۸

۵۵(الف)۔مسند ابی یعلی الموصلی، رقم الحدیث، حدیث، ۵۹۹، جلد ۸، ص ۳۶۵

۵۵(ب)۔ابن سعد، طبقات، جلد ۸، ص ۲۶

۵۶۔سنن ابی دواؤد، کتاب اللباس، ج ۲، ص ۵۷۲

۵۷۔علی متقی ہندی، کنز العمال، جلد ۶، روایت ۲۴۴۲، ص، ۱۴۹

۵۸۔اوجز السیر لابن فارس، بحوالہ مفتی محمد شفیع، سیرت رسول اکرمؐ، ص ۱۵۲

۵۹۔صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب مایذکر فی صدقۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رقم الحدیث

۶۰۔المسند، رقم الحدیث، ح ۱۷۳۱، ج ۳، ص ۲۵۵

۶۱(الف)۔شرح صحیح بخاری لابن بطالح ج ۳، ص ۵۴۳

۶۱(ب)۔ریاض الصالحین، ص ۱۶۱، فتح الباری، ج ۳، ص ۳۵۵

۶۲۔صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب تحریم الزکاۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۔۔۔، جزء من رقم الحدیث ۱۶۱۔(۱۰۶۹) ج ۳ ص ۷۵۱

۶۳۔صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب اخذ صدقۃ التمر عند صرام النخل، وھل یترک الصبی فیمس تمر الصدقۃ؟، رقم الحدیث ۱۷۵۸، ج ۳، ص ۳۵۰۔۳۵۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۴۔المسند، جزء من رقم الحدیث ۱۷۲۵، ۳/۲۵۱

۶۶۔شبلی، علامہ، سیرۃ النبی، ج ۲، ص ۴۰۳

۶۷۔ظہور الحسن، سید، ازواج النبی، ص ۸۷۷

۶۸۔ابن اثیر، علامہ، اسد الغابہ، ج ۵، ص ۷۲

۶۹۔ابن عبدالبر، الاستیعاب، ج ۳، ص ۵۶۲

۷۰۔الاستیعاب، جلد دوم، ص ۲۱۴

۷۱۔الاصابہ، جلد چہارم، ص ۱۸۳

۷۲۔الاستیعاب، جلد ۴، ص ۲۶۱

۷۳۔ابن حجر، حافظ، الاصابہ، ج ۲، ص ۶۴۱

۷۴۔سنن ابن ماجہ، باب الاکل بالیمین، ح ۳۲۶۷، کتب الستہ

۷۵۔کنز العمال، ج ۷، ص ۸۵

۷۶۔ابن اثیر، اسد الغابہ، ص ۴۶۸

۷۷ (الف)۔بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب من اخف الصلوٰۃ عند بکاء الصبی، ج ۱ ص ۱۷۴

۷۷ (ب)۔مسلم، کتاب الفضائل، باب طیب رائحۃ النبی، ج ۷ ص ۸۱

۷۸۔ابوداود، کتاب الادب، باب السلام علی الصبیان، ج ۵، ص ۳۸۳

۷۹۔ریاض الصالحین، ص ۲۶۷

۸۰۔بخاری کتاب الادب، باب من ترک صبیۃ غیرہ حتی تلعب، ج ۷ ص ۷۴

۸۱۔سہل الہدی، ج ۷، ص ۱۱۵

۸۲۔مسند احمد، ج ۱، ص ۴۱۴

۸۳۔بخاری کتاب الباس، باب الحمیۃ السواد، ج ۷، ص ۴۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۴۔ابو داود، کتاب الادب، باب اللعب بالبنات، ج ۵، ص ۲۲۶

۸۵۔مسلم، کتاب فضائل صحابہ، باب من فضائل انس بن مالک، ح، ۲۳۰۳، کتاب الادب باب فی السلام علی الصبیان، ح ۵۲۰۲

۸۶۔المعجم الوسیط، جلد ۲، ص ۴۱

۸۷۔ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب الولد للفراش وللعاھر الحجر

۸۸۔ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب لا یحرم الحرام الحلال، ح ۲۰۱۵، تفصیل کے لئے دیکھیں، تفسیر احسن البیان، از حافظ صلاح الدین یوسف، نساء آیت: ۲۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

تربیت اولاد سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

نسل انسانی کی تربیت تمام انبیائے کرام کا فرض منصبی رہا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں عملی نمونہ پیش کر کے دکھایا کیونکہ اللہ تعالیٰ آپؐ کے فرض منصبی کے بارے میں قرآن میں فرمایا:

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (العمران:۱۶۴)

''اور وہ انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے۔''

آیت مبارکہ میں کتاب وحکمت کی تعلیم سے مراد قرآن وسنت کی تعلیم ہے اور یُزَكِّيهِمْ سے مراد لوگوں کی ظاہری وروحانی اور ذہنی تربیت واصلاح نفس ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تربیت کے سلسلے میں امت کی خاص رہنمائی فرمائی۔ آپؐ نے تربیت کے سلسلے میں جو اصول وضع فرمائے ہیں وہ ایسے موثر اور فطری ہیں کہ بغیر کسی مشقت کے بچہ نشوونما کے ساتھ ساتھ ذہنی، اخلاقی بلندی کو بھی پالیتا ہے۔ آپؐ کے مطابق بچے کو شروع سے ہی ایسی تربیت دی جانی چاہیے کہ اس کا قلب ودماغ اللہ اور اس کے رسول کی محبت وعظمت سے رنگ جائے۔

بچوں کو اسلامی تعلیمات سے شناسا کرنے اور انہیں اسلامی آداب زندگی سکھانا ماں باپ کا فرض ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اکرموا اولادکم واحسنوا ادبھم

''اپنی اولاد کے ساتھ نیک سلوک کرو اور انہیں ادب سکھاؤ۔''[۱]

ظاہری اور جسمانی نشوونما کے بعد اولاد کی باطنی اور روحانی تربیت کا درجہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن پاک نے فرمایا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (تحریم:٦)

''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ۔''

اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچانا خاندان کے بزرگ کا فرض ہے، یہ آگ جہنم کی آگ ہے، مگر اس سے مقصود ان تمام برائیوں، خرابیوں اور ہلاکتوں سے ان کی حفاظت ہے، جو بالآخر انسان کو دوزخ کی آگ کا مستحق بنا دیتی ہے۔

ایک اور موقع پر فرمایا کہ باپ کا اپنے بچہ کو کوئی ادب سکھانا ایک صاع صدقہ سے بہتر ہے، ایک دفعہ یہ فرمایا کہ کوئی باپ اپنے بچہ کو اس سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کو اچھی تعلیم دے۔ ۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچپن کو اس طرح پیش فرمایا ہے، گویا یہ ایک جنت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

الأطفال دعاميص الجنة ۳؎

''بچے جنت کی تتلیاں ہیں۔''

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے:

عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَهْلا . عَنِ اللّٰهِ مَهْلا فَإِنَّهُ لَوْلا شُيُوخٌ رُكَّعٌ وَشَبَابٌ خُشَّعٌ وَأَطْفَالٌ رُضَّعٌ وَبَهَائِمُ رُتَّعٌ لَصَبَّ عَلَيْكُمُ الْعَذَابَ صَبًّا.

''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر ننھے بچوں کو ماں کا دودھ نہ پلایا جا رہا ہوتا، بوڑھے لوگ عبادت میں جھکے نہ ہوتے اور جانور میدان میں چر نہ رہے ہوتے تو یقیناً تم پر سخت عذاب نازل ہوتا۔'' ۴؎

گویا یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بچوں کا اس درجہ خیال اور فکر ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے سبب لوگوں پر عذاب نازل نہیں کیا۔

بچے کی تربیت کا پہلا ماخذ قرآن مجید ہے۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے حدود مقرر کر دی ہیں ۔ جگہ جگہ نیکو کاروں کیلئے انعامات کا اعلان کیا اور نیکی کی طرف ترغیب دی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فاسقوں کافروں اور نافرمانوں کے لئے قرآن پاک میں جگہ جگہ خوفناک عذاب کا بیان کر کے انہیں ڈرایا دھمکایا ہے تا کہ انسان برے کاموں سے بچے اور فلاح کی طرف گامزن ہو۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے نبی کہہ دو کہ اگر تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز و اقارب اور تمہارے کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم خوف اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں تم کو اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں جہاد سے عزیز ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کرتا۔'' (التوبہ؛ ۲۴)

ان سب امور کا مقصد یہ ہے کہ انسان میں تقویٰ پیدا کیا جائے اور اسے ایسی صراط مستقیم دکھائی جائے جس پر چل کر وہ فلاح یاب ہو سکے۔ اور صحیح طور پر پروان چڑھ سکے۔ اور قرآن پاک بار بار ترغیبات اور ترجیحات کو بیان کر کے انسان کے اندر ایسا شعور پیدا کرتا ہے جو اسے خیر کی جانب متوجہ رکھتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے۔

ہر خاندان اپنے ماحول اور معاشرہ کے مطابق بچوں کی شخصیت کی تعمیر کا خواہش مند ہوتا ہے۔

محمد قطب تربیت کا مقصد و اہمیت اس طرح بیان فرماتے ہیں:

''اسلام کا نظام اچھا شہری تیار نہیں کرتا بلکہ اسلام کے نظام تربیت کا مقصد اچھا انسان تیار کرنا ہے۔ وہ انسان جو مکمل انسان ہو جس میں انسانیت کے سارے پنہاں جوہر نمایاں ہو گئے ہوں اور جو صرف جغرافیائی حدود میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک وطن کا اچھا شہری نہ ہو بلکہ پوری روئے زمین کا اچھا شہری بہترین باشندہ اور انسان ہو۔'' ۵؎

اسلام کے نظام تربیت میں تربیت کا آغاز اسی دن سے ہو جاتا ہے جب ایک بچہ اس دنیا میں آنکھ کھولتا ہے۔ اسی بناء پر اسلام اس بات کا خاص خیال رکھتا ہے کہ بچہ میں جو پیدائشی طور پر متعدد قوتیں پائی جاتی ہیں ان کو مدنظر رکھ کر ان کی تربیت کی جائے اور اسلام یہ ذمہ داریاں مسلمان والدین پر عائد کرتا ہے کہ جونہی بچے میں سمجھ اور شعور پیدا ہو اس وقت سے ہی اسے ایمان کی بنیادی باتیں اور اصول سمجھائے جائیں اور جب بچہ سمجھدار ہو جائے تو اسے ارکان اسلام کا عادی بنایا جائے۔ قرآن کا مزید بیان ہے کہ ''اپنے اہل وعیال کو نماز کا حکم دیجیے اور خود بھی اس کے پابند رہیے۔'' (سورۃ طٰہٰ: ۱۳۲)

یہ تمام صورتحال اسی بناء پر ممکن ہے کہ جب بچوں میں قرآن کریم کی آیات کی محبت، فضیلت اور اہمیت اجاگر کی جائے جیسا کہ اصحاب رسول اللہ اپنے بچوں کی تربیت قرآن کریم کی محبت اور قرآن حکیم کے احکامات کے مطابق کیا کرتے تھے یعنی مراد یہ ہے کہ انہیں قرآن کی محبت سکھاتے اور قرآن مجید پڑھنے کو کہتے تھے۔

''عبداللہ بن عمرو بن العاص جو عبادلہ اربعہ اور علماء صحابہ میں سے تھے آپ بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم کا حکم دیا کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں قرآن پاک کو لازم پکڑو، لہٰذا قرآن سیکھو اور اپنے بچوں کو سکھاؤ۔ اس کے متعلق تم سے باز پرس ہوگی اور اس کا تمہیں بدلا ملے گا۔ صاحب عقل کے لئے ہی قرآن واعظ ہونے کے لئے کافی ہے۔''

جب بچہ بولنے لگے تو اسے سب سے پہلے اللہ کا نام سکھانا چاہیے۔ فرمایا:

اذا فصح اولادکم فعلموھم لا الہ الا اللہ ثم لا تبالو امتی ماتوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب تمہارے اولاد بولنے لگے تو اسے لا الہ الا اللہ سکھاؤ پھر ان موت آنے تک فکر مت کرو۔''۶؎

پھر جب بچہ سمجھ بوجھ کے قابل بن جائے تو والدین کو چاہیے کہ اسے اللہ کی محبت و عظمت اور سنت رسولؐ کے مطابق آداب وتہذیب سکھائیں۔ اس بارے میں نبی کریمؐ نے فرمایا:

لان یودب الرجل ولدہ خیر من ان یتصدق بصاع

''آدمی کا اپنی اولاد کو شریعت کے مطابق آداب شرعی کی تعلیم دلانا، ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔''۷؎

قال عمر رضی اللہ عنہ: من لم یؤدبہ الشرع لا أدبہ اللہ

حضرت عمرؓ نے فرمایا، جسے شریعت مودب نہ کر سکے اسے اللہ بھی مو دب نہیں کرتا۔ ۸؎

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اپنے بچوں کو تین باتیں سکھاؤ، اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور ان کے اہل بیت کی محبت اور قرآن کریم کی تلاوت اس لئے کہ قرآن کریم یاد کرنے والے روز محشر میں اللہ کے عرش کے سایہ میں جس روز اس کے سایہ کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا انبیاء اور منتخب لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔۸؎ الف

اولاد کی بہترین تربیت کے حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا

ما نحل والدو لدہ من نحل افضل من أدب حسن

باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دیتا ہے اس میں سب سے بہتر عطیہ اولاد کی اچھی تربیت ہے۔۹؎

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت صدقہ جاریہ ہے۔

ماں باپ بچوں کو جس سانچے میں چاہیں ڈھال سکتے ہیں اور جس رنگ میں چاہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رنگ سکتے ہیں۔ بچوں کا بگڑنے اور سنوارنے کا انحصار گھر اور اس کے ماحول پر ہے۔ بچپن میں سکھائی گئی عادات اس کی ساری زندگی کی بنیاد بن جاتی ہیں اور وہ اچھی ہوں یا بری۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ فأبواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ ۱۰؎

''ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔''

بچوں کو اسلامی تعلیمات سے شناسا کرنے اور انہیں اسلامی آداب زندگی سکھانا ماں باپ کا فرض ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ وَأَحْسِنُوا أَدَبَهُمْ

''اپنی اولاد کے ساتھ نیک سلوک کرو اور انہیں ادب سکھاؤ۔'' ۱۱؎

حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من کان عندہ صبی فلیتصاب لہ

''جس کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو تو وہ اس کی اچھی تربیت کرے۔'' ۱۲؎

ان احادیث مبارکہ سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ اولاد کی اچھی تربیت صدقہ جاریہ ہے۔

اولاد پر خوش دلی سے دولت خرچ کرنا

عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خیر الصدقۃ ما کان عن ظھر غنی وابدأ بمن تعول ۱۳؎

''حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بہترین خیرات وہ ہے جسے دینے پر آدمی مالدار ہی رہے اور ابتداء ان سے کرو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو تمہاری نگرانی میں ہیں جن کے کھلانے پہنانے کے تم ذمہ دار ہو۔"

عن عمر رضی اللہ عنہ أن النبی ﷺ کان یبیع نخل بنی النضیر ویحبس لأھلہ قوت سنتھم ۱۴؎

"حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی نضیر کے باغ کی کھجوریں بیچ کر اپنے گھر والوں کے لیے سال بھر کی روزی جمع کر دیا کرتے تھے۔"

بچے کو سچ بولنے کی عادت ڈالنا

آپؐ نے تربیت کے حوالے سے اس بات پر زور دیا ہے کہ بچے کی تربیت اس طرح کی جائے کہ شروع ہی سے اس کے دل و دماغ میں سچ بولنے اور حق کا ساتھ دینے کا جذبہ پیدا کیا جائے اور جھوٹ سے نفرت پیدا کی جائے کیونکہ یہ وہ غیر اخلاقی حرکت ہے جسے بچے بہت جلد اپنا لیتے ہیں۔ والدین اور وہ تمام افراد جن پر بچے کی تربیت کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے انہیں ہر حال میں بچے کو سچ بولنے کا حکم، اور جھوٹ بولنے سے متنفر کرنا چاہیئے۔ اس بارے میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ خود بھی ان کے ساتھ جھوٹ نہ بولیں۔ جب والدین خود بچے کے سامنے جھوٹ بولیں گے تو ان کی نصیحت کارگر نہیں ہوگی۔

بچہ والدین کے قول و فعل کے تضاد سے جھوٹ سیکھتا ہے۔ جیسے کوئی ملنے آ جائے یا کسی کا فون آ جائے جو آپ سننا نہیں چاہتے تو بچے سے کہا جاتا ہے کہ کہہ دو ابو گھر پر نہیں۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

من قال لصبی تعال ھاک ثم لم یعطہ فھی کذبۃ ۱۵؎

"جس شخص نے بچے سے کہا کہ آ جاؤ، لے لو اور پھر اسے کچھ نہ دیا تو یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی جھوٹ ہے۔"

"عبداللہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن جب کہ رسولؐ اللہ ہمارے گھر تشریف رکھتے تھے۔ میری والدہ نے مجھے بلایا یہاں آ، میں تجھے ایک چیز دوں گی تو حضورؐ نے فرمایا کہ تم اسے کیا دینا چاہتی ہو۔ والدہ نے کہا میں اسے کھجور دینا چاہتی ہوں آپؐ نے والدہ سے فرمایا اگر تو دینے کے لئے بلاتی اور نہ دیتی تو تیرے اعمال نامہ میں جھوٹ لکھا جاتا۔" ۱۶؎

عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی أن یدع طعامہ وشرابہ ۱۷؎

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص (روزہ کی حالت میں) جھوٹ بات کرنا اور فریب کرنا اور جہالت کی باتوں کو نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔"

عن بھز بن حکیم قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ویل للذی یحدث فیکذب لیضحک بہ القوم ویل لہ ویل لہ ۱۸؎

"حضرت بہز بن حکیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے، ہلاکت ہے اس کے لیے جو اس غرض سے جھوٹ بولے کہ اس سے لوگ ہنسیں۔ ہلاکت ہے اس کے لیے! ہلاکت اس کے لیے۔"

سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من ترک الکذب وھو باطل بنی لہ فی ربض الجنۃ "جو شخص ناحق و ناروا جھوٹ بولنا چھوڑ دے۔ اس کے لئے جنت کے کنارے (ایک محل) بنایا جاتا ہے۔" اور سیدنا ابن عمرؓ سے مروی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک حدیث سنن ترمذی ہی میں یوں ہے کہ وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو (حفاظت کرنے والا فرشتہ) اس کے جھوٹ کی بو سے اس سے کوسوں دور چلا جاتا ہے۔

بچوں کو تحفہ دینا اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرنا

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ صحابہ کرام کا یہ معمول تھا کہ جب وہ فصل کا پہلا پھل حاصل کرتے تو اسے رسولؐ اللہ کے پاس لے آتے آپ اسے پکڑ کر فرماتے ''اے اللہ! ہمارے پھلوں میں برکت فرما دے ہمارے شہر میں برکت فرما دے ہمارے ناپ تول کے پیمانوں میں برکت فرما دے۔'' پھر سب سے چھوٹے بچے کو بلا کر اسے وہ پھل عنایت فرما دیتے۔ ۱۹؎

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے رسولؐ اللہ کے ساتھ ظہر یا عصر کی نماز پڑھی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے ہمیں فرمایا اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو پھر آپؐ نے فرمایا مٹھائی کا برتن لے آؤ اس میں سے آپ ایک ایک آدمی کو ایک ایک عطا فرمانے لگے میری باری آئی تو مجھے بھی آپؐ نے عطا فرمایا، میں اس وقت لڑکا تھا پھر آپؐ نے فرمایا، ''میں تمہیں مزید کھلا دوں'' میں نے عرض کیا ہاں تو آپؐ نے مجھے مزید عطا فرمایا پھر فرمانے لگے ''میں تمہیں اور دوں''؟ میں نے عرض کیا ہاں آپؐ نے مجھے تھوڑا سا اور دے دیا اس کے بعد تقسیم کرتے کرتے آخری شخص تک پہنچے۔

حضرت سائب بن یزیدؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے رسولؐ اللہ کو دیکھا میرے ساتھ کچھ اور لڑکے بھی تھے ہم آپؐ کے پاس گئے تو آپؐ کھجوریں کھا رہے تھے اور آپؐ کے پاس کچھ صحابہ کرامؓ بھی تھے۔ آپؐ نے ان کھجوروں میں سے ایک ایک مٹھی ہمیں عطا فرمائی اور ہمارے سر پر ہاتھ پھیرا۔ آپؐ بچوں سے سچ بولنے اور جھوٹے سے بچنے کی تاکید فرماتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچوں کو ان کی سمجھ کے مطابق تعلیم و نصیحت کرنا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ آپؐ کے چچا زاد بھائی تھے۔ آپؐ سے صحبت یاب ہوئے۔ ایک مرتبہ ایک سواری پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے بیٹھے اس دوران میں آپؐ نے انہیں براہ راست اور سہل و مختصر انداز میں ان کی عمر اور استعداد کے مطابق چند باتوں کی تعلیم دی۔

''اے بیٹا میں تمہیں کچھ باتیں سکھائے دیتا ہوں تم اللہ کی شریعت کی پابندی کرو وہ تمہاری حفاظت کرے گا تم اس کی شریعت کی پابندی کرو گے تو تم اسے پانی مدد کے لئے تیار پاؤ گے تم جب بھی مانگو اللہ تعالیٰ سے مانگو جب مدد چاہو اللہ تعالیٰ سے چاہو تم یہ بات ذہن میں رکھو کہ اگر سارے لوگ اکٹھے ہو کر تمہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے جو اللہ نے تمہارے مقدر میں رکھا ہے اور اگر پوری دنیا تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچانے کے لئے اکٹھی ہو جائے تو وہ تمہیں اس کے علاوہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں لکھ رکھا ہے قلم رک گئے ہیں اور نامے خشک ہو چکے ہیں۔'' ۲۰؎

دوران گفتگو دلکش الفاظ کا استعمال:

بچے میں خود اعتمادی پیدا کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اس کا نام لے کر یا اس کا پسندیدہ نام لے کر کنیت کے ساتھ یا خوبصورت لقب کے ساتھ بلایا جائے اوپر دی گئی روایات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچوں کو مخاطب کرنے کے لئے اس طرح کے الفاظ سے انہیں پکارا۔ ''اے لڑکے! میں تمہیں چند کلمے سکھاتا ہوں، لے لڑکے! بسم اللہ پڑھو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اے لڑکے! تم مجھے اجازت دو تو میں اسے بڑوں کو دے دیتا ہوں، کبھی فرمارہے ہیں یا بنی (پیارے بیٹے)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچوں کو کھیلنے کی ترغیب دلانا

بچوں کی مناسب نشوونما کے لیے کھیل کی اہمیت مسلمہ ہے۔ بچہ جوں جوں بڑا ہوتا ہے اس کے جسمانی قوی میں نشوونما کی رفتار بھی بڑھنے لگتی ہے۔ اسی رفتار کے تناسب سے بچے کو صحت پرور مشاغل اور دلچسپ مصروفیات درکار ہوتی ہیں۔ اگر بچے کو اس عمر میں صحت مند مشاغل مہیا نہ کئے جائیں اور ماحول کو دلچسپ مصروفیات کے لئے سازگار نہ بنایا جائے، تو بے کار رہنے کی وجہ سے بچے کے بگڑنے کا پورا احتمال موجود رہتا ہے۔ اس صورت میں مناسب ہوگا کہ اپنے بچے کے لئے عمر اور صلاحیت کے مطابق دلچسپ اور تعمیری مشاغل فراہم کریں۔

ہر بچے میں اپنے قد اور ضرورت کے لحاظ سے توانائی کا ذخیرہ موجود ہوتا ہے۔ کھیل کے ذریعے اس فاضل توانائی کا اخراج ہوتا رہتا ہے۔ اگر اس فاضل توانائی کو خارج کرنے کے لیے بچے کو مواقع نہ ملیں تو یہ فاضل توانائی بچے کے جسم کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔

کھیل بچے کو مستقبل میں زندگی کی ذمے داریوں کو پورا کرنے کی بھی مشق فراہم کرتا ہے۔ بچیاں گڑیوں کے کھیل سے امور خانہ داری کی انجام دہی کا سلیقہ سیکھتی ہیں اور بچے مختلف کھیلوں سے مختلف ذمے داریوں کو ادا کرنے کی تربیت حاصل کرتے ہیں۔

ترمذی کی روایت ہے:

عذامة الصبی فی صغه زیادة فی عقله فی کبره

"بچے کا بچپن میں کھیل کود اور چاق و چابند ہونا بڑے ہو کر اس کے عقلمند ہونے کی دلیل ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف بچوں کو کھیل کود کی اجازت اور ترغیب دی بلکہ خود بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیر وتفریح اور کھیل کود میں حصہ لے کر بہترین اسوہ چھوڑا کیونکہ متوازن زندگی کے لیے صحت بخش اور دل چسپ مشاغل کا اختیار کرنا بھی ضروری ہے۔

نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد سیر وتفریح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبوب مشغلہ تھا۔ کبھی تنہا اور کبھی صحابہؓ کے ساتھ باغوں کی طرف نکل جاتے اور کافی دیر تک مجلس جمائے رہتے۔ دوڑ اور تیر اندازی کے مقابلے کراتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

علیکم بالرمی کانه من خیر لهوکم ۲۱؎

تم تیر اندازی سیکھو اس لئے کہ یہ تمہارے کھیل کود میں سے بہتر کھیل ہے۔"

عید کے روز کچھ حبشی ڈھال اور نیزوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر جھجکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خذوا یا بنی ارفدۃ حتیٰ تعلم الیهود و النصاری ان فی دیننا فسحة

"اے حبشی بچو! کھیلتے رہو تا کہ یہود ونصاری کو پتہ چل جائے کہ ہمارے دین میں وسعت ہے۔"

ام المومنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حجرے کے باہر کھڑے تھے جبکہ کچھ حبشی نیزوں کے ساتھ کھیل رہے تھے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کان اور کندھوں کے درمیان سے حبشیوں کو کھیلتے دیکھتی رہی۔ ۲۳؎

عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر پر تھی اور اس وقت میں جوان تھی۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا تم آگے نکل جاؤ۔ جب وہ کافی دور نکل گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آؤ دوڑ لگاتے ہیں، عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں، میں پتلی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دبلی تھی میں دوڑ میں آگے نکل گئی۔ کچھ سالوں کے بعد جب میرا جسم بھاری ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ ایک سفر میں ایسا ہی کیا، اس دوڑ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے نکل گئے اور مسکراتے ہوئے فرمایا یہ اس سابقہ دوڑ کا بدلہ ہے۔ ۲۴؎

عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ عمر فاروقؓ اور زبیر بن عوام کا دوڑ کا مقابلہ ہوا تو زبیرؓ آگے نکل گئے اور فرمایا! رب کعبہ کی قسم میں جیت گیا۔ پھر کچھ عرصے بعد دوبارہ مقابلہ ہوا تو عمر فاروقؓ جیت گئے اور انہوں نے بھی وہی فقرہ دہرایا، رب کعبہ کی قسم، میں جیت گیا۔ ۲۵؎

اکھاڑے میں پوری دل چسپی سے شریک رہتے، ایسے موقعوں پر ہنسی مذاق بھی ہوتا، تیرنے کا بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شوق تھا۔ کبھی کبھی تیراکی کے مقابلے کراتے اور خود بھی مقابلے میں شرکت فرماتے۔ وقفے کے بعد بارش پڑتی تو تہبند باندھ کر پھوار میں نہایا کرتے۔ کبھی تفریحاً کسی کنویں میں پیر لٹکا کر اس کے دہانہ پر بیٹھ جاتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان معمولات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ متوازن زندگی کے لیے سیر وتفریح اور کھیل کود نہ صرف جائز بلکہ ناگزیر ہے۔ مگر افسوس ان لوگوں پر ہے، جنہوں نے اسلام کو ایک ایسا مذہب بنا کر پیش کیا ہے، جس میں کھیل کود اور سیر وتفریح کی کوئی گنجائش نظر نہیں آتی۔ اگر آج کسی دینی راہ نما کو کرکٹ کھیلتے ہوئے دیکھ لیا جائے تو اس کی دینی حیثیت مجروح ہو جائے گی۔ کاش اسلام کا وسیع اور ہمہ گیر تصور پھر سے اجاگر ہو جائے اور دنیا یہ جان لے کہ اسلام ایک ایسا نظام حیات ہے جو انسان کی فطرت سے کسی موڑ پر بھی متصادم نہیں ہے۔

بچے کی اپنی کچھ الجھنیں اور پریشانیاں ہوتی ہیں۔ اس کے بہت سے جبلی تقاضے پورے نہیں ہو پاتے۔ جس کی بنا پر وہ کلفت و اضطراب محسوس کرتا ہے۔ کھیل کود کے ذریعے بچے کے مجروح جذبات کی تسکین ہوتی ہے اور اس کو ذہنی کلفتوں سے چھٹکارا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصیب ہوتا ہے۔

نشوونما کے مختلف مراحل پر بچے کا ذہن اور جسم مختلف تقاضے کرتے ہیں۔ کھیل کود سے ان تقاضوں کی تکمیل ہوتی ہے۔

بچے میں رشک ورقابت اور مقابلہ ومسابقت کے جذبات ودیعت ہیں۔ کھیل سے ان جذبات کی بھرپور تسکین ہو جاتی ہے۔ دیگر صورت میں یہ جذبات غلط رخ اختیار کر کے بری عادتوں کا پیش خیمہ بن سکتے ہیں۔

اچھے اور کامیاب والدین وہ ہیں جو بچے کے ذوق کی تکمیل کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ چہل قدمی کے لئے اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ قدرتی مناظر اور تاریخی مقامات کی سیر وتفریح کا بندوبست کرتے ہیں۔ سامان کی خرید وفروخت کے لئے اس کو اپنے ہمراہ بازار لے جاتے ہیں۔ بے پناہ مصروفیت کے باوجود انے بچوں کے فطری شوق کی تکمیل کے لئے وقت اور پیسے کی قربانی دیتے ہیں۔ ان کاموں میں زیادہ دخل اندازی نہیں کرتے، اس کے ساتھ بلاوجہ روک ٹوک روا نہیں رکھتے، گھریلو ماحول کو نہایت فرحت انگیز بنائے رکھتے ہیں۔ اس کے لئے مختلف دلچسپ مشاغل فراہم کرتے ہیں۔ بیت بازی، چٹکلے، پہیلیاں، قصے کہانیاں اور تعلیمی کھیل وغیرہ سے بچے کی دلچسپیوں کو برقرار رکھتے ہیں۔ کبھی بھی اکتا دینے والا ماحول پیدا نہیں ہونے دیتے۔

ان اللہ سائل کل راع عما استرعاہ احفظ ذلک ام ضیع؟
حتی یسال الرجل عن اھل بیتہ [۲۶]

"اللہ تعالیٰ جس بندے کو بھی کچھ لوگوں کا نگران بناتا ہے چاہے وہ تھوڑے ہوں یا زیادہ وہ ضرور قیامت کے روز اس بندے سے باز پرس کرے گا کہ اس نے اپنے ماتحتوں کو دین پر چلایا یا انہیں ضائع کر دیا۔ یہاں تک کہ خاص طور پر اس کے گھر والوں کے بارے میں بھی محاسبہ کرے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچوں کے کھلونوں کی قدر:

حضرت حسینؓ کے پاس بچپن میں کتے کا ایک بچہ تھا۔ جس سے وہ دل بہلایا کرتے تھے اس طرح ابوعمیر بن ابوطلحہؓ کے پاس ایک پرندہ تھا جس سے وہ کھیلا کرتے تھے۔ ۲۷۔

حضرت عائشہؓ کے پاس کھلونے تھے۔ یہ نبی کریمؐ کی طرف سے بچوں کو کھلونوں کی ضرورت ہونے کا اعتراف و اقرار ہے، اسی طرح جب حضرت جبرائیلؑ کتے کی موجودگی میں رسولؐ اللہ کے گھر میں داخل ہونے سے انکاری ہو گئے جب کہ آپؐ کو اس کی موجودگی کا علم نہیں تھا تو آپؐ نے حضرت حسینؓ کو زجر و توبیخ تک نہیں کی اور نہ انہیں ان کے کھلونے سے محروم کیا، یہی صورتحال ابوعمیر کے پرندے کی ہے۔ اسی طرح یقیناً ہم یہ کہیں گے کہ یہ تو نبی کریمؐ کی طرف سے بچے کے کھلونے کی قدردانی ہے کیونکہ اس سے اس کی عقل پروان چڑھتی ہے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے سوچا کہ اب آپؐ قیلولہ فرمائیں گے یہ سوچ کر کھیلنے والے بچوں کے پاس چلا گیا اور ان کا کھیل دیکھنے لگ گیا، تھوڑی دیر گزری تھی کہ رسولؐ اللہ تشریف لے آئے آپؐ نے کھیلتے ہوئے بچوں کو سلام کیا پھر مجھے بلایا اور کسی کام کے لئے بھیج دیا اور خود وہاں سائے میں بیٹھ گئے۔ ۲۸۔

آج کل کے دور کو کمپیوٹر کا دور کہا جاتا ہے۔ ہر انسان کسی نہ کسی طرح اس سے مربوط و منسلک ہے۔ حتیٰ کہ آج کل ننھی دنیا بھی اس کی اسیر ہو رہی ہے۔ سکول ٹائم کے بعد بچے ہر وقت کمپیوٹر پر بیٹھے نظر آ رہے ہیں۔ اور بعض شہروں میں تو بچے سکول سے بھاگ کر انٹرنیٹ کلبوں میں پہنچ جاتے ہیں، اور سکول ٹائم ختم ہونے تک وہیں کمپیوٹر کے ساتھ مصروف رہتے ہیں۔ اسکول سے چھٹی ہوتے ہی اپنے سکول بیگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھائے گھروں کو واپس چلے جاتے ہیں ۔ اگرچہ یہ دورانیہ یک سو ہو کر صرف اور صرف پڑھائی کی طرف توجہ دینے کا ہوتا ہے۔ جہاں کمپیوٹر کے بہت سے نقصانات ہیں۔ وہیں کمپیوٹر کے بہت سے فوائد بھی ہیں لیکن اس کی حقیقت وہی ہے جو قرآن نے ایسی چیزوں کے متعلق بیان کی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما (البقرۃ: ۲/۲۱۹) لوگ آپؐ سے شراب اور جوئے کے حکم کے متعلق پوچھتے ہیں آپ فرما دیں کہ ان دونوں چیزوں میں بہت بڑی خرابی ہے، اگرچہ ان میں لوگوں کے لئے کچھ فائدے بھی ہیں لیکن ان کا گناہ (نقصان) ان کے فائدے سے کہیں زیادہ ہے۔

والدین کی یہ اولین ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو کمپیوٹر سے جس قدر ممکن ہو دور رکھیں۔ اس میں سکول و کالج میں کمپیوٹر سے متعلق اسباق مستثنیٰ ہیں۔ کمپیوٹر سے متعلق اگر نصاب میں کوئی کتاب یا پریکٹیکل شامل ہیں تو اس مسئلہ میں ممکنہ حد تک بچے کی مدد کرنی چاہیے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ آج کل جب بچے سکول سے گھر واپس آتے ہیں تو کمپیوٹر سنبھال لیتے ہیں، یوں کمپیوٹر ان کی تمام گھریلو اور گھر سے باہر کی مصروفیات کو ختم کر کے انہیں ایک کمرے میں تن تنہا بند ہونے پر مجبور کر دیتا ہے، جو اس کی روحانی اور جسمانی صحت کا سیتاناس کر کے رکھ دیتا ہے۔

انٹرنیٹ:

اگر یوں کہہ دیا جائے کہ کمپیوٹرز زیادہ تر انٹرنیٹ چیٹنگ کے لئے استعمال ہوتا ہے، تو یہ مبالغہ نہ ہوگا بلکہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہوگی۔ کمپیوٹر پر انٹرنیٹ کے ذریعے بچے دوسرے لوگوں سے رابطہ کر کے دوستیاں کرتے ہیں اور پھر ہر وقت ان کے ساتھ باتوں میں مصروف رہتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویڈیو گیمز:

کمپیوٹر پر بچے جن مصروفیات میں سب سے زیادہ وقت گزارتے ہیں ان میں ویڈیو گیمز بھی ہیں۔ گیمز صرف وقت گزاری کا ذریعہ نہیں ہونی چاہیں۔ بچے کی زندگی میں کھیل کا ایک خاص مقصد ہونا چاہیے۔ اسلام نے کھیلوں کی حوصلہ افزائی کی ہے، خاص طور پر ایسے کھیل جو بچے کی شخصیت کو پروان چڑھائیں، انہیں صحت مند و توانا اور طاقت ور و مضبوط بنائیں، ان کی سستی اور کاہلی کا شکار ہونے کی بجائے ہوشیار اور چاک و چوبند بنا دیں۔

اس لئے اسلام مومن کو مضبوط وقوی دیکھنا چاہتا ہے جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اللہ کے دشمنوں سے لڑ سکے، خود اپنا بھی دفاع کر سکے اور دوسرے کمزور مسلمان بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کا بھی دفاع کر سکے۔ اسی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

المومن القوی خیر من المو من الضعیف [۲۸]

''طاقتور مومن کمزور مومن سے بہتر ہے۔''

اسلام ایسی کھیلوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور پھر ان کی ترغیب بھی دیتا ہے جو صحت وتندرستی کی ضامن ہوتی ہیں۔

گھڑسواری، تیراکی، تیراندازی، نیزہ بازی، کشتی رانی، دوڑ، سپہ گری، ہاکی، فٹ بال، بیڈمنٹن، کبڈی وغیرہ جیسے کھیل بچے کے ذہن اور جسم کی تعمیر کرتی ہیں۔ جبکہ کمپیوٹر گیمز بچے کے جسم کو سڈول مضبوط اور سمارٹ بنانے کے بجائے سست اور موٹا، بے ڈول بناتی ہیں۔ کتنے ہی بچوں کے دماغ کے ساتھ ان کی نظر بھی کمزور کر دیتی ہیں اور پھر ان کی عینکیں لگا دی جاتی ہیں۔ کتنے ہی بچے ان کی وجہ سے نفسیاتی مریض بن جاتے ہیں، کتنے ہی بچے سوتے وقت یا اندھیرے میں ڈرنے اور کانپنے لگتے ہیں، کتنے ہی تشدد پسند بن جاتے ہیں۔ ان گیموں سے بچوں کو دور رکھنا ہی بہتر ہے۔ یہ بچے کے لئے ایک نشہ کی مانند ثابت ہوتی ہیں۔ یہ نشہ لگ جانے کے بعد اگر آپ گھر کے کمپیوٹر سے بچے کو

محکم دلائل سے مزین.متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روکیں گے تو وہ گھر سے نکلے گا اور سیدھا ویڈیو گیمز سنٹر چلا جائے گا۔ وہاں پیسے بھی لٹائے گا اور بری صحبت کا شکار ہو کر اخلاقی باختگی کا مریض بننے کا اندیشہ بھی ننگی تلوار کی طرح والدین کے سروں پر لٹکا رہے گا۔

کارٹون فلمیں کارٹون فلموں پر تحقیق سے یہ ثابت ہوا ہے کہ یہ بچوں کے کورے کاغذ کی مانند ذہن کو بری طرح متاثر کرتی ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق بچہ دس سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ایک لاکھ کے لگ بھگ تشدد کے واقعات ان کارٹون فلموں اور گیمز کی صورت میں دیکھ چکا ہوتا ہے۔ بچے کارٹون فلموں میں جو دیکھتے ہیں وہ اپنی عملی زندگی میں بھی ویسا ہی کرتے ہیں اور ویسے ہی نتائج برآمد ہونے کے منتظر رہتے ہیں، جو انہوں نے پردہ سکرین پر مشاہدہ کیے تھے لیکن حقیقت میں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ کارٹون فلموں میں وہ سب کچھ پیش کیا جاتا ہے جن کا حقیقی اور عملی زندگی سے دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا بلکہ وہ حقیقی اور روزمرہ زندگی کے بالکل الٹ ہوتا ہے۔ بچے کا معصوم ذہن ان مناظر کو حقیقت پر مبنی تسلیم کرتا چلا جاتا ہے، وہ بھی کارٹون فلموں سے اخذ کردہ نتائج کو اپنی روزمرہ زندگی میں عملی طور پر روبہ عمل دیکھنا چاہتا ہے۔

جو لوگ ایمان والوں میں بے حیائی کو پھیلانا چاہتے ہیں ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔'' آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے حقیقی زندگی میں دنیا کا مقابلہ کرنے کی بجائے جادوئی، طلسماتی، جنوں پریوں، دیوی دیوتاؤں، ٹارزن اور تخیلاتی پرستان کی شہزادیوں، ٹام اینڈ جیری کے کارٹونوں والی دنیا کے اسیر ہو کر زندگی گزاریں اور حقیقی زندگی میں مشکل مقامات پر مقابلہ کرنے سے گھبرائیں!

والدین کو اس امر کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے کہ ابھی ان کے بچے چھوٹے ہیں، ان کو کمپیوٹر کی عادت نہ ڈالیں بلکہ ایسی فضول اور لغو مصروفیات سے بچا کر ان کی اسلامی تربیت کریں۔ نماز روزہ مسنون دعاؤں، کی تربیت دیں، یاد کرائیں دوسرے بچوں کو ترغیب کے لئے سنوائیں۔ اگر گھر میں کمپیوٹر ہے تو اس بات کا خاص خیال رکھیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ بچے ہر وقت کمپیوٹر کے ساتھ مصروف نہ رہیں بلکہ ان کے لئے ایک ٹائم ٹیبل مرتب کریں کہ وہ فلاں دن کمپیوٹر چلائیں گے، یا دن کے فلاں حصے میں ایک گھنٹہ یا آدھ گھنٹہ کمپیوٹر پر بیٹھیں۔ جب کمپیوٹر چلائیں آپ کی اجازت سے چلائیں۔ کمپیوٹر چیک کرتے رہا کریں کہ بچے کیا دیکھتے ہیں، یا کمپیوٹر کا کیا استعمال کرتے ہیں۔ ان کو کمپیوٹر کا مثبت استعمال سکھائیں۔ اس بات کا خیال رکھیں کہ کمپیوٹر ہر وقت Open نہ رہے بلکہ اس کو خفیہ Password لگا کر رکھیں۔ والدین کمپیوٹر اس طرح استعمال کریں کہ جو بچوں کی دنیاوی اور اخروی کامیابی کا ضامن بن جائے، ان کو معاشرے کا کارآمد فرد بنانے میں ممد و معاون ہو اور آخرت میں والدین اور خود بچے کے لئے جنتوں کے وارث بننے کا باعث بن جائے۔ ۲۸ الف۔

بچوں کو ملامت نہ کرنا:

جس طرح زیادہ ڈانٹ سننا آدمی کے اپنے لئے بھی باعث ندامت ہوتا ہے اسی طرح ہر وقت ڈانٹنے اور برا بھلا کہنے سے بھی بچہ ناپسندیدہ کام کرنے میں ضد کرنے لگ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسولؐ اللہ اس کام سے بہت گریز فرماتے، بچے سے ناپسندیدہ کام سرزد ہونے پر اسے نہ تو زیادہ ملامت کرتے اور نہ اسے زیادہ ڈانٹتے، اس انداز کو اختیار فرما کر آپؐ بچے کے دل میں شرم وحیا کا بیج بو دیتے اور اس میں بیدار مغز اور ہوشیار رہنے کی خوبی پیدا کرتے تاکہ وہ شرم وحیا جیسے عظیم خلق کو اپنائے رکھے۔

یہ تمام چیزیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابی حضرت انسؓ کی اس بات سے عیاں ہوتی ہے کہ اگر آپؐ کے کسی حکم بجا آوری میں مجھ سے کاہلی ہوئی یا میں اسے خراب کر بیٹھا تو اس کی وجہ سے آپؐ نے مجھے کبھی ملامت نہیں کی۔ اگر آپؐ کے افرادِ خانہ میں کوئی مجھے برا بھلا کہتا تو آپؐ فرماتے ''اسے کچھ نہ کہو اگر یہ کام مقدر اور نصیب میں ہوتا تو ہو جاتا۔'' ۲۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شفقت کے ساتھ بچوں کو اچھی عادات کی رہنمائی کرنا:

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے مجھے ارشاد فرمایا:

یا بنی وذلک من سنتی ومن احیا سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنة

''اے میرے بیٹے اگر تم یہ کرسکو کہ تمہاری صبح اور شام اس عالم میں گزرے کہ تمہارے دل میں کسی بھی شخص کے متعلق دھوکہ وفریب نہ ہو تو ایسے ضرور کرو اس کے بعد مجھے فرمایا ''اے میرے بیٹے یہ میری سنت ہے جو شخص میری سنت کو اپناتا ہے وہ مجھ سے اظہار محبت کرتا ہے اور جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔'' اس سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریمؐ بچوں کی تربیت کرتے ہوئے انہیں صبح و شام کس طرح گزارنے کی تلقین فرمارہے ہیں۔'' ۳۰؎

بچوں کو راز چھپانے کی تلقین کرنا:

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کا بیان ہے کہ ایک دن رسولؐ اللہ نے مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھالیا اس کے بعد مجھے ایک راز کی بات بتائی جسے میں لوگوں میں سے کسی کو بھی نہیں بتاؤں گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک بچے کو راز کا امین بنانا اس کے دل میں خود اعتمادی کا بہاؤ پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اسے راز داری کی اہمیت کا سبق دے گا اور وہ راز کو ایسے ہی محفوظ رکھے گا جیسے حضرت انسؓ نے محفوظ رکھا۔ اسی طرح ایک راز انہوں نے اپنے شاگرد حضرت ثابت سے یہ کہہ کر چھپالیا تھا کہ اے ثابت! اگر میں نے یہ راز کسی کو بتانا ہوتا تو تمہیں بتاتا۔

آج کے دور میں بھی بچوں کو اس بات کی ابتدائی عمر سے ہی تربیت دینی چاہیئے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ کسی کا راز افشاء نہ کریں تاہم ان کی تربیت کے لئے انہیں یہ باور کروانا اور انہیں اس چیز کا اعتماد دینا ضروری ہے کہ والدین ان کے دوست ہیں اور ان سے کوئی بات بھی نہیں چھپاتے۔اس طرح سے والدین بچے کی صحیح سمت میں رہنمائی کر سکتے ہیں۔

بچوں کے ساتھ یکساں سلوک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اولاد کے درمیان مال خرچ کرنے ،عطیہ و ہدیہ دینے اور زندگی کے ہر معاملے میں برابر سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے،

ایک صحابی نے اپنے لڑکوں میں کسی ایک کو ایک غلام ہبہ کیا، اور چاہا کہ اس پر آنحضرتؐ کی شہادت ہو، انہوں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اپنی خواہش ظاہر کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ کیا تم نے اپنے سب بچوں کو ایک ایک غلام دیا ہے، عرض کی نہیں ،فرمایا:

فلا تشهدنی اذا. فانی لا اشهد علی جور ۳۱؎

''مجھے اس معاملے میں گواہ نہ بناؤ کیونکہ میں ظلم پر گواہ نہیں بن سکتا۔''

ایک اور جگہ فرمایا:

اتقوا الله و اعدلوا فی اولادکم ۳۲؎

''اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو۔''

بعض بچے اپنی فرمانبرداری اور سعادت مندی کی وجہ سے ماں باپ کی زیادہ توجہ اور محبت حاصل کر لیتے ہیں یہ بات بھی باقی اولاد کے لئے حسد کا باعث بن جاتی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں سورۃ یوسف میں حضرت یوسف کے بھائیوں کا ذکر ہے۔

{لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآىِٕلِيْنَ ۝ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى
اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۭ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ۝ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ۝} (یوسف:۷۔۹)

''واقعی یوسف اوران کے بھائیوں (کے قصہ) میں بڑی نشانیاں ہی پوچھنے والوں کیلئے جب کہ برادران یوسف نے (آپس میں) کہا کہ یوسف اور اس کا بھائی یقینی طور پر ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں، حالانکہ ہم ایک جتھے کا جتھا ہیں، یقیناً ہمارا باپ کھلی غلطی پر ہے،لہٰذا قتل کر دو تم یوسف کو، یا ڈال دو اس کو کسی (دور افتادہ) زمین میں تا کہ اس کے بعد باپ کی ساری توجہ تمہاری طرف ہو جائے، اور تمہارے سب کام بن جائیں۔''

باہم لڑکوں میں بھی چھوٹے اور بڑے کے حقوق کا امتیاز شریعت محمدیؐ میں قائم نہیں، اسی لئے دنیا کی اکثر شریعتوں اور قانونوں کے خلاف اسلام میں بڑے اور پہلوٹے کے امتیازی حقوق نہیں، کہ ہر ایک کو ان میں سے اپنے باپ کے ساتھ برابر کی نسبت ہے، یہاں تک کہ اگر لڑکوں میں سے کسی ایک کو بلاوجہ کوئی ایسا عطیہ دیا جائے جو دوسرے کو نہ ملا ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ظلم سے تعبیر فرمایا:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول پاکؐ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتنے میں اس کا بیٹا آیا تو اس نے اسے پیار کیا اور اپنی گود میں بٹھا لیا، تھوڑی دیر بعد اس کی بیٹی آئی تو اس نے اسے اپنے پہلو میں بٹھا لیا یہ دیکھ کر آپؐ نے فرمایا تم نے ان دونوں کے درمیان انصاف نہیں کیا۔ بیٹے کو پیار کر کے اور بیٹی کو پیار نہ کر کے۔ ۳۳؎

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' کیا تم چاہتے ہو کہ تمہاری سب اولاد یکساں طور پر تمہاری فرماں بردار اور خدمت گزار بنے؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تو ضرور چاہتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا: پھر ایسا نہ کرو ایک کو دو اور دوسرے کو محروم رکھو۔'' ۳۳الف؎

اس سے اس قانون کی جو اسرائیلیوں، رومیوں، ہندوؤں اور دوسری پرانی قوموں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں رائج تھا اور اب بھی ہے کہ صرف بڑا لڑکا جائیداد کا مالک بنے، یا اس کا کوئی ترجیحی حق ہو، اصلاح کر دی گئی، اور باپ کی نظر میں اس کے تمام لڑکوں کو برابر کا منصب حاصل ہوا، اور چھوٹوں پر ظلم کا جو مسلسل قانونی طریقہ جاری تھا اس کا خاتمہ ہوا۔ ۳۴

بچوں کو اسلام علیکم کی تعلیم دینا:

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی کریمؐ کھیلتے ہوئے بچوں کے پاس سے گزرے اور آپ نے انہیں ''السلام علیکم'' کہا ایسا کرنا آپ کا معمول تھا۔ ۳۵

حضرت انسؓ سے روایت ہے:

أتانا رسول الله ﷺ ونحن صبيان فسلم علينا ۳۶

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمیں سلام کہا ہم اس وقت بچے تھے۔''

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لا تدخلوا الجنة حتی تؤمنوا ولا تؤمنوا حتی تحابوا أولا أدلکم علی شئ إذا فعلتموہ تحاببتم أفشوا السلام بینکم ۳۷

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ ایمان والے بن جاؤ۔ اور تم (کامل) مومن نہیں بن سکتے حتی کہ آپس میں محبت رکھو۔ کیا تم کو ایک چیز نہ بتاؤ جب تم وہ عمل کرو گے تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے؟ آپس میں سلام کو عام کرنا۔''

بچوں کو عیش وعشرت سے باز رکھنا:

بچوں کی تربیت میں بچوں سے محبت کرنا ان کے ساتھ تعلق میں اعتدال ومیانہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روی، پریشانی ومصیبت کے وقت اللہ کے حکم کے سامنے سر کو جھکانا بھی شامل ہے:

اکرموا اولادکم واحسنوا ادبھم

''اولاد کے ساتھ رحم و کرم کا برتاؤ کرو اور ان کو اچھی تعلیم و تربیت دو۔''۳۸؎

چنانچہ رسولؐ اللہ نے فرمایا ''عیش وعشرت اور تنعم کی زندگی سے بچو اس لئے کہ اللہ کے بندے ناز ونعمت میں نہیں پڑے۔''۳۹؎

امام احمد اور ابونعیم معاذ بن جبلؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''تم ناز ونعمت میں پڑنے سے بچو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے عیش پسند نہیں ہوتے۔ سادہ زندگی اختیار کرنے اور معمولی لباس استعمال کرنے میں نبی اکرمؐ ہمارے لئے بہترین نمونہ اور اعلیٰ ترین مقتدا ہیں۔''۴۰؎

بچوں کو لاابالی پن اور بے راہ روی سے بچانا:

والدین کا فریضہ ہے کہ بچپن ہی سے بچوں کی دیکھ بھال رکھیں اور ان میں مردانگی ،خودداری، اخلاق کی برتری اور اہمیت پیدا کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''احرص علی ما ینفک واشعن باللہ ولا تعجز''۴۱؎

ایسی چیز کے حریص بنو جو تمہیں فائدہ پہنچانے والی ہو اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے رہو اور عاجز وکاہل نہ بنو۔

ایک دوسرے کو خوف زدہ کرنے کی ممانعت:

حضرت ابوعبدالرحمن بن ابی لیلیٰؓ کا بیان ہے کہ ہمیں کچھ صحابہ کرامؓ نے یہ واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ ہم آنحضرتؐ کے ساتھ کسی سفر پر تھے ایک آدمی سویا ہوا تھا کہ دوسرا آدمی اس کے پاس گیا اور اس کے پاس پڑے ہوئے نیزے کو اٹھایا، اتنے میں اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنکھ کھل گئی تو وہ دیکھ کر گھبرا گیا یہ منظر دیکھ کر باقی لوگ ہنسنے لگے، آنحضرتؐ نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ کس بنا پر ہنس رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا ''سرکار دوعالم کوئی ایسی بات نہیں ہوئی ہم نے اس کے نیزے کو پکڑا تھا اور وہ دیکھ کر گھبرا گیا آپؐ نے فرمایا ''ایک مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان کو خوف زدہ کرنا حرام ہے۔''۴۲؎

بچے کو بدکلامی سے بچانا:

بچے میں نقل کا پہلو فطری طور پر موجود ہوتا ہے وہ بڑوں کو جیسا کرتے دیکھتا ہے ان کی تقلید کرتا ہے۔ جن گھروں میں بات بات پر غصے میں بولنا، کڑک کے بولنا اور دھاڑ کے بولنا عام ہو وہاں ایسا طرزِ کلام بچے بے ساختہ اپنے ماحول سے سیکھ جاتے ہیں۔ بچے کو شائستہ ماحول فراہم کرنا والدین کا فرض ہے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

''سباب المسلم فسوق و قتاله كفر''۴۳؎

''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑنا کفر ہے۔''

مشترکہ خاندان میں افراد کی آپس کی رقابت گھر کی فضا میں مستقل طور پر تشنج پیدا کر دیتی ہے۔ ایسے ماحول میں بچے ضبط کے باوجود تلخ کلامی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ نفسیاتی اضطراب کا شکار ہونے والے بچے گالیوں کو اپنی تسکین کا ذریعہ بناتے ہیں۔ اس طرح بچوں کو بددعاؤں کے ذریعے بھی جذباتی سکون حاصل ہوتا ہے۔ ۴۴؎

عن عبد الله ابن عمرو رضی الله عنه قال لم يكن النبی ﷺ فاحشا ولامتفحشا وكان يقول ان من خياركم أحسنكم أخلاقا۴۵؎

''ہم عبد اللہ بن عمرو کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، وہ ہم سے باتیں کر رہے تھے اسی دوران انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ بدگو تھے نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدزبانی کرتے تھے (کہ منہ سے گالیاں نکالیں) بلکہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سب سے زیادہ بہتر وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔"

عن أنس رضی الله عنه قال خدمت النبی ﷺ عشر سنین فما قال لی أف ولا لم صنعت ولا ألا صنعت ۴۶

"حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دس سال تک خدمت کی لیکن آپ نے کبھی مجھے اف تک نہیں کہا اور نہ کبھی یہ کہا کہ فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہیں کیا۔"

عن أنس قال لم یکن رسول الله ﷺ فاحشا ولا لعانا ولا سبابا کان یقول عند المعتبة ما له ترب جبینه ۴۷

"حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فحش گو نہیں تھے، نہ آپ لعنت ملامت کرنے والے تھے اور نہ گالی دیتے تھے، آپ کو بہت غصہ آتا تو صرف اتنا کہہ دیتے، اسے کیا ہو گیا، اس کی پیشانی پہ خاک لگے۔"

دانتوں کی صفائی:

دانتوں کی صفائی نہایت ضروری ہے۔خاص طور پر صبح کو بیدار ہونے کے بعد دانتوں کو اچھی طرح صاف کر لینا چاہیے۔

بعض مائیں یہ تصور کرتی ہیں بچپن کے کچھ دانت جنہیں "دودھ کے دانت" کہا جاتا ہے چونکہ آٹھ دس سال کی عمر تک ایک ایک کر کر سب ٹوٹ جاتے ہیں اور ان کی جگہ پکے دانت نکل آتے ہیں، اس لیے ان کچے دانتوں کی صفائی ضروری نہیں ہے، جب پکے دانت نکل آئیں گے تو بچوں کے دانتوں کی صفائی کا اہتمام کرایا جائے گا اس فرضی خیال سے دو نقصان ہیں:

ایک تو یہ کہ گندگی جمع ہوتے رہنے سے مختلف قسم کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسوڑھے کمزور ہو جاتے ہیں اور پکے دانت بھی ماقبل کی گندگی سے متاثر ہوکر جلد ہی خراب ہو جاتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ آٹھ دس سال کا ہو جانے کے بعد بہت مشکل سے بچہ دانتوں کی صفائی کا عادی ہو پاتا ہے۔ دانتوں کی صفائی کی عادت بچپن میں پڑ جائے تو یہ عادت بہت پختہ اور پائیدار ہوتی ہے۔

دانتوں کی ماہر ڈاکٹر شیریں خالق سے جب بچوں کی دانتوں کی صفائی کے بارے میں انٹرویو کیا گیا تو ان کا کہنا تھا کہ جب بچہ دو سے ڈھائی سال کا ہو جائے تو والدین کو چاہیے کہ اس کے باقاعدگی سے دانت صاف کروائیں۔ اس سے بچے کے دانت کیڑا لگنے سے محفوظ رہیں گے۔ دودھ کے دانت بھی اتنے ہی اہم ہوتے ہیں جتنے کہ مستقل دانت۔ دودھ کے دانتوں کی جڑیں مستقل دانتوں کی جڑوں کا راستہ بناتی ہیں۔ اگر دودھ کے دانت میں کیڑا لگ جائے اور انہیں نکالنا پڑے تو مستقل دانتوں کا راستہ خراب ہو جاتا ہے اور وہ ٹیڑھے اُگتے ہیں اور جبڑے کی ساخت بھی خراب ہو جاتی ہے۔ جو بچے فیڈر منہ میں ڈال کر پھرتے رہتے ہیں اس سے بھی دانتوں میں کیڑا لگنے کا بہت احتمال ہوتا ہے۔ بچے کے دانت اگر صاف ستھرے نہیں ہوں گے تو اسے پیٹ کی بیماریاں بھی لاحق ہونے کا خطرہ ہے۔ دانت میں کیڑا لگنے کی وجہ سے بچے کی بھوک بھی کم ہو جاتی ہے اور وہ صحت مند نہیں رہتا۔ بچوں کو برش کے اوپر زیادہ مقدار میں پیسٹ لگا کر دینا بھی صحت کے لئے نقصان دہ ہے۔ پیسٹ کی بہت کم مقدار برش پر لگا کر دینی چاہیے۔ والدین کی اولین ذمہ داری ہے کہ بچوں کی دانتوں کی صفائی کا خاص خیال رکھیں۔

(کرنل شیریں خالق، ڈینٹل سرجن، سی ایم ایچ، لاہور)

آنکھوں کا معائنہ

آنکھوں میں سرمہ لگانا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تمہارے سرموں میں سے بہترین سرمہ اثمد ہے'' ۴۷ الف۔

تاہم جب آنکھوں کے ماہر ڈاکٹر نعیم رستم سے بچوں کی آنکھوں کیحفاظت کے اقدامات کا سوال کیا گیا تو ان کا کہنا تھا کہ بے شک سرمہ ڈالنا سنت ہے مگر آجکل کونسے خاص سرمے ملتے ہیں اس لئے جب تک بچہ ایک سال کا نہ ہو جائے اس کی آنکھ میں سرمہ بالکل نہیں ڈالنا چاہیے۔انہوں نے مزید بتایا کہ بچے اپنی کلاس میں بورڈ سے کام صحیح نہیں اتار پاتے تو اساتذہ اور والدین کے عتاب کا نشانہ بنتے ہیں، یا گھر میں بہت قریب سے ٹی وی دیکھتے ہیں، ایسے بچوں کی ڈانٹ ڈپٹ کی بجائے والدین کوفوری طور پر ان کی نظر کا معائنہ کروانا چاہیے تا کہ اگر نظر کمزور ہو رہی ہے تو فوری طور پر اس کا سد باب کیا جا سکے۔(ڈاکٹر نعیم رستم، ایف سی پی ایس، اسسٹنٹ پروفیسر، فاطمہ میموریل میڈیکل کالج، لاہور)

کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا

اکثر و بیشتر نبی کریمؐ بچوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا کرتے تھے۔ بلا شبہ یہ ایک ایسا موقع ہے جس میں انہیں اپنے مربی اعلیٰ سے کھانے کے آداب سیکھنے کا موقع ملتا تھا۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اذکروا اسم اللہ ولیأکل کل رجل مما یلیہ ۴۸۔

''اللہ کا نام لو اور ہر ایک آدمی اپنے آگے سے کھائے۔''

عن وھب بن کیسان أبی نعیم قال أتی رسول اللہ ﷺ بطعام ومعہ ربیبہ عمر ابن أبی سملۃ فقال سم اللہ وکل مما یلیک ۴۹۔

''حضرت ابو وہب بن کیسان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کھانا لایا گیا، آپ کے ساتھ آپ کے ربیب عمر بن ابی سلمہؓ بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بسم اللہ پڑھ اور اپنے سامنے سے کھا۔''

حضرت امیہ بن مخشیر ؓ سے روایت ہے کہ

كان رسول الله ﷺ جالسا ورجل يأكل فلم يسم حتى لم يبق من طعامه إلا لقمة فلما رفعها إلى فيه قال بسم الله أوله و آخره فضحک النبی ﷺ ثم قال مازال الشيطان يأكل معه فلما ذكر اسم الله عزوجل واستقاء ما فی بطنه ۵۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے جبکہ ایک آدمی کھانا کھا رہا تھا اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی حتیٰ کہ جب اس کے کھانے سے ایک لقمہ باقی رہ گیا تو اس اسے اپنے منہ کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا: ''بسم اللہ اَولہ واٰخرہ'' اللہ کے نام سے اس (کھانے) کے شروع میں اور آخر میں بھی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسنے لگے اور فرمایا: شیطان اس کے ساتھ کھائے جا رہا تھا جب اس نے اللہ کا نام لیا تو جو کچھ اس کے پیٹ میں تھا اس نے وہ سب قے کر کے نکال دیا۔''

کھانے کو برتن کے کنارے سے کھانا

حضرت عمر بن ابی سلمہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ؐ کی زیر پرورش لڑکپن میں تھا ایک مرتبہ کھانے کے دوران میں اپنے ہاتھ کو برتن میں جا بجا گھسا رہا تھا کہ آپ ؐ نے مجھے فرمایا: يا غلام بسم الله وكل بيمينك وكل مما يليك

''اے لڑکے بسم اللہ پڑھ لیا کرو اپنے دائیں ہاتھ سے اور اپنے قریب سے کھاؤ۔'' ۵۱؎

عن ابن عباس رضی الله عنهما عن النبی ﷺ قال إذا أكل أحدكم طعاما فلا يأكل من أعلى الصفحة ولكن ليأكل من أسفلها فإن البركة تنزل من أعلاها ۵۲؎

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی کھانا کھانے لگے تو پیارے کے اوپر (درمیان) سے نہ کھائے بلکہ نیچے (ایک جانب) سے کھائے۔ بلاشبہ برکت اس کے اوپر کی طرف سے اترتی ہے۔''

کھانے کے سلسلے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رہنمائی یہ ہے کہ پیٹ بھرنے سے بچا جائے اور ضرورت سے زائد کھانے سے بھی بچا جائے۔

دائیں ہاتھ سے کھانا

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ أن النبی ﷺ قال إذا أکل أحدکم فلیأکل بیمینہ وإذا شرب فلیشرب بیمینہ فإن الشیطان یأکل بشمالہ ویشرب بشمالہ ۵۳

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھائے تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پیے تو آپ دائیں ہاتھ سے پیے، بلاشبہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور اپنے بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔''

کھانے کے بعد ہاتھ دھونا

کھانے کے بعد بچوں کو ہاتھ دھونے کی عادت ضرور ڈالنی چاہیئے۔ بعض بچے کھانے کے بعد اپنے کپڑوں سے ہی ہاتھ صاف کر لیتے ہیں جو کہ انتہائی ناپسندیدہ ہے ایسے بچے بڑے ہو کر بھی پردوں، بیڈ شیٹ اور صوفوں سے ہاتھ صاف کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔

عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من نام وفی یدہ غمر ولم یغسلہ فأصابہ شئ فلا یلومن إلا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفسہ ۵۴۔

''حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس حال میں سو گیا کہ اس کے ہاتھ پر چکنائی لگی رہ گئی اور اس نے اس کو دھویا نہیں اور پھر اسے کچھ ہو گیا تو اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔''

پینے کے آداب

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اونٹ کی طرح ایک سانس میں نہ پیو بلکہ دو یا تین سانسوں میں پانی پیا کرو (یعنی بسم اللہ کہہ لیا کرو) اور جب پی چکو تو اللہ تعالیٰ کی حمد و تعریف بیان کرو۔ (الحمد اللہ کہو)''۵۵۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم میں سے کوئی کھڑا ہو کر ہر گز پانی نہ پیئے اور جو بھول کر پی لے اسے چاہیے کہ قے کر دے۔''۵۶۔

قال كان أنس يتنفس فى الإناء مرتين أو ثلاثا وزعم أن النبى ﷺ كان يتنفس ثلاثا ۵۷۔

''حضرت انس رضی اللہ عنہ دو یا تین سانسوں میں پانی پیا کرتے تھے اور فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین سانسوں میں پانی پیتے تھے۔''

عن أنس بن مالك أن النبى ﷺ كان إذا شرب تنفس ثلاثا وقال هو أهنا وأمر وأبرأ ۵۸۔

''حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پیتے پانی تو سانس لیتے اور فرماتے یہ (انداز) پیاس خوب بجھاتا ہے، ہضم کو قوت دیتا ہے اور تندرستی کا باعث ہے۔''

عن ابن عباس قال نهى رسول الله ﷺ أن يتنفس فى الإناء أو ينفخ فيه ۵۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برتن میں سانس لینے یا اس میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔''

عن سلمان قال قرأت فی التوراۃ أن برکۃ الطعام الوضو قبلہ فذکرت ذلک للنبی ﷺ فقال: برکۃ الطعام الوضوء قبلہ و الوضوء بعدہ۲۰۸۔

''حضرت سلمان فارسیؓ نے کہا میں نے تورات میں پڑھا کہ کھانے سے پہلے وضو کر لینا باعث برکت ہوتا ہے۔ میں نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کھانے کی برکت وضو میں ہے کہ کھانے سے پہلے کیا جائے اور بعد میں بھی۔''

کھانے کے عمومی آداب

۱۔ کھانے کو زمین پر نہ گرنے دیا جائے۔ اگر کوئی چیز زمین پر گر جائے تو اسے دھو کر استعمال کر لیا جائے۔

۲۔ کھانے پینے کی چیزیں بہت احتیاط سے استعمال کرنے کی عادت ڈالیے۔ بعض بچے کھانا کھاتے وقت کپڑے گندے کر لیتے ہیں۔ بعض بچے کھانا کھانے کے بعد منہ اپنے لباس سے صاف کر لیتے ہیں۔ اس طرح کی کوئی بھی عادت بچے میں نہ پڑنے دیں۔

۳۔ بازار میں یا شاہراہوں پر کھانے پینے سے پرہیز کیجئے اور اپنے بچوں کو بھی اس سے پرہیز کر تلقین کیجئے۔

۴۔ بچے کو ہر قسم کا کھانا کھانے کی عادت ڈالیے۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ والدین کو جو چیزیں مرغوب نہیں ہوتی ہیں وہ اپنے بچے کو بھی استعمال نہیں کرنے دیتے ہیں۔ کوشش کیجیے کہ آپ کا بچہ ہر حلال اور جائز چیز کو خوش دلی سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھانے کا عادی بن سکے تا کہ وہ زندگی کے ہر موڑ پر کامیاب زندگی گزار سکے۔

۵۔ اچھی چیزیں کھا کر دوسروں کو للچانا یا دوسروں کو دکھا دکھا کر کھانا بری بات ہے۔ غیر تربیت یافتہ گھرانوں کے بچے عموماً ایسا کرتے ہیں۔ اپنے بچوں کو اس بات کا عادی بنائیے کہ دوسروں کو للچانے یا دوسروں کو دکھا کر کھانے سے پرہیز کریں۔

۶۔ بچے کو کچا پھل کھانے سے منع کریں اور بغیر ہاتھ دھوئے کھانا مرض پھیلانے کا ذریعہ بنتا ہے اس لئے بچوں کو بتلائیں کہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کے اسلامی طریقے پر عمل کریں۔ کھانے میں پھونک مار کر ٹھنڈا کرنا جسمانی تکالیف کا سبب بنتا ہے۔ اس لئے اس سے منع کرنا چاہیے۔

والدین کو چاہیے کہ بچوں کے ساتھ مل کر کھانا کھائیں اور ان کو کھانا کھانے کے صحت بخش آداب سکھلائیں اور خود بھی ان پر عمل کریں۔ بچوں کے سامنے مثالی کردار ادا کریں۔ اگر نبیؐ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق اعتدال وتوازن سے کھانا کھایا جائے تو ہم بہت سی بیماریوں سے بچ سکتے ہیں۔ ۶۰ الف۔

پانی کے استعمال میں اعتدال:

ایک روایت ہے: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سعدؓ کے پاس سے گزرے۔ وہ اس وقت وضو کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: سعد! پانی کی یہ فضول خرچی کیوں؟ انہوں نے جواب دیا: کیا پانی کا استعمال بھی فضول خرچی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں اگر تم بہتے ہوئے دریا پر بھی ہو۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات معلوم ہو جانے کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے پانی کو زندگی اور اس کی بقا کا ایک ذریعہ بنایا ہے، اس کی اہمیت اور اس کے استعمال میں اعتدال رکھنے کی ضرورت واضح ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ (سورۃ الانبیاء، ۲۱)

ترجمہ: اور ہم نے پانی سے ہر جاندار چیز کو بنایا ہے۔

ہمارے ہاں پانی کے بے جا استعمال کو عموماً چیک نہیں کیا جاتا۔ بچے اگر برش بھی کرنے لگیں تو جتنی دیر برش کریں نل کھلا رہتا ہے۔ نہانے میں بھی پانی کا بے جا استعمال ہوتا ہے۔

بچوں کو شام کے وقت گھر میں رکھنا

عن جابر بن عبد الله رضی الله عنه يقول قال رسول الله ﷺ إذا كان جنح الليل أو أمسيتم فكفوا صبيانكم فإن الشيطان لا يفتح بابا مغلقا وأوكفوا قربكم واذكروا اسم الله وخمروا آنيتكم واذكروا اسم الله ولو أن تعرضوا عليها شيئا وأطفئوا مصابيحكم ۶۱؎

''حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رات کی جب ابتداء ہو یا (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) جب شام ہو اپنے بچوں کو روک لو (اور گھر سے باہر نہ نکلنے دو) کیونکہ اس وقت شیطان پھیل جاتے ہیں پھر جب رات کی ایک گھڑی گزر جائے تو انہیں چھوڑ دو اور دروازے بند کر لو اور اس وقت اللہ کا نام لو کیونکہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا اور اللہ کا نام لے کر اپنے مشکیزوں کا منہ باندھ دو۔ اللہ کا نام لے کر اپنے برتنوں کو ڈھک دو، خواہ کسی چیز کو چوڑائی میں رکھ کر ہی ڈھک سکو اور اپنے چراغ (سونے سے پہلے) بجھا دیا کرو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سونے کے آداب

انسان داہنے کروٹ پر لیٹے اس لئے کہ بائیں کروٹ پر لیٹنا دل کو نقصان پہنچاتا ہے۔ والدین کو چاہیئے کہ بچوں کو طبی اور اسلامی تعلیمات و ہدایات کا پابند بنائیں یہ ان کی صحت کے لئے ضروری ہے۔

أصابنی رسول الله ﷺ نائما فی المسجد علی بطنی فرکضنی برجله وقال مالک ولهذا النوم هذه نومة یکرهها الله أویبغضها الله ۶۲۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے مسجد میں پیٹ کے بل سوئے ہوئے پایا تو مجھے قدم مبارک سے ٹھوکا دیا اور فرمایا: اس انداز سے کیوں سوتے ہو؟ سونے کا یہ انداز اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔''

قال مر بی النبی ﷺ وأنا مضطجع علی بطنی فرکضنی برجله وقال یا جندب إنما هذه ضجعة أهل النار ۶۳۔

''میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا، میرے پاس سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزرے تو مجھے قدم مبارک سے ٹھوکا دے کر فرمایا: پیارے جندب! یہ اہل جہنم کا لیٹنے کا انداز ہے۔''

یہ باتیں ایسی ہی نہیں آ گئیں بلکہ اس کے پیچھے بہتر منصوبہ سازی اور عمدہ تربیت کے کئی مراحل ہیں جنہیں طے کرنے میں ان جیسے بچوں کو بہتر تربیت کے لئے بے دریغ وقت دیا گیا۔

نماز کی تعلیم:

بچوں کو نماز کی تعلیم بچپن سے ہی دینی چاہیے تا کہ وہ بڑے ہو کر اس کا التزام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں۔ کیونکہ صحیح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''علموا اولادکم الصلاۃ اذا بلغوا سبعاً، واضربوھم علیھا اذا بلغو عشراً، وفرقوا بینھم فی المضاجع۔'' جب بچے سات سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو انہیں نماز کی تعلیم دو، اگر دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھیں تو انہیں سزا دو اور ان (دس سال کے بچوں) کے بستر بھی الگ کر دو۔''

صبح کی نماز بچوں سے خاص طور پر اہتمام کے ساتھ پڑھوائیں بلکہ اپنے ساتھ مسجد میں لے کر جائیں۔ نماز کی نیت کروائیں۔ تعلیم کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے سامنے وضو کیا جائے اور نماز ادا کی جائے۔ انہیں اپنے ساتھ مسجد لے جایا جائے اور ایسی کتاب پڑھنے کی ترغیب دی جائے جس میں نماز کی کیفیت درج ہو، تا کہ سارے گھر والے نماز کے احکام سیکھ جائیں۔ استاد اور والدین سے یہی کچھ مطلوب ہے اگر وہ اس میں کوتاہی کریں گے تو اللہ کے ہاں جواب دہ ہوں گے۔

موزوں لباس:

اخلاق وصحت پر لباس کا بھی اثر پڑتا ہے۔ اس لیے خود موزوں لباس استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ بچے کو بھی موزوں لباس پہنایئے۔ لباس کی نعمت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

{يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا} (الاعراف:۲۶)

''اے بنی آدم! ہم نے تم پر لباس نازل کیا جو تمہاری شرمگاہوں کو ڈھانکتا ہے اور تمہارے لیے زیب وزینت اور حفاظت کا ذریعہ ہے۔''

بچوں کو کو بچپن ہی سے ستر ڈھانپنے کی ترغیب دینی چاہیے، خاص طور پر بچیوں کو پردہ کی ترغیب دینی چاہیے، تا کہ وہ بڑی ہو کر اس کا التزام کریں، انہیں ایسے کپڑے نہیں پہنانا چاہئیں جس سے مردوں سے مشابہت ہو اور نوجوانوں کے لئے فتنہ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انگیخت (رغبت) کا سبب بنے۔ ہمیں چاہیے کہ بچی سات سال کی ہو جائے تو اسے سر پر رومال رکھنے اور بالغ ہونے لگے تو چہرہ کو ڈھانپنے کا حکم دیں۔ اس کا ظاہری لباس سادہ، ساتر، لمبا اور کشادہ ہو، جو اس کے شرف (عزت، شرم و حیا اور وقار) کی حفاظت کر سکے۔ قرآن کریم تمام مومن عورتوں کو اسی بات کی تعلیم دیتا ہے۔ فرمایا:

''يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا'' (الاحزاب:۵۹)

''اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی چادریں نیچے ڈال لیا کریں۔ یہ ان کے لئے موجب شناخت ہوگا تو کوئی انہیں ایذا نہ دے گا۔'' نیز اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو نمائش کرنے سے منع فرمایا ہے: وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى (الاحزاب: ۳۳) اور ایام جاہلیت والی زیب و زینت کا اظہار نہ کیا کریں۔ اولاد کو یہ نصیحت کرنی چاہیے کہ لڑکا اور لڑکی الگ الگ خاص لباس التزام کریں تا کہ دوسری جنس سے تمیز ہو سکے۔

غلطیوں کی اصلاح:

حضرت رافع بن عمرو غفاریؓ کا بیان ہے کہ میں اور ایک اور لڑکا انصار کی کھجوروں کو پتھر مار کر گرایا کرتے تھے۔ نبی کریمؐ کی عدالت میں یہ شکایت کی گئی کہ یہاں ایک لڑکا ہے جو کھجور کو پتھر مارتا ہے مجھے نبی کریمؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا آپؐ نے فرمایا:

''یاغلام ترمی النحل''

لڑکے! تم کھجوروں کو پتھر کیوں مارتے ہو۔''

میں نے کہا میں انہیں گرا کر کھا لیتا ہوں آپؐ نے فرمایا پتھر پھینک کر گرایا نہ کرو البتہ نیچے پڑی ہو تو اسے کھا لیا کرو یہ کہہ کر میرے سر پر ہاتھ پھیرا پھر فرمایا:

اللهم اشبع بطنه

''اے اللہ! اسے سیر شکم کر دے۔'' ۶۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچے کو سزا دینے کے اسلامی اصول

بچے کو نظم و ضبط سکھانے لئے محبت کے ساتھ ساتھ احتساب بھی بہت ضروری ہے۔ جیسا کہ باب سوم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی بیٹیوں اور نواسوں کے ساتھ محبت اور پھر ان کی تربیت کے لئے ان کے احتساب کی روایات بیان کی گئی ہیں۔

لوگوں کو تربیت دینے کے لحاظ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل کو نصیحت کی، ''ان کی تربیت کے لئے اپنے اعصا کو اٹھائے رکھنا اور انہیں اللہ تعالیٰ سے خائف رکھنا۔'' ۶۵

مسند احمد کی ایک اور روایت ہے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انفق علی عیالک من طولک ولا ترفع عنھم عصاک اد بأوا خفھم فی اللہ

''تم اپنی اولاد پر دولت خرچ کرو انہیں ادب سکھانے کے لئے چھڑی استعمال کرو مگر اللہ کے لئے نرمی اختیار کرو۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ شدید ضرورت کے تحت سزا دی جا سکتی ہے، دوسرا یہ کہ ایسی جسمانی سزا نہیں دینی چاہیے جو نشان چھوڑنے والی ہو۔ ۶۶

لازم نہیں ہے کہ سزا جسمانی ہو اور بچے کی تادیب کے لئے اسے گھونسے اور تھپڑ ہی لگائے جائیں۔ سختی اور مار پیٹ سے بچے پر تشدد غالب آجاتا ہے۔ اگر بچے کو بار بار سزا دی جائے تو تربیت کا پہلو تو ختم ہو جاتا ہے کیونکہ بچہ مار پیٹ کا عادی بن جاتا ہے اور اس کی شخصیت میں نفرت اور تشدد کا پہلو غالب آجاتا ہے، یا بچہ اندر ہی اندر گھٹ کر بے اعتمادی اور احساس کمتری میں مبتلا ہو کر کسی کام کو اچھی طرح کرنے کا اہل نہیں رہے گا۔

بچے کو سزا اس کی ذہنی اور جسمانی کیفیت کے حساب سے دینی چاہیے۔ کچھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچوں کے لئے ایک جھڑکی بھی بہت ہوتی ہے اور کسی بچے کو سرزنش کے لئے تھپڑ بھی مارا جائے تو اثر نہیں کرتا۔

بہت سارے والدین سے اس سلسلے میں انٹرویو کئے گئے کہ وہ اپنے بچوں کو سزا دینے کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کرتے ہیں، تو مختلف طرح کے جواب سامنے آئے ۔والدین کی رہنمائی کے لئے بیان کئے جاتے ہیں۔

ایک ماں کا کہنا تھا کہ میرا بچہ اگر بات نہ مانے تو اپنے بچے کو کمرے میں اس طرح سے قید کر دیتی ہوں کہ کمرے کا دروازہ کھلا ہوتا ہے مگر اسے باہر آنے کی اجازت نہیں ہوتی، یا اسے دو گھنٹے تک کرسی پر بٹھا دیتی ہوں، کرسی سے نیچے اترنے کی اجازت اس وقت ملتی ہے جب وہ عہد کر لیتا ہے کہ آئندہ تنگ نہیں کرے گا۔

ایک ماں کا کہنا تھا کہ میرے بچے اگر آپس میں لڑیں، تو میں وہ چیز ہی ان سے لے لیتی ہوں اور ایک ہفتے تک واپس نہیں کرتی۔ یا جس کھیل میں ان کی دلچسپی ہوتی ہے اس سے ان کو کچھ دنوں کے لئے روک دیا جاتا ہے، یہ تدبیر بہت کارگر ہوتی ہے اور بچے آپس میں لڑتے جھگڑتے نہیں۔

کچھ والدین کا کہنا تھا کہ ہم بچے کو سزا دینے کی بجائے کوئی لالچ دے دیتے ہیں کہ اگر آپ لوگوں نے آج تنگ نہ کیا اور سارا دن بات مانی تو شام کو باہر گھمانے لے جائیں گے یا پلے لینڈ لے جائیں گے۔ یہ تدبیر بھی بہت کارگر ہوتی ہے اگر اس پر سختی عمل کیا جائے۔ جب ان والدین سے پوچھا گیا کہ اگر بچہ بات بھی نہ مانے اور شام کو پلے لینڈ جانے کی ضد بھی کرے تو کیا آپ اس کی ضد کے آگے ہتھیار ڈال دیتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا ہرگز نہیں، ہمارے بچوں کو معلوم ہے کہ ۔نو(نہیں) کا مطلب نو (نہیں) ہے۔ اگر ایک مرتبہ بھی ہم نے بچے کی ضد مان لی ہمارا طریقہ ناکام ہو جائے گا۔

کچھ ماؤں کا کہنا تھا کہ ہم تو بچوں کو باپ کا ڈراوا دے دیتے ہیں کہ تمہارے والد کو بتائیں گے، اور والد صاحب چونکہ شکایت سننے کے بعد بچے کو تھپڑ اور گھونسے لگا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے ہیں، گالیاں نکال دیتے ہیں اس لئے بچے باپ سے ڈرتے ہیں۔

ایسے والدین اس بات سے بے خبر ہیں کہ اس ڈراوے سے باپ کی شخصیت کا کیا نقشہ بچے کے اندر بن رہا ہے۔ایسے بچوں کے دل میں والدین کے ساتھ محبت کی بجائے نفرت کے جذبات پروان چڑھنے لگتے ہیں اور وہ والدین سے دور ہوتے جاتے ہیں۔

کچھ مائیں یا باپ بچے کو سٹور میں بند کرنے کی نہ صرف دھمکیاں دیتے ہیں بلکہ اس کو عملی طور سٹور میں کچھ دیر کے لئے بند کر بھی دیتے ہیں جسے بچہ نفسیاتی مسائل کا شکار ہو جاتا ہے اور بڑا ہو کر بھی بند جگہوں پر جانے سے اور اندھیرے سے ڈرتا ہے۔

کچھ لوگ بچے کو تنگ کرنے پر ڈرانے کے لئے پاؤں سے پکڑ کر کسی اونچی جگہ سے الٹا لٹکا دیتے ہیں کے اگر تم نے دوبارہ یہ حرکت کی تو تمہیں اس بلندی سے نیچے پھینک دیا جائے گا۔

کچھ والدین ایسے بھی ہیں جو بچے کی کسی غلط حرکت پر اسے کہتے ہیں کہ تمہیں پورے دو گھنٹے کے بعد سزا ملے گی۔اور پھر دو گھنٹے بچے کو جو ذہنی اذیت میں رکھنے کے بعد (کہ بچہ سوچتا رہتا ہے کہ پتہ نہیں اب کیا سزا ملنے والی ہے) اسے سزا دیتے ہیں۔ایسے والدین کو خصوصاً باپ کو بڑے فخر کے ساتھ یہ بتاتے سنا گیا کہ جب میں سزا کا ٹائم بتاتا ہوں تو سیدھا ہو جاتا ہے۔

اس طرح کی سزائیں بچے کی شخصیت کو بری طرح متاثر کرتی ہیں۔مقصد صرف بچے کو نظم و ضبط اور تادیب سکھانا ہے۔اس طرح کی سزاؤں سے بچے میں تشدد اور انتقام کا جذبہ پروان چڑھتا ہے جو کہ اسلام کی روح کے منافی ہے

زیادہ سزا بچے کی شخصیت پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے۔اور بچے کو اس کا عادی بنانے کے علاوہ اس کو کند ذہن بھی بناتی ہے۔ارشاد نبوی ہے: ''اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سزاؤں کے علاوہ کوئی سزا دس کوڑے سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔''[۶۷]

یہ زیادہ سے زیادہ سزا دس کوڑے ایک بالغ اور شریعت کے پابند شخص کے لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ بچے کے لئے اس کا قیاس دس ضربوں سے کیا جائے گا۔ دس ضربوں سے زیادہ ضربیں کسی صورت میں نہ لگائی جائیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ تمام شہروں کی طرف یہ حکم نامہ جاری کیا کرتے تھے کہ کوئی معلم تین سے زیادہ ضربیں نہ لگائے، اس سے بچے پر خوف طاری ہوتا ہے۔ ۶۸؎

یہاں بھی ضرب سے مراد تربیت ہے نہ کہ سزا۔ اس کی دلیل حضرت معاذؓ بن جبل کو کی جانے والی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ وصیت ہے: ''ان کی (عوام کی) تربیت کے لئے اپنے عصا کو اٹھائے رکھنا اور انہیں اللہ تعالیٰ سے خائف رکھنا۔'' ۶۹؎

حضرت عمرؓ نے مارنے والے سے کہا تھا ''اپنی بغل کو زیادہ اونچا نہ لے جاؤ۔'' ۷۰؎

اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ ضرب شدید قسم کی نہ ہو کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو منع فرمایا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی شخص اپنے نوکر کو مارے اور وہ اللہ تعالیٰ کا نام لینے لگ جائے تو تم اپنے ہاتھ کو روک لو۔'' ۷۱؎

جب ایک خادم کے لئے یہ حکم ہے تو بچے کے ساتھ اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ یعنی اگر بچہ قسم کھالے کہ یہ جرم اس نے نہیں کیا تو سزا مت دیں۔ بعض لوگ یہ کہیں گے کہ بچہ اس کو عادت بنالے گا اور سزا سے بچاؤ کا ذریعہ بنالے گا تو اس صورت حال کی ذمہ داری بھی والدین پر عائد ہوتی ہے کہ کیا انہوں نے بچے کو اتنا شعور دیا ہے کہ قسم کی اہمیت کیا ہے اور غلط قسم کھنے کا گناہ کتنا ہے۔ والدین سے گذارش ہے کہ وہ اپنی غلطیوں کا از سر نو جائزہ لیں اور تربیتی قواعد وضوابط کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوۂ اپنائیں۔

سخت غصے کی حالت میں بچوں کو سزا دینے سے پرہیز کرنا چاہیے، اس حالت میں سزا تربیت کے لئے نہیں بلکہ اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے ہوتی ہے، اور ایسے میں اللہ کی مقرر کردہ حدود کا دامن بھی ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے۔ ایسے میں جسم کے نازک حصوں مثلاً سر، گردن وغیرہ پر بھی ضرب پڑ سکتی ہے، ان جگہوں پر مارنا ناجائز ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چہرے پر بھی مارنے سے منع فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ’اذا ضرب احدکم فلیتقالوجہ))

’جب تم کسی کو سزا دو تو چہرے سے اجتناب کرو۔‘‘ ۷۲؎

مسند احمد کے یہ الفاظ ہیں: ’’جب تم کسی مسلمان کو سزدو تو چہرے پر نہ مارو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت کے مطابق پیدا کیا ہے۔‘‘ حضرت علیؓ کے پاس ایک شرابی یا حد کا مجرم لایا گیا تو آپ نے سزا دینے والے سے کہا ’’اسے سزا دو اور ہر عضو کو اس کے مطابق سزا دو لیکن چہرے اور شرم گاہ پر ضرب نہ لگے۔‘‘

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک صحابی کو کسی کے خلاف شکایت کرنے پر بار بار ایک ہی جواب لاتغضب (تم غصے میں نہ ہوا کرو)۔ وہ صحابی خود بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پر غور کرنے سے مجھے معلوم ہوا کہ غصہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ ۷۳؎

ہمیں قرآن اور حدیث میں جابجا نرمی اور حسن سلوک کا حکم ملتا ہے۔ مگر اپنے ہی بچوں کیساتھ ہمارا طرز عمل بالکل مختلف ہوتا ہے۔ ہر وقت روک ٹوک، دھمکیاں اور سزائیں۔ اکثر والدین یہ سمجھتے ہیں کہ سزا کے ذریعے وہ اپنے بچوں کے غلط رویے کو تبدیل کر دیں گے۔ سزا اور نظم وضبط (ڈسپلن) کو ہم عام طور پر یکساں مطالب کے طور پر لیتے ہیں۔ بچے کو نظم وضبط (ڈسپلن) سکھانا اور بات ہے اور سزا دینا بالکل مختلف۔ ڈسپلن یا نظم وضبط بچے کی تربیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یہ بچے کے اندر بہتری لانے کی ترتیب ہے جبکہ سزا کسی ناپسندیدہ عمل کو روک دینے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ سزا کے ذریعے آپ وقتی طور پر کسی ناپسندیدہ بات پر روک تو سکتے ہیں مگر اس عادت کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ اس کے برعکس سزا بچے کے اندر اشتعال اور غصہ پیدا کرتی ہے۔

جب ہم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں تو اس سے اپنی تمام خطاؤں اور غلطیوں کی معافی مانگتے ہیں۔ ان غلطیوں کی بھی جو ہم نے جان بوجھ کر کیں اور ان گناہوں کی بھی جو ہم سے انجانے میں ہو گئیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اللہ غفور و رحیم ہے۔ وہ ہماری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلطیوں سے درگزر فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں بھی یہ صفت دیکھنا چاہتا ہے۔ سورۃ النور میں ارشاد ہے ''انہیں معاف کر دینا چاہیے اور درگزر کرنا چاہیے کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کرے اور اللہ کی صفت یہ ہے کہ وہ غفور و رحیم ہے۔''۷۳ سورۃ البقرۃ میں ہے ''ایک میٹھا بول اور کسی ناگوار بات پر چشم پوشی اس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے دکھ ہو۔''۷۴ اللہ تعالیٰ کا فرمان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ہے ''آپ مومنوں کے لئے انتہائی رحم دل اور مہربان ہیں۔''۷۵ ''جو شخص شفقت نہیں کرتا اس پر (اللہ تعالیٰ کی) مہربانی نہیں ہوتی۔''۷۶

بعض ماہرین نفسیات کے خیال میں سزا بچے کی شخصیت میں نظم وضبط پیدا کرنے کا موثر ذریعہ نہیں ہے۔ سزا غلط رویہ کو روک نہیں سکتی۔ ایک بچہ جب سزا پاتا ہے تو مزید محتاط ہو جاتا ہے۔ زیادہ ایماندار اور زیادہ ذمہ دار نہیں بنتا۔ اس لئے والدین بچے کو اگر یہ باور کروائیں کہ انہیں کسی بات سے کیوں روکا جا رہا ہے اور یہ کام خود اس کے لئے کتنا نقصان دہ ہے تو بچہ بہتر طور پر یہ بات سمجھ لیتا ہے۔ سزا سے بدتمیزی کو روکا تو جا سکتا ہے لیکن سزا بذات خود مطلوبہ کردار پیدا نہیں کر سکتی، یہ تو بدتمیزی کی خواہش کو کم بھی نہیں کر سکتی۔ جسمانی سزا بچے کو سکھاتی ہے کہ تشدد مسائل کے حل کا ایک راستہ ہے۔' آج کے دور میں والدین اور اساتذہ بچوں کو زیادہ دیر تک تہذیب نہیں سکھا سکتے۔ حقیقت حال ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ بچوں کو تعاون کرنے اور ان پر اثر انداز ہونے کے نئے طریقے اختیار کئے جائیں۔ مارنا، تھپڑ لگانا، بے عزتی کرنا، محروم کرنا اور انہیں کمتر سمجھنا بچوں کو نظم وضبط سکھانے کے فرسودہ طریقے ہیں۔

سزا نظم وضبط قائم کرنے سب سے غیر موثر طریقہ ہے کیونکہ حیرت انگیز طور پر سزا کے ذریعے ہم اس بات کے بالکل برعکس تدریس کر رہے ہوتے ہیں جو

ہم بچے کو سکھانا چاہتے ہیں۔ اکثر والدین سزا کا استعمال اس لئے کرتے ہیں کہ بچوں کی تربیت کے لئے ان کو اس سے بہتر طریقہ کسی نے نہیں سکھایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچوں کو نظم و ضبط سکھانا مشکل کام ہے۔ مگر یہ بات سمجھنی چاہیے کہ نظم و ضبط کا مطلب تین باتوں کی تعلیم دینا ہے ایک تو یہ فرد اپنے اوپر قابو پانا سیکھ لے اپنی راہ کو خود تعین کرنا سیکھ لے اور اس کے اندر مستعدی پیدا ہو۔ یہ ان امور کی منظم رہنمائی کا منصوبہ ہے۔ اس کے برعکس سزا، جبر اور طاقت کے ذریعے بیرونی کنٹرول کا نام ہے۔ سزا کے ردعمل میں سزا بھگتنے والے کے اندر بہت کم اعتماد اور احترام کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

سزا کے متعلق مختلف تحقیقات سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ جسمانی سزا تشدد کی راہ میں رکاوٹ نہیں ڈالتی بلکہ اس کی جانب راغب کرتی ہے۔ سزا نہ صرف بچے کے اندر مایوسی (فرسٹریشن) پیدا کرتی ہے بلکہ وہ اسی قسم کے طرز عمل کے استعمال کی جانب راغب کرتی ہے۔

سزا کا استعمال بچے کے اندر بدتمیزی کا رجحان پیدا کرتا ہے۔ سیکھنے کے عمل اور سزا کے درمیان تعلق پر کی جانے والی ہر تحقیق یہ بتاتی ہے کہ سزا سیکھنے کے عمل میں نہ صرف غیر موثر ہے بلکہ اس کے بعض ناپسندیدہ ضمنی اثرات بھی مرتب ہوئے ہیں۔

کسی رویے پر قابو پانے کے لئے سزا کے استعمال سے بے شمار تجربات انتہائی احتیاط کے ساتھ کئے گئے ہیں اور اکثر تجربات سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ سزا کے اثرات تباہ کن ہوتے ہیں۔ یہ اثرات خوفزدہ کرنے والے ہیں اور ان کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ جو والدین اپنے بچے کی تربیت سزا کے ذریعے کرتے ہیں ہر پانچ میں سے ایک والدین کو اپنے بچوں کی طرف سے مندرجہ ذیل رویوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

۱۔ ایسے بچے اپنے والدین کی عزت نہیں کرتے۔

۲۔ چیزوں کی توڑ پھوڑ کرتے ہیں۔

۳۔ دوسرے بچوں سے لڑتے جھگڑتے ہیں۔

۴۔ غصے میں گالیاں دیتے ہیں، سرکش اور ضدی ہوتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ تنبیہہ

شاگردوں کے بعض اعضائے جسم کو چھونا

سیرت طیبہ سے یہ بات ثابت ہے کہ دوران تعلیم تنبیہ اور انس ومودت کے اظہار کی غرض سے نبی کریمؐ اپنے شاگردوں کے بعض جسم کو چھوتے تھے۔ اس سلسلے میں توفیق الٰہی سے ذیل میں چند ایک شواہد پیش کیے جا رہے ہیں۔

۱۔ابن مسعودؓ کی ہتھیلی کو دونوں ہتھیلیوں میں لینا:

امام بخاریؒ نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں: ''رسولؐ اللہ نے مجھے اس طرح تشہد سکھائی جیسے کہ آپ مجھے قرآن کی سورت سکھایا کرتے تھے اور اس وقت میری ہتھیلی آپ کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھی۔''۷۷

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اسلوب اساتذہ کے لئے رہنمائی ہے کہ دوران تعلیم کسی بات کو سکھانے کے اہتمام کی غرض سے اکابر اپنے دونوں ہاتھوں سے اصاغر کے ایک ہاتھ کو پکڑ کر تعلیم دیتے ہیں۔''

۲۔ابو ہریرہؓ کے ہاتھ کو تھامنا:

امام ترمذیؒ نے ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: رسولؐ اللہ نے ارشاد فرمایا ''کون مجھ سے یہ باتیں سیکھ کر ان پر خود عمل کرے گا، یا کسی ایسے شکص کو ان کی تعلیم دے گا جو ان پر عمل کرے؟'' ابو ہریرہؓ نے عرض کیا: میں یا رسولؐ اللہ! پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ہاتھ کو پکڑا اور پانچ باتوں کو شمار فرمایا ''ممنوعہ چیزوں سے بچو، تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جو تقسیم فرما دیا ہے اس پر راضی ہو جاؤ، لوگوں میں سے سب سے زیادہ تونگر ہو جاؤ گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے پڑوسی کے ساتھ احسان کرو، مومن بن جاؤ گے۔ لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے کرتے ہو مسلمان بن جاؤ گے۔ زیادہ نہ ہنسو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ اس حدیث شریف سے واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم کے وقت ابو ہریرہؓ کے ہاتھ کو پکڑا۔ ۷۸

حدیث شریف میں دیگر فوائد:

حدیث شریف میں موجود دیگر فوائد میں سے دو درج ذیل ہیں۔

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسلوب استفہام استعمال کر کے حاضرین کو متوجہ کرنا اور بات جاننے کے لئے ان کے شوق کو ابھارنا۔

۲۔ پانچ باتوں کو بیان کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شمار کرنا۔ دل و دماغ میں معلومات راسخ کرنے کے لئے اس انداز بیان کا اثر اہل فہم و نظر سے پوشیدہ نہیں۔

۳۔ معاذؓ کے ہاتھ کو تھامنا:

امام ابو داؤدؒ اور امام ابن حبانؒ نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت نقل کی ہے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ہاتھ کو پکڑا اور فرمایا اے معاذ! اللہ تعالیٰ کی قسم! بلا شک و شبہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے معاذ! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ تو کسی فرض نماز کے بعد یہ کہنا نہ چھوڑنا:

''اللھم اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک''

اے میرے اللہ! اپنا ذکر کرنے، اپنا شکر کرنے اور اپنی عمدہ عبادت کرنے میں میری اعانت فرما۔ اسی بات کی وصیت معاذؓ نے الصنابحی کو اور الصنابحی نے ابو عبد الرحمن کو کی۔ ۷۹

حدیث شریف میں موجود دیگر فوائد میں سے دو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو تعلیم دینے سے بیشتر دو دفعہ ان کے نام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ پکارا۔ شاگرد کو متوجہ کرنے اور ان کے ساتھ اظہار الفت و انس میں اس کی تاثیر ایک واضح حقیقت ہے۔

۲۔ تعلیم دینے سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شاگرد سے اپنی محبت کا حلفاً اظہار فرمایا اور شاید اس میں یہ اشارہ تھا کہ ان کی اس تعلیم کے پس منظر میں شاگرد کے لئے اخلاص و محبت کے سوا کچھ نہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا یعنی تعلیم سے قبل دلوں کو موہنا چاہیے'' اور حدیث شریف میں بیان کردہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرز عمل اس کی حقیقی اور سچی عملی صورت ہے۔

۴۔ ابن عمرؓ کے شانے کو تھامنا:

امام بخاریؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے کندھے کو پکڑ کر فرمایا، دنیا میں اس طرح رہو گویا تم مسافر ہو یا راہ گزر''۔ ۸۰

اس حدیث شریف سے واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وقت تعلیم ابن عمرؓ کے شانے کو تھاما۔ حافظ ابن حجرؒ رقم طراز ہیں: ''حدیث میں معلم کے متعلم اور واعظ کے اپنے مخاطب کے اعضاء کو چھونا (ثابت ہوتا) ہے اور ایسا اظہار انس اور تنبیہ کے لئے کیا جاتا ہے اور ایسا طرز عمل غالباً اس کے ساتھ اختیار کیا جاتا ہے جس کے ساتھ دلی لگاؤ ہو'' ۸۱

۵۔ ابن عباسؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھنا:

امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے: ''یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے کندھے یا میرے مونڈھے پر ہاتھ رکھا۔ سعید نے شک کیا۔ پھر کہا: اے میرے اللہ! اس کو دین کی سمجھ عطا فرما اور تفسیر سکھا دیجیے۔'' ۸۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث شریف میں فائدہ دیگر:

حدیث شریف سے یہ بھی واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے شاگرد کے لئے دعا فرمائی۔ تالیف قلب اور شاگرد کی حوصلہ افزائی میں دعا کی اہمیت چنداں محتاج بیان نہیں۔

۶۔ابو محذورہؓ کے سر جو چھونا:

امام ابو داؤدؒ نے حضرت ابو محذورہؓ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے بیان کیا: ''میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے مسنون اذان سکھا دیجئے۔ انہوں نے بیان کیا، پس آپؐ نے میرے سر کے اگلے حصے کو چھوا اور فرمایا تم کہو: اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر اللہ اکبر۔'' ۸۳؎

اس حدیث شریف سے واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم اذان کے وقت حضرت محذورہؓ کے سر کے اگلے حصے کو مس فرمایا۔

تنبیہہ اور اظہار تعلق کے لئے ضرب لگانا:

نبی کریمؐ تعلیم و تربیت کے دوران بسا اوقات اپنے شاگردوں کو ضرب لگاتے۔ حضرات صحابہؓ کے ساتھ ایسا کرنے میں آپ کے پیش نظر انس و مودت کا اظہار اور بتلائی جانے والی بات کی طرف انہیں متوجہ کرنا ہوتا تھا۔ توفیق الٰہی سے اس سلسلے میں چند ایک شواہد پیش کئے جا رہے ہیں۔

۱۔عباسؓ کے سینے پر ضرب لگانا:

حضرات ائمہ احمد، ابو یعلی اور حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ام الفضل بن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بیمار چچا کے پاس تشریف لائے، (اور) وہ اپنی بیماری کی بنا پر موت کی تمنا کر رہے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے عباسؓ کے سینے پر ضرب لگائی۔ پھر فرمایا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا! موت کی خواہش نہ کیجیے۔ اگر آپ باقی رہے (اور) نیکیوں میں اضافہ کیا تو بھی آپ کے لیے بہتر ہے اور اگر آپ باقی رہے اور کسی چیز (یعنی غلطی) سے معذرت کر کے (اللہ تعالیٰ کو) راضی کر لیا تو یہ (بھی) آپ کے لیے بہتر ہے۔"۸۴؎

اس حدیث شریف میں ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے سینہ عباسؓ پر ضرب لگائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا کرنا معاذ اللہ ایذا دینے یا اظہار حقارت کے لیے نہ تھا بلکہ اظہار موانست اور بتلائی جانے والی بات کی جانب مکمل متوجہ کروانے کی غرض سے تھا۔

حدیث شریف میں دیگر فوائد:

میں اضافہ کیا تو بھی آپ کے لئے بہتر ہے اور اگر آپ باقی نہ رہے اور کسی چیز (یعنی غلطی) سے معذرت کر کے (اللہ تعالیٰ کو) راضی کر لیا تو یہ (بھی) آپ کے لئے بہتر ہے۔

اس حدیث شریف میں ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے سینہ عباسؓ پر ضرب لگائی۔ آنحضرتؐ کا ایسا کرنا معاذ اللہ ایذا دینے یا اظہار حقارت کے لئے نہ تھا، بلکہ اظہار موانست اور بتلائی جانے والی بات کی جانب مکمل متوجہ کروانے کی غرض سے تھا۔

۲۔ علیؓ کو ضرب لگانا:

امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت علیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں:

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا تو میں نے عرض کیا: آپ مجھے مبعوث تو فرما رہے ہیں اور میں نوعمر ہوں، اور مجھے (لوگوں کے درمیان) فیصلے کرنے میں کچھ تجربہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔'' انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سینے پر ضرب لگائی، اور فرمایا جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو ثبات اور تمہارے دل کو ہدایت عطا فرمائے گا۔ انہوں نے بیان کیا: پس مجھے (اس کے بعد) دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں (کبھی بھی) عاجز نہیں کیا۔ (یعنی میں ہر پیش ہونے والے قضیہ میں آسانی سے فیصلہ کر لیتا۔)۸۵؎

ب۔ امام احمدؒ نے حضرت علیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور میں مبتلائے درد تھا، اور میں کہہ رہا تھا، اے میرے اللہ! اگر میرا وقت اجل آچکا ہے، تو مجھے راحت دیجیے۔ (یعنی موت دیجیے) اور اگر ابھی اس میں مہلت ہے، تو مجھے (اس بیماری سے) اٹھا لیجئے، اور اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے صبر عطا فرمایئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو نے کیا کہا میں نے آپ کے روبرو اپنی بات کو دہرایا، تو آپؐ نے اپنے پاؤں سے مجھے ٹھوکر لگا کر فرمایا تو نے کیا کہا۔ میں نے آپ کے سامنے اسی بات کا اعادہ کیا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا، اے میرے اللہ! اس کو عافیت عطا فرما دیجیے یا (آپؐ نے کہا) اس کو شفا دیجیے۔ انہوں نے بیان کیا: اس کے بعد کبھی بھی مجھے اس درد کی شکایت نہ ہوئی۔'' پہلی حدیث شریف یہ بات واضح ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ کے سینہ پر ضرب لگائی اور دوسری حدیث شریف میں ہے کہ آپ نے اپنے قدم مبارک سے انہیں ٹھوکر لگائی۔ ۸۶؎

الأطفال دعاميص الجنة

''بچے جنت کی تتلیاں ہیں۔''

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔ابن ماجہ، السنن، ج ۲،ص ۱۲۱۱، ح ۳۶۷۱

۲۔ترمذی، کتاب البر والصلہ، باب ما جاء فی ادب الولد، سنن ابی داؤد، کتاب الادب باب فضل من عال الیتیما

۳۔صحیح مسلم، بَاب فَضْلِ مَنْ يَمُوتُ لَهُ وَلَدٌ فَيَحْتَسِبُهُ . حدیث نمبر ۴۷۶۹ :

۴۔مسند اَبی یعلی: حدیث نمبر ۶۶۳۳؛ جلد ۶ ص ۷۶

۵۔قطب، محمد، اسلام کا نظام تربیت، ص ۱۶

۶۔کنز العمال، ح ۴۵۳۲۸

۷۔الجامع ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی ادب اولد، ح ۱۹۵۱

۸۔مقدمۃ ابن خلدون: ج ۱ ص ۶۱

۸ (الف)۔کنز العمال، ج ۱۶، ح ۵۴۰۹

۹۔سنن ابن ماجۃ، بَاب بِرِّ الْوَالِدِ وَالْإِحْسَانِ إِلَى الْبَنَاتِ :. حدیث نمبر: ۶۱۳۶

۱۰۔بخاری، کتاب الجنائز، باب ما قیل فی اولاد المشرکین، ص ۱۱۰۶، ح ۱۳۸۵

۱۱۔ابن ماجہ، السنن، ج ۲،ص ۱۲۱۱، ح ۳۶۷۱

۱۲۔دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ج ۳،ص ۵۱۳، ح ۵۵۹۸

۱۳۔صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب لا صدقۃ إلا عن ظہر غنی: ۱۴۲۶

۱۴۔صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب حسب نفقۃ الرجل قوت سنۃ علی اَہلہ وکیف: ۵۳۵۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۵۔مسند احمد، ج ۲، ص ۴۵۲

۱۶۔سنن ابی داود، کتاب البیوع، باب فی الرجل یفضل بعض ولدہ فی النحل، ح ۱۷۱۲

(الصحیح المسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینہ ودعاء النبی فیھا بالبرکۃ، ح ۲۴۳۸

۱۷۔صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ فی الصوم: ۱۹۰۳

۱۸۔سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب تشدید فی الکذب: ۴۹۹۰

۱۹۔الصحیح المسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینہ ودعاء النبی فیھا بالبرکۃ، ح ۲۴۳۸

۲۰۔جامع ترمذی، کتاب صفۃ القیمۃ، ح ۲۴۴۰

۲۱۔مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۳۷

۲۲۔فیض القدیر، شرح جامع الصغیر، ج ۳، ص ۴۳۶

۲۳۔مسند احمد، ج ۶، ص ۸۴

۲۴۔مولانا زکریا، حیاۃ صحابہ، ج ۲، ص ۵۷۲

۲۵۔کنزلعمال، ج ۱۵، ص ۲۲۴

۲۶۔ابن سعد، طبقات، ج ۸، ص ۵۸

۲۷۔ابن کثیر، البدایہ، ج ۲، ص ۳۸

۲۸۔مسند احمد، ح ۱۲۵۵۲

۲۹۔مسند احمد، ح ۱۲۹۳۸

۳۰۔جامع ترمذی، کتاب العلم، ح ۲۶۰۲

۳۱۔۔صحیح مسلم، حدیث ۱۶۲۳

۳۲ایضاً

۳۳الف۔ایضاً

۳۴۔انجیل قرینتون ۸۔۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۵۔سنن ابی داود، کتاب الجهاد، ح ۲۲۵۲

۳۶۔سنن ابن ماجة، کتاب الأدب، باب السلام علی الصبیان والنساء: ۳۷۰۰)

۳۷۔سنن ابن ماجة، کتاب الأدب، باب إفشاء السلام: ۳۶۹۲

۳۸۔ابن ماجه، کتاب الادب، باب بر الوالد والاحسان الی البنات، ح ۲۹۴۷

۳۹۔جامع ترمذی، باب ما جاء فی رحمة الیتیم، ح ۲۱۹۳

۴۰۔کنز العمال، ج ۳، ح ۶۱۱۱

۴۲۔کنز العمال ج ۱۶، ص ۲۷۰

۴۳۔صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان قول النبی سباب المسلم فسوق وقتاله کفر، ۱۱۶

۴۴۔بچوں کے نفسیاتی مسائل، ص ۱۴۱

۴۵۔صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ۳۵۵۹

۴۶۔صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب حسن الخلق والسخاء: ۶۰۳۸

۴۷۔صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب حسن الخلق والسخاء: ۶۰۴۶

۴۷ الف۔ابن ماجه، کتاب الطب، باب الکحل بالاثمد، ح ۳۴۹۷

۴۸۔صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب هدیة للعروس

۴۹۔صحیح البخاری، کتاب الأطعمة، باب الأکل مما یلیه: ۵۳۷۸

۵۰۔سنن ابی داود، کتاب الأطعمة، باب التسمیة علی الطعام: ۳۷۶۸

۵۱۔صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابه، ح ۲۴۵۳

۵۲۔سنن أبی داود، کتاب الأطعمة، باب ما جاء فی الأکل من أعلی الصفحة: ۳۷۷۲

۵۳۔سنن ابی داود، کتاب الأطعمة، باب التسمیة علی الطعام: ۳۷۷۶

۵۴۔سنن أبی داود، کتاب الأطعمة، باب التسمیة علی الطعام: ۳۸۵۲

۵۵۔مسند ابی یعلی الموصلی، ح ۵۹۹، ج ۸، ص ۳۶۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۵ب۔ابن سعد،طبقات،ج۸،ص۲۶

۵۶۔سنن ابی داود،کتاب اللباس،ج۲،ص۵۷۲

۵۷۔صحیح البخاری،کتاب الاَشربۃ،باب الشرب بتنفیس اَوثلاثۃ:۵۶۳۱

۵۸۔سنن ابی داوَد،کتاب الاَشربۃ،باب فی الساقی متی یشرب:۳۷۲۷

۵۹۔سنن اَبی داوَد،کتاب الاَشربۃ،باب فی النفخ فی الشراب والتنفس فیہ:۳۷۲۸

۶۰۔سنن ابی داوَد،کتاب الاَطعمۃ،باب فی غسل الید قبل العلم:۳۷۶۱

۶۰الف۔سراج الدین ندوی،بچوں کی تربیت،ص۶۸۔۶۹

۶۱۔صحیح البخاری،کتاب الاَشربۃ،باب تغطیۃ الاِناء:۵۶۲۳

۶۲۔سنن ابن ماجۃ،کتاب الاَدب،باب النہی عن الاضطجاع الوجہ:ح۳۷۲۳

۶۳۔سنن ابن ماجۃ،کتاب الاَدب،باب النہی عن الاضطجاع علی الوجہ:ح۳۷۲۴

۶۴۔سنن ابن ماجہ،ابواب التجارات،ح۲۲۹۹

۶۵۔مسند احمد،ح۲۱۰۲۰

۶۶۔احمد بن حنبل،مسند،ج۵،ص۲۳۸

۶۷۔صحیح بخاری کتاب الحدود،کم التعزیر والادب

۶۸۔الاستیعاب،ج دوم،ص۲۱۴

۶۹۔مسند احمد،حدیث نمبر ۲۱۰۲

۷۰۔حافظ فروغ،ازواج مطہرات،حصہ اول،ص،۹۲

۷۱۔ترمذی کتاب البر باب ادب الخادم،ابن اثیر،اسد الغابہ،ج۵،ص۷۲

۷۲۔صحیح مسلم کتاب البر والصلوۃ باب النھی عن ضرب الوجہ

۷۳۔النور آیت نمبر ۲۲

۷۴۔البقرہ آیت نمبر ۲۶۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۵۔التوبہ آیت نمبر ۱۲۸

۷۶۔صحیح بخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الوالدین ح ۵۹۹۷

۷۷۔المسند، ج۶، ص ۳۳

۷۸۔جامع ترمذی، ابواب الذھدعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ح ۲۳۰۵، ج۶، ص ۴۸۶

۷۹۔سنن ابی داود، ابواب قیام اللیل، باب فی الاستغفار، ح ۱۵۲۲

۸۰۔صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کن فی الدنیا۔۔۔ح ۶۴۱۶

۸۱۔فتح الباری، ج۱۱، ص ۲۳۵

۸۲۔المسند، ح ۲۳۹۷، ج ۳۔ص ۱۲۷

۸۳۔سنن ابی داود، کتاب الصلوٰۃ، باب کیف الاذان، ح ۵۰۰

۸۴۔المسند، ج۶، ص ۳۳

۸۵۔المسند، ح ۱۱۴۹، ج۱، ص ۱۳۶

۸۶۔ایضاً، ح ۶۳۷، ج۲، ص ۵۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب پنجم

بچے کے نفسیاتی مسائل

بچے ملک کا سرمایہ ہیں۔ آج کے بچے کل کے جوان ہیں جنہیں اس ملک کی بھاگ دوڑ سنبھالنی ہے۔ اگر آج ہم ان کی بنیادیں غلط خطوط پر رکھیں گے تو یہ مستقبل کی ذمہ داری احسن طریقے سے پوری نہیں کر سکیں گے۔

بچے میں تخریب و تعمیر کے ذمہ دار والدین ہیں۔ اس لئے والدین کو وہ طریقے اختیار کرنے چاہیں جن کے ذریعے بچے کے فکر و عمل کو صحیح شاہراہوں پر گامزن کیا جا سکے۔ بچے کی صحیح انفرادی و اجتماعی زندگی کے لئے تخلیقی قوتوں کی بیداری اور صحت مند ماحول ضروری ہے۔ بچے میں یہ احساس پیدا کرنا چاہیے کہ وہ صرف اپنے لیے ہی زندہ نہیں بلکہ اس کے ہر قول و فعل سے دوسرے متاثر ہوتے ہیں۔ بچے میں خود اعتمادی اور آگے بڑھنے کا شوق پیدا کرنے کے لیے اس ساتھ شفقت و عزت سے پیش آنا ضروری ہے اس کی متوازن شخصیت کے ارتقاء اور پرسکون ذہنی اور تخلیقی قوتوں کی بیداری اور تخلیقی عمل میں مصروف ہونے کے لئے یہ پہلا اور آخری عمل ہے۔

والدین کا رعب و دبدبہ، سخت مزاجی اور پھر لڑائی جھگڑے بچوں کے احساسات کو دبا دیتے ہیں۔ انہیں اظہار رائے کا موقع نہیں ملتا اگر ملے بھی تو خوف کے مارے اظہار نہیں کر پاتے اور یہ گھٹن انہیں نفسیاتی بیمار بنا دیتی ہے۔ والدین کو خیال رکھنا چاہیے کہ بچے میں آزادی کا جذبہ فطری ہے اور اس آزادی کے ذریعے وہ اپنی انفرادیت کا اظہار کر سکے گا۔ والدین کی اپنی جذباتی محرومیاں اور سماجی تشنج انہیں نفسیاتی لحاظ سے کمزور کر دیتے ہیں اور ان میں اشتعال و انتقام پیدا کر دیتے ہیں۔ بچوں میں احساس تحفظ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والدین پر اعتماد بچوں میں گہرا قلبی سکون پیدا کرتا ہے۔ اس بحث سے واضح ہوتا ہے کہ بچے کی صحت مند شخصیت کی تعمیر میں والدین کا سب سے بڑا ہاتھ ہے۔ بچوں کے والدین پر اس قدر انحصار کے باعث والدین کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنی ضروریات و مطالبات کو پس پشت ڈال کر زیادہ سے زیادہ توجہ اپنی اولاد پر دیں۔ مرد کا فرض ہے کہ عورت پر غالب ہونے کی بجائے اس کو مناسب حقوق دے جب عورت کو مساوی مراعات دی جائیں تو ممکن ہے کہ اس کے دل میں بچوں سے حقیقی محبت بڑھے اور وہ ان کی تعلیم و تربیت دل و جان سے کرے۔

جو والدین بچوں کو وقت نہیں دیتے یا آپس میں الجھے رہتے ہیں ان کے بچے مختلف قسم کی نفسیاتی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں، جن میں سے چند کا ذکر ذیل میں کیا گیا ہے۔

بچوں میں شرمیلا پن:

بعض بچوں میں فطری طور پر شرمیلا پن پایا جاتا ہے۔ اس کی ابتدائی علامات چار مہینے سے شروع ہو جاتی ہیں۔ بعض بچوں میں تو یہ مرض موروثی ہوتا ہے نیز گھر کے ماحول کا بھی بچے پر کافی اثر پڑتا ہے۔ پس وہ بچے کم شرمیلے ہوتے ہیں جو دوسروں سے میل جول رکھتے ہیں اور اس مرض کا علاج اس کے بغیر نہیں ہوسکتا کہ ہم بچوں کو لوگوں کے ساتھ میل جول کا عادی بنائیں۔ نرمی سے ان کو سمجھائیں کہ دوسروں سے ملا جلا کریں اور بات چیت کیا کریں۔

شعبہ عبداللہ ابن عمرؓ جو کہ ابھی بالغ نہیں ہوئے تھے، سے روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا: ”درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے اور وہ نفع پہنچانے میں مسلمان کی طرح ہے بتاؤ وہ درخت کون سا ہے۔؟ عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ لوگ وادی کے مختلف درختوں کے بارے میں بتانے اور سوچنے لگے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ درخت کھجور کا ہے شرم کی وجہ سے لب کشائی نہ کی پھر صحابہ کرامؓ نے نبی کریمؐ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ آپ ہی بتا دیں کہ وہ کون سا درخت ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ کھجور کا درخت ہے۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس بات کا ذکر اپنے والد عمرؓ سے کیا تو انہوں نے فرمایا اگر تم نے کہہ دیا ہوتا تو مجھے فلاں اور فلاں چیز سے زیادہ پسندیدہ ہوتا۔ ا؎

ایک مرتبہ مدینہ کے راستوں میں سے کسی راستے سے عمر بن خطابؓ کا گزر ہوا۔ وہاں بچے کھیل رہے تھے، جن میں عبداللہ بن زبیرؓ بھی تھے جو چھوٹے بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے اور بچے تو حضرت عمرؓ کے ڈر سے بھاگ گئے لیکن عبداللہ بن زبیرؓ خاموش کھڑے رہے وہاں سے بھاگے نہیں جب عمرؓ ان کے پاس پہنچے تو ان سے پوچھا کہ اور بچوں کے ساتھ تم کیوں نہیں بھاگے؟ انہوں نے فوراً کہا کہ میں کوئی مجرم نہیں ہوں کہ آپ کو دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوتا اور نہ ہی راستہ تنگ ہے کہ میں بھاگ کر اسے آپ کے لئے کشادہ کر دیتا۔ واقعی بڑا جرات مندانہ اور بالکل درست جواب تھا۔'' ۲؎

ہماری ذمہ داری ہے کہ حیا اور بے جا شرم کے مابین فرق کریں۔ شرمندگی نام ہے بچے کا دوسروں کی ملاقات سے بھاگنے دور ہونے اور ان سے کنارہ کشی اختیار کرنے کا اور حیا اسلامی ادب اور اخلاقِ نبوی کے طریقے پر عمل کرنے کا نام ہے۔

ایسے لڑکے یا لڑکیاں جن کے ذہن میں آدمیوں کا خوف جگہ کر جاتا ہے ایک مخصوص قسم کی ناخوشی کا شکار رہتے ہیں۔ شرمانے والے کسی بچے کا یا تو کوئی ایک آدھ دوست ہوتا ہے یا گھر والے جن سے وہ گفتگو کر سکتا ہے۔ زیادہ تر لوگ اس بچے کے ساتھ دوستی رکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن شرمیلا بچہ لوگوں کو خود سے دور رکھنے کا اس قدر عادی ہو چکا ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان رہ کر بھی دوستی کو ترستا ہے۔ ان بچوں نے اپنے بارے میں یہ تاثر بنایا ہوتا ہے کہ وہ انتہائی کم اہمیت کے لوگ ہیں اور کوئی بھی ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نزدیک آنا نہیں چاہے گا۔ یہ احساس کمتری کئی طریقوں سے پیدا کی جاسکتی ہے۔ پہلا نظریہ جو بچے نے معاشرے سے لیا ہے کہ جب تک وہ ہر چیز میں کامل نہیں ہوگا اس کا کسی کو کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا ہے۔ اس کے غیر محفوظ والدین نے اس کی ہر غلطی کی نشاندہی کی ہو اور اسے ان غلطیوں کو الزام دیا ہو اور ان غلطیوں کی اصلاح کر لینے تک اپنا دست شفقت اس سے ہٹا لیا ہو۔

کسی بچے کے شرمیلا ہونے کی ایک اور وجہ اپنے والدین کی نقل ہے۔ اگر والدین تنہائی پسند ہوں تو اولاد کو لوگوں میں گھلنے ملنے کا تجربہ نہیں ہوسکتا۔ وہ اسی صورت میں مطمئن رہے گا جب وہ دیکھے بھالے لوگوں اور دیکھی بھالی صورت حال میں ہوگا۔ یوں اس میں شرمیلا پن پیدا ہوگا اور اپنی جھجک کی وجہ سے وہ اپنے ہمسایوں یا سکول کے ساتھیوں میں گھل مل نہیں سکے گا۔ لیکن سمجھے گا کہ یہ لوگ اس سے ملنا پسند نہیں کرتے۔ بات پھر احساس کمتری کی طرف آگئی ہے۔ اکثر کوئی بہت ذہن بچہ اپنے اردگرد کے لوگوں میں گھل مل نہیں سکتا کیونکہ اس کی دلچسپیاں اور اس کی ذہانت دوسرے لوگوں کی سمجھ سے بالا اور اجنبی ہوتی ہے۔ ایسا بچہ بور ہونے کی بجائے، دوسرے لوگوں کی نسبت اپنے ساتھ کو ترجیح دیتا ہے اور اپنے آپ کو دوسروں سے کمتر سمجھنے کی بجائے وہ اپنے آپ کو دوسروں سے برتر سمجھنے میں حق بجانب ہوتا ہے۔

ان دونوں قسم کے تنہا لوگوں میں فرق یہ ہے کہ نفسیاتی طور پر شرمیلا بچہ ہمیشہ اپنے آپ کو کمتر سمجھتا ہے جب کہ تخلیقی ذہن کا مالک ذہین بچہ جب اپنی پسند کے لوگوں میں ہوتا ہے تو اسے کسی قسم کی جھجک نہیں ہوتی۔ ایسے شرمیلے پن کے علاج کے لئے تین اقدام ضروری ہیں:

ا۔ اسے یہ باور کرایا جائے کہ کامل ہونے اور دوسرے تمام لوگوں کو پسند آنے کا نظریہ ہی غلط ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ اس کے والدین کو دوسرے لوگوں میں گھل مل کر اس کو ایک اچھی مثال فراہم کرنا ہوگی۔

۳۔ والدین کو اسے وہ تمام کام، بار بار کرنے پر مجبور کرنا ہوگا جن سے وہ خوفزدہ ہے۔ اس سے انہیں اس وقت تک یہ کام کروانا ہوں گے کہ اس کا خوف جاتا رہے۔ ۳؎

خوف وڈر:

خوف و ڈر ایک نفسیاتی حالت ہے۔ یہ عادت بچوں کو بہت سے حوادث سے بچانے کا ذریعہ بنتی ہے۔ لیکن اگر یہی خوف جس سے تجاوز کر جائے تو بچے میں نفسیاتی بے چینی پیدا ہو جاتی ہے جس کا دور کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔ بچے کو تصرفات کی آزادی دینا چاہیے اور اس پر ذمہ داری ڈالنا چاہیے اور ان کی عمر کے مطابق مختلف کاموں کا بار اس پر ڈالنا چاہیے۔ بچوں کو جن بھوت، چڑیل، بجو، چور، ڈاکو اور شیر وغیرہ سے نہ ڈرایا جائے۔ خصوصاً سوتے وقت یا کہ خوف و ڈر کے سایہ سے بھی دور رہے اور شروع ہی سے بہادری و جرات پر پلے بڑھے۔ اس میں پیش قدمی کا حوصلہ پیدا ہو اور بہترین جماعت میں شامل ہو سکے جس کی جانب رسولؐ اللہ نے راہنمائی کی ہے۔

المومن القوی خیر واحب الی اللہ من المومن الضعیف

''کمزور اور ضعیف مومن کے مقابلے میں طاقتور مومن اللہ تعالیٰ کے یہاں زیادہ بہتر محبوب ہے۔'' ۴؎

بچوں کو رسولؐ اللہ کے غزوات اور جنگوں کے واقعات اور سلفاء صالحین کے بہادری کے کارناموں ں سے واقف کرائیں تا کہ ان میں بے مثال شجاعت و بہادری اور جہاد کی محبت اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے کوشش رچی بسی ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچے کے خوف میں ماں کا کردار:

ایسا بھی ہوتا ہے کہ بچہ کسی چیز سے کھیل رہا ہے، ماں نے اس چیز کے ٹوٹنے یا خراب ہو جانے کے اندیشے سے وہ چیز زبردستی بچے سے چھین لی اور اسے ڈانٹ بھی دیا، یا کسی ڈراوَنے خیال سے ڈرایا نتیجتاً بچہ سہم جاتا ہے اور وہ ممنوعہ چیز ہی سے خوف کھانے لگتا ہے۔ ماں تو یہ سمجھتی ہے کہ اس نے ٹھیک ایک چیز کو خراب ہونے سے بچا لیا، مگر بچے کی جذباتی زندگی خراب ہونے کا اسے احساس نہیں ہوتا۔ اگر ماں ذرا صبر و تحمل کرے اور بچے کو شفقت و محبت سے سمجھائے تو اس کی زندگی کو تباہی سے بچایا جا سکتا ہے۔ بچے میں خوف کے تدارک کے لئے جسمانی سزاؤں کا اصول تقریباً ترک کر دینا چاہیے۔ بے جا مار پیٹ اور بے جا دھمکیوں سے بچے کے دل میں ایک دہشت سی بیٹھ جاتی ہے، جس سے مستقبل میں مختلف قسم کے خوف پیدا ہو جاتے ہیں۔ بچے کو چڑیل، جن دیو، بھوت، بابا جیسی موہوم خوف ناک چیزوں کے نام سے بھی ڈرایئے۔ محض اپنے آرام کے لئے اکثر مائیں ان چیزوں سے ڈرا کر بچوں کو سلا دیتی ہیں، مگر انہیں اکا احساس نہیں ہوتا کہ بچہ خوف سے سہم جاتا ہے اور بچے کے اندر جرات و دلیری کے بجائے خوف و دہشت کے اثرات قوی ہو جاتے ہیں۔

حسد:

حسد شدید درجے کی محرومی کا نام ہے۔ تخریبی عمل کے جذبے کے تحت بھی پیش کیا جاتا ہے۔ مثلاً ہابیل اور قابیل کا قصہ بس یہ دونوں بھائی تھے مگر رقابت کی آگ میں جل کر حسد کے زہر میں ڈوب پر قابیل نے اپنے بھائی کو مار ڈالا۔

حسد میں کوئی بچہ دوسرے بچے کو کسی نعمت کے بارے میں اپنے سے اچھی حالت میں دیکھے تو اس لئے وہ یہ تمنا کرے کہ مجھے یہ نعمت مل جائے اور دوسرے بچے سے چھن جائے اس خواہش کا سرچشمہ یہی ہے کہ اس نے دوسرے کو ملی ہوئی نعمت دیکھی اور اس کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات ناپسند آئی کہ دوسرا بچہ اس نعمت میں اس سے بڑھا ہوا ہو۔ اس ذہنیت سے بہت سے مسائل جنم لیتے ہیں۔ ایک دوسرے کے خلاف رقابت کا جذبہ جنم لیتا ہے۔ ۵؎

چوری کا رجحان:

چوری اکثر اوقات صرف نفسیاتی محرومیوں کی بنیاد پر استوار ہوتی ہے۔ مضطرب بچے، حاسد بچے اور جذباتی تناؤ کا شکار بچے چوری کی طرف جلد راغب ہو جاتے ہیں۔ بچپن کی نفسیاتی محرومیاں، جذباتی اضطراب، جذباتی اور سماجی خلاء بچے کے لاشعور میں احتجاج وانتقام پیدا کر دیتے ہیں۔ بلاوجہ لاشعوری طور پر ان جانے میں چیزیں اٹھا لینا انہی جذباتی عناصر کا نتیجہ ہے۔ کسی کو چیز سے محروم کرنا یا کسی کو تنگ کرنا اور تنگ کر کے خوش ہونا بھی جذباتی محرومیوں کی نشاندہی ہے۔ ۶؎

عبداللہ ناصح علوان لکھتے ہیں: ''یہ بات نہایت تکلیف دہ اور افسوس کی ہے کہ بہت سے ماں باپ اپنے بچوں کے پاس جو ساز و سامان اور دیگر اشیاء روپیہ رکھتے ہیں ان کی اس سلسلہ میں صحیح نگرانی نہیں کرتے اور اولاد کے صرف یہ کہنے سے کہ انہیں یہ چیز انہیں راستے میں پڑی مل گئی یا انہیں کسی ساتھی نے دے دی ان کی اس بات کو بغیر تحقیق کے تسلیم کر لیتے ہیں اس طرح بچے کو اپنی چوری چھپانے کے لئے جھوٹ کی بھی عادت پڑتی ہے اور وہ ایک مجرمانہ زندگی گزارنے کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ ۷؎

فلمیں اور بچوں میں چوری کی عادت:

ایسی فلمیں جن میں چوری چکاری قتل و غارت گری اور فریب کے مناظر دکھائے گئے ہوں، بچوں میں چوری کا رجحان پیدا کرتی ہیں۔ ٹیلی ویژن کے غیر مہذب پروگرام دیکھنے، جاسوسی ناول پڑھنے، اخبارات میں جرائم کی خبریں پڑھنے، گھٹیا کامکس اور فحش کتابوں کے مطالعے سے بھی چوری کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ ذہنی یا جسمانی بیماری کی وجہ سے بھی چوری کی عادت پڑ جانے کا امکان رہتا ہے۔ مگر کامیاب علاج کے ساتھ ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوری کی عادت ختم بھی کی جاسکتی ہے۔

آجکل جوان نسل کی بے راہ روی، ان کی غلط صحبت ، والدین کی لاپرواہی اور خصوصی طور پر ماں کی چشم پوشی کا نتیجہ ہے۔ معاشرے کے نچلے طبقے میں ماں باپ اپنی جہالت اور غربت کی وجہ سے بچے کی تربیت نہیں کر سکتے تو معاشرے میں یہ ناسور پھیل جاتا ہے دوسری طرف اونچے طبقے میں والدین کے پاس اتنی فرصت نہیں کہ بچے کے طور اطوار کا گہری نظر سے جائزہ لیں نتیجتاً بچے چوریاں ایڈونچر سمجھ کر کرتے ہیں اور اپنی کامیابیوں پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ راتوں رات امیر بننے کے خواب اور بچوں کی دین سے دوری کا نتیجہ ہے اسی لئے سٹریٹ کرائم میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

احساس کمتری کا شعور:

اپنے اندر کمی کا شعور و احساس ایک ایسی نفسیاتی حالت ہے جو نہایت خطرناک بیماری ہے۔ والدین کو چاہیے کہ بچے کے ساتھ تحقیر آمیز انہ رویہ نہ رکھیں کیونکہ اس طرح سے بچہ احساس کمتری میں مبتلا ہوسکتا ہے اور خود کو حقیر جاننا شروع کر دیتا ہے۔ مثلاً اگر اس نے ایک مرتبہ جھوٹ بولا ہے تو اب ہمیشہ اس کو جھوٹا نہیں کہنا چاہیے۔ رسولؐ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مہربان اور نرم ہے اور ہر معاملہ میں نرمی پسند فرماتا ہے۔ اس کے علاوہ زیادہ نخرے اٹھانا بھی اخلاقی انحراف ہے اور اس طرح بچہ نتیجتاً کمی و نقص کو اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔ بچے کو شروع ہی سے جفاکشی، خود اعتمادی اور ذمہ داریوں کے نبھانے کی اظہار حق کی تربیت دینا تا کہ بچہ اپنی حیثیت سے اور ذمہ داری کو محسوس کرے۔

کبر و غرور:

کبر و غرور کا مطلب ہے کہ اپنے آپ کو دوسرے بچوں سے بلند سمجھنا اور ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا یہ ایک ناپسندیدہ عمل ہے۔ بچہ آہستہ آہستہ اسی عمل کی وجہ سے نفسیاتی مسائل کا شکار ہوتا ہے۔ کبر میں مبتلا بچہ اپنے آپ کو سب سے زیادہ حسین، سب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے زیادہ ذہین اور دوسروں میں سب سے زیادہ باعزت و باوقار سمجھتا ہے۔اس لئے کہ وہ دوسروں کی تحقیر اور اپنی سربلندی کے مختلف طریقے اختیار کرتا ہے۔ ۸؎

بچے دوسروں پر اپنی برتری ثابت کرنے کے لئے مختلف طریقے استعمال کرتے ہیں۔عموماً اپنی ذات کا سہارا لیتے ہیں یا وہ ہر وقت بن سنو کر رہتے ہیں اور اس کے ذریعے اپنی برتری ثابت کرتے ہیں اور عام بچے انہیں کیڑے مکوڑے معلوم ہوتے ہیں اور بعض احساس کمتری میں مبتلا بچے اپنے اس احساس کو چھپانے کے لئے یہ ثابت کرنے کیلئے ہم بھی کسی سے کم نہیں اپنی برتری دوسرے بچوں پر ظاہر کرتے ہیں۔ ۹؎

انگوٹھا چوسنا:

بچے رحم مادر سے ہی انگوٹھا چوسنے کا عمل شروع کر دیتے ہیں۔یہ بچے کی زندگی کا اورل فیز ہے۔بڑی عمر میں جا کر ہی کئی بچے انگوٹھا یا انگلی چوستے رہتے ہیں۔ بظاہر یہ عمل اتنی گہری بنیادوں کا حامل معلوم نہیں ہوتا مگر بچوں میں یہ رجحان ان کی زندگی میں فرسٹریشن، عدم تحفظ اور محبت وتوجہ سے محرومی کے احساس کی نشاندہی کرتا ہے۔ جب ایک بچہ ۴ یا ۵ سال کے بعد بھی انگوٹھا چوسے تو گھریلو حالات کا مطالعہ قابل غور ہے۔ انگوٹھا چوسنا اورل فیز کی طرف واپس لوٹنے کی علامت ہے۔انگوٹھا چوسنا بچے کی ترقی کی راہ میں رکاوٹوں کی نشاندہی کرتا ہے۔ان رکاوٹوں کو دور نہ کر سکنے پر وہ بچپن میں واپس لوٹنے کا عمل اختیار کر لیتا ہے۔ وہ اس واپسی میں تسکین تلاش کرتا ہے کیونکہ اسے آگے جانے کے لئے کوئی راستہ نظر نہیں آتا سب راستے فرسٹریشن کے اندھیروں میں گم ہو جاتے ہیں۔ ۱۰؎

ناخن چبانا:

ناخن چبانے کے واقعات بلوغت کے دوران بہت زیادہ نظر آتے ہیں مگر اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد ان میں کمی ہوتی جاتی ہے۔ ناخن چبانا بھی ٹینشن کم کرنے کا ایک طریقہ خیال کیا جاتا ہے۔ کچھ بچے جب والدین کی طرف سے زبردست مخالفت محسوس کرتے ہیں تو ناخن چباتے ہیں۔ ۱۱؎

نیوروسیز:

عدم تحفظ اور خوف میں بچہ بستر گیلا کر دیتا ہے۔ ۳ سال کے بعد کی عمر میں بچے کا بستر گیلا کرنا کسی نہ کسی پرابلم کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یوں تو پیشاب آنے کی وجوہات اور بھی ہیں مگر عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ بستر گیلا کرنے کی وجوہات بچوں میں نفسیاتی ہوتی ہیں۔ ماہر نفسیات کی رائے ہے کہ بستر گیلا کرنا مندرجہ ذیل باتوں کا اظہار ہے۔

☆ بالواسطہ ہیجان کا اظہار

☆ والدین کی توجہ اور مدد کی ضرورت کا اظہار

☆ والدین کے خلاف مخالفانہ عمل کا اظہار

☆ جذباتی ہیجان کا اظہار

تحقیق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بستر گیلا کرنے والے بچوں کی فیملی پس منظر دیکھا جائے تو وہاں خاندانی انتشار کے واضح ثبوت ملے گی۔ ۱۲؎

بات کرنے میں ہکلاہٹ:

دوسرے کرداری نقائص کی طرح زبان کی مشکلات کے پس منظر میں بھی جذباتی ہیجان ہوتا ہے۔ جب بچے پر بہت زیادہ دباؤ ڈالا جائے تو یہ بات بچے کو اور زیادہ متاثر کرتی ہے۔ ان میں خوف پیدا ہو جاتا ہے اور وہ روانی سے بات نہیں کر پاتے۔ الفاظ کا استعمال بھی مشکل بن جاتا ہے۔ بولنے میں رکاوٹ کی سب سے عام قسم ہکلانا ہے۔ بچوں میں ہکلانے کی عادت کسی خوف یا شدید صدمے کی وجہ سے نمودار ہوتی ہے۔ ۱۳؎

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچوں کی کھانے کی طرف رغبت نہ ہونا

اگر کھانے کے وقت بچوں کے ساتھ خوشگوار برتاؤ نہ کیا جائے۔ والدین محبت سے بچے کے ساتھ نہ بیٹھیں، ماں بچے کی پسند و ناپسند کا خیال رکھتے ہوئے کھانا پیش نہ کرے اگر صورت حال ایسی ہو تو بچے کی کھانے کی طرف رغبت قائم نہ رہ سکے گی۔ والدین کے جھگڑے یا جدائی، کھانے کے وقت بہت زیادہ خوشی یا ناخوشگوار تجربات کا ہونا اور پھر عدم تحفظ کا احساس بھی بچوں میں اس بے رغبتی کا باعث بھی بنتی ہے۔ ۱۴

والدین کی شفقت سے محرومی:

بچوں کے لئے والدین کی شفقت فطری تقاضا ہے اس سے محرومی نفسیاتی محرومی ہے۔ والدین کا جھگڑا، طلاق بچے کے لئے شدید جذباتی صدمے ہیں۔ ٹوٹے ہوئے گھر جہاں والدین میں جدائی ہو جائے وہاں بچے والدین کی شفقت اور احساس تحفظ سے محروم ہو جاتے ہیں۔ یہ بے سکونی کی حالت بچوں میں نفسیاتی مسائل پیدا کرتی ہیں اور وہ بچے غصیلے ہو جاتے ہیں۔ اور وہ یہ انتقام دنیا کے افراد سے لینا چاہتے ہیں تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ ہر قسم کے بگڑے کردار کے افراد مجرم اور پاگل دراصل وہ بچے ہیں جن کو بچپن میں والدین کی شفقت نہیں ملی۔

جنسی تربیت:

جنسی خواہش ہر انسان میں ودیعت کی گئی ہے اور یہ بہت طاقت ور جبلت ہے۔ اگر انسان یا معاشرہ اس بے پناہ قوت کو قابو میں نہ رکھ سکے، تو وہ بہیمت بلکہ دیوانگی کے درجے تک پہنچ جاتا ہے۔ اگر انسان کو صحیح جنسی شعور حاصل ہو جائے تو معاشرہ جنت کا نشان بن جاتا ہے۔

بچوں کے جنسی سوالات کئے جانے پر دوسرا طریقہ یہ اختیار کیا جاتا ہے کہ بچے کو غلط سا جواب دے کر خاموش کر دیا جاتا ہے۔ اس انداز سے سوچنے والے حضرات یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھتے ہیں کہ فی الوقت تو بچے کو کسی نہ کسی طرح خاموش کر دیا جائے، بڑا ہو کر وہ سب کچھ خود ہی جان جائے گا۔ مگر یہ طریقہ بھی پہلے طریقے سے کم خطرناک نہیں ہے۔ آپ نے اگر آج غلط سلط جواب دے کر بظاہر بچے کو مطمئن کر دیا مگر کل آپ کا جھوٹ بچے پر ظاہر ہو گیا تو آپ سے بچے کا اعتماد ہمیشہ کے لئے اٹھ جائے گا اور پھر وہ محلے اور پاس پڑوس کے دوسرے بچوں سے وہ معلومات حاصل کرے گا اور یہ جنسی ذخیرہ علم اس کی آئندہ زندگی میں بہت مہلک ثابت ہو سکتا ہے۔

جنسی سوالات کے سلسلے میں تیسرا طریقہ یہ اپنایا جاتا ہے کہ بلا تکلف تمام باتیں من وعن پوری تفصیل کے ساتھ بچے کو صاف صاف بتا دی جائیں، یہ مغربی انداز فکر ہے اور مغرب زدہ لوگ اس نقطہ نگاہ کے بڑے حامی و وکیل ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ جب بچے کو سب کچھ بتا دیا جائے تو اس کا تجسس ختم ہو جائے گا اور مزید جاننے کا اشتیاق باقی نہیں رہے گا۔ مگر یہ دلیل حقیقت کے منافی ہے۔ جب آپ بچے کو سب کچھ بتا دیں گے تو اس اشتیاق و تجسس ختم نہیں ہوگا، بلکہ وہ مزید بھڑک اٹھے گا اور وہ آپ کی باتوں کو پرکھنے کے لئے عملی تجربے کی طرف بڑھے گا۔ جس کی خطرناکی کا آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ دیکھتے ہیں کہ مغرب زدہ گھرانوں کے بچوں میں فحاشی و آوارگی زیادہ پائی جاتی ہے۔ اولاً تو وہاں حیا و عصمت کا کوئی تصور نہیں ہے۔ پھر ٹی وی، سینما اور رقص و سرور کے مخرب اخلاق پروگرام ان کی آوارگی میں مزید اضافہ کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا تینوں طریقوں کے بجائے بہترین طریقہ یہ ہے کہ جنسی مسائل کے سلسلے میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کی جائے۔ جنسی سوال کرنے پر بچے کو ڈانٹنے ڈپٹنے یا غلط سلط بات بتانے یا بلا تکلف پوری تفصیل بتانے کے بجائے بچے کی ذہنی سطح کے مطابق آسان زبان میں اس کے سوال کا مختصر جواب دیا جائے۔ ۱۵؎

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔بخاری، کتاب الآداب، باب مالایستحیا من الحق للتفقہ فی الدین

۲۔مسند احمد، ج ۲، ۳۶۶

۳۔بچے کی بہترین تربیت کیسے کی جائے، پال پاک، ترجمہ، ڈاکٹر جاوید انور، ادارہ تخلیقات مزنگ روڈ لاہور، ص ۵۰۔۵۱

۴۔مسند احمد، مشکوٰۃ المصابیح مع شرح مرقاۃ المفاتیح، ج ۱۰، ص ۴۱

۵۔شاہ ولی اللہ، حجتہ اللہ بالغہ، ص ۴۸۵

۶۔رشید، منور جہاں، بچوں کے نفسیاتی مسائل، ص ۱۷۵

۷۔علوان، عبداللہ ناصح، اسلام میں والدین کی تربیتی ذمہ داریاں، (مترجم) حبیب اللہ مختار، موڑے پرنٹرز، ص ۴۹۔۵۰

۸۔شاہ ولی اللہ، حجتہ اللہ بالغہ، ص ۴۸۸

۹۔ایضا، ص ۲۸۸

۱۰۔J.R. strange,abnormal psycology,p 171)

۱۱۔ایضا ص ۹۵

۱۲۔"Abnormal Psychology and Modren Life ص ۳۵۷

۱۳۔ایضا، ص ۱۷۳

۱۴۔emotional problems of living, p179

۱۵۔سراج الدین ندوی، بچوں کی تربیت، ص ۱۳۴۔۱۳۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ششم

والدین کی تربیت کے چند شاہکار نمونے

امام ربیعہؒ کی والدہ ماجدہ کی شاندار تربیت

آج کے دور کی مسلمان والدہ کی راہنمائی کے لئے برسوں پہلے کی ایک نیک خاتون کا ایک ایسا واقعہ پیش خدمت ہے۔ جس نے اپنے خاوند کی عدم موجودگی میں اپنے بچے کی ایسی تعلیم وتربیت کی جس کے نتیجہ میں اس کے مشہور ہونہار فرزند نے وقت کے مشہور محدث امام مالکؒ کے استاد ہونے کا شرف حاصل کیا۔

جناب ربیعہؒ مدینہ منورہ کے ایک عالی مرتبت فقہیہ اور ممتاز محدث تھے۔ ان کے والد گرامی جن کا نام ابوعبدالرحمٰن فروخ تھا۔ وہ ایک دولت مند مجاہد تھے۔ خلافت بنوامیہ میں وہ جہاد کرنے والے ایک اسلامی لشکر میں شریک تھے۔ ربیعہ ابھی اپنی ماں کے پیٹ میں ہی تھے کہ دمشق کے خلیفہ وقت نے عبدالرحمٰن فروخ کو خراسان کی طرف ایک فوجی دستہ کے ساتھ ایک جہادی مہم پر روانہ کیا۔ فروخ نے اپنی بیوی کو تیس ہزار اشرفیوں کی ایک تھیلی دی اور اپنی مہم پر جہاد کے لئے روانہ ہو گئے۔ اتفاقاً جنگوں کا سلسلہ طویل سے طویل ہوتا گیا۔ اور فتوحات اسلامی کا حلقہ اس طرح وسیع ہوتا گیا کہ فروخ کو ۲۷ برس تک وطن واپس آنے کی مہلت نہ ملی۔ طویل عرصہ کے بعد اس شان سے واپس تشریف لائے کہ گھوڑے پر سوار ۔۔۔۔ ہاتھ میں نیزہ ۔۔۔۔۔ اور کمر پر تلوار لٹکائی ہوئی تھی۔ اپنے دروازے پر پہنچ کر نیزہ کی انی سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ربیعہ نے دروازہ کھولا۔ جناب فروخ بے دھڑک گھر میں داخل ہونے لگے تو ربیعہ نے روک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا۔ اس لئے کہ باپ بیٹے کی ملاقات نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی تعارف تھا۔ جس کی وجہ سے ربیعہ نے کہا: اے رب کے دشمن! تو اجنبی، گھر میں بلا اجازت کیوں داخل ہو رہا ہے؟ فروخ نے فوجی انداز اور لب ولہجہ میں طیش میں جواباً کہا: یہ میرا گھر ہے۔ اے اللہ کے دشمن! تو میری بیوی کے پاس کہاں سے آ گیا۔ جب باپ بیٹے کی لڑائی طویل پکڑ گئی تو آوازیں سن کر اردگرد کے لوگ جمع ہو گئے۔ امام مالکؒ جو ربیعہؒ کے شاگرد تھے۔ جب انہیں ربیعہ کے تنازعے کی خبر پہنچی تو وہ بھی استاد کا معاملہ سمجھ کر جلدی سے حاضر ہوئے اور اس اجنبی آدمی کو مشورہ دیا کہ ''بڑے میاں! آپ کسی اور مکان میں ٹھہریں ہم ابھی معاملہ طے کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن وہ نہ مانے اور غصے کی حالت میں بار بار یہی کہہ رہے تھے ''تم مجرم ہو میری عدم موجودگی میں میرے گھر میں داخل ہوئے ہو، میں تمہیں عدالت میں لے جاؤں گا عدالت ہی اس کا فیصلہ کرے گی، یہ عزت کا معاملہ ہے محلے میں حل نہیں ہوگا، معلوم ہوتا ہے تیرے میری بیوی سے ناجائز مراسم ہیں، میں تجھے کبھی معاف نہیں کروں گا۔ معاملہ اتنا پیچیدہ ہو گیا کہ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ آخر کار امام مالکؒ نے پوچھا: بزرگو! آپ کا نام کیا ہے؟ تو اس مجاہد نے جواب دیا ''میرا نام فروخ عبدالرحمٰن ہے، میں مدینہ کا رہنے والا ہوں، یہ گھر میرا ہے، میں جہاد کے لئے گیا تھا، عرصہ دراز کے بعد اب واپس آیا ہوں، یہ نوجوان میرا دشمن ہے، اس نے میری عزت مجروح کی ہے، میں اسے معاف نہیں کروں گا''۔۔۔۔ابھی فروخ کی بات ختم نہیں ہوئی تھی کہ گھر کے اندر سے آواز آئی: فروخ میرا خاوند ہے، اس کو اندر آنے دو۔

جب وہ گھر تشریف لے گئے تو اس عورت نے سب کو آگاہ کر دیا کہ میرا شوہر جب سفر جہاد پر روانہ ہوا تھا تو اس وقت ربیعہ میرے شکم میں تھا، ۲۷ برس کے طویل عرصہ کے بعد جب وہ تشریف لائے ہیں تو ان کو اس نوجوان کا کیا علم؟ وہ اس رشتہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناواقف ہیں۔علم ہونے کے بعد باپ بیٹا ایک دوسرے سے گلے لگے اور دونوں کی آنکھیں آنسوؤں سے پرنم تھیں۔ جوش محبت کی حرارت جب رونے سے کم ہوئی تو فروخ نے اپنی بیوی کو اپنے سفر جہاد کی داستان سنائی اور ساتھ ہی ان ۳۰ ہزار اشرفیوں کے بارہ میں استفسار کیا کہ وہ کہاں ہیں؟ (جو کہ میں ۲۷ برس قبل تجھے دے کر جہاد پر گیا تھا۔)

اس نیک خاتون نے جواب دیا: وہ نہایت حفاظت سے رکھی ہوئی ہیں۔آپ سفر سے تھکے ہوئے آئے ہیں۔ رات کا وقت ہے آرام فرمائیں۔صبح ان کا حساب دوں گی۔میاں بیوی نے ایک دوسرے کو سلامت دیکھ کر رات نہایت خوشی میں بسر کی۔مسجد نبوی سے جب صبح کی اذان کی صدائے دلنواز گونجی تو ربیعہ حسب معمول مسجد تشریف لے گئے۔نیک بیوی نے اپنے خاوند (فروخ) کو مئودبانہ عرض کیا: ''اگرچہ سفر کے تھکے ہوئے ہیں لیکن اٹھیں نماز فجر کا وقت ہو چکا ہے، مسجد میں تشریف لے جائیں اور باجماعت نماز ادا کریں۔ چنانچہ فروخ اٹھے اور مسجد میں تشریف لے گئے اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کی۔نماز سے فراغت کے بعد ربیعہ اپنی مسند پر تشریف لائے۔مدینہ کے بڑے بڑے شہرہ آفاق مشائخ اور نامور اہل علم امام مالکؒ اور حسن بصریؒ جیسے بزرگ حلقہ میں بیٹھے دیکھ رہے تھے۔تمام مسجد شاگردوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ فروخ بھی پچھلی صفوں میں بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ربیعہ نے دوران درس سارا وقت اپنی نگاہوں کو نیچے (زمین کی طرف) جمائے رکھا اور کپڑے سے اپنے چہرے کو ڈھانپے رکھا۔تا کہ ان کا والد ان کو نہ پہچان سکے۔فروخ حسرت بھری نگاہوں سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ایک نوجوان درس حدیث دے رہا ہے اور شاگردوں کا جم غفیر اس کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔اس کے علمی فیوض سے مستفید ہو رہا ہے۔شوق وحسرت سے کافی دیر دیکھنے کے بعد قریبی ساتھیوں سے پوچھا: کون خوش نصیب ہے جس کا لخت جگر اس جوانی کی عمر میں اتنے عالی رتبے پر فائز ہے۔تو ساتھیوں نے جواباً بتایا: یہ لڑکا ربیعہ ہے جو ابو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمٰن فروخ کا بیٹا ہے۔ فروخ کی دلی کیفیت کا اندازہ اس وقت اللہ تعالیٰ عالم الغیب کے سوا کون جان سکتا تھا۔ خوشی خوشی گھر تشریف لائے۔ اپنی مثالی زوجہ سے فرط مسرت میں بے خود ہو کر بے ساختہ پکار اٹھے: ''میں نے آپ کے بچے کو جس طرح درس حدیث میں ماہر پایا آج تک اس شان کا عالم اور فقیہ نہیں دیکھا۔''

عقل مند بیوی نے موقع غنیمت سمجھ کر تیس ہزار اشرفیوں کا حساب دینا چاہا۔ پوچھا: آپ کو اشرفیاں اچھی ہیں یا بچے کی یہ تربیت۔'' تو فروخ نے جواب دیا: ''اللہ کی قسم اشرفیاں تو اس کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ تو بیوی نے حقیقت حال سے آگاہی کے لئے کہا: میں نے سارے کا سارا مال اس بچے کی تعلیم و تربیت پر خرچ کر دیا ہے۔ سعادت مند باپ نے کہا: اللہ کی قسم! تو نے مال ضائع نہیں کیا۔'' [1]

آپ اندازہ لگائیں ایک عورت جو ہر انداز سے کمزور ہوتی ہے۔ پھر خاوند کا سہارا بھی موجود نہیں۔ اپنی سب دنیاوی خواہشات کو بالائے طاق رکھ کر آخرت کی بہتری کے لئے اپنے ہونہار کو اس طرح تعلیم کے زیور سے آراستہ کرتی ہے کہ جس کی نظیر آج کے آسودہ حال مرد بھی پیش نہیں کر سکتے۔ ایسی مائیں ہی بہترین قومیں تیار کرتی ہیں۔

تاریخ اسلام کا یہ منفرد واقعہ ان خواتین کے لئے مشعل راہ اور قابل تقلید مثال ہے کہ جن کے خاوند حصول روزگار کے لئے اور دولت کمانے کے لئے مشرق وسطیٰ یا دیگر بیرونی ممالک میں لے جاتے ہیں اور پیچھے بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کی ذمہ داری ان کی بیویوں پر عائد ہوتی ہے۔ وہ اپنے بچوں کی پرورش و تربیت اس واقعہ کی روشنی میں کریں۔

حضرت انس بن مالکؓ کا بچپن

ام سلیمؓ کی شادی زمانہ جاہلیت میں مالک بن نضر کے ساتھ ہوئی تھی جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا، جو صحابہ کرام میں انس بن مالکؓ کے نام سے معروف ہے۔ انصاریوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے جن لوگوں نے اسلام قبول کرنے میں پہل کی ، ان میں ام سلیمؓ بھی شامل تھیں۔ جب انہوں نے اپنے اسلام کا اعلان کیا تو ان کا شوہر مالک بن نضر آگ بگولا ہوگیا جو ان دنوں کسی سفر پر تھا۔ سفر سے واپس آتے ہی گرجتے ہوئے پوچھا اصبوت؟ کیا تو اپنے دین سے مرتد ہوگئی؟ ام سلیمؓ نے جواب دیا: ”ما صبوت ولکنی امنت“ ”میں بے دین نہیں ہوئی بلکہ میں نے اسلام قبول کرلیا اور مومنہ بن گئی ہوں۔“

ام سلیمؓ اپنے لاڈلے انس کو خوشی خوشی کھلاتی تھیں اور بچے کو بار بار تلقین کرتی تھیں کہ کہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، اور چھوٹا سا بچہ لڑکھڑاتی زبان سے یہ جملہ ادا کرنے کی کوشش کرتا جیسا کہ اس عمر کے معصوم بچے توتلی زبان سے ادائیگی کرتے ہیں۔ ام سلیمؓ کے شوہر نے سوچا کہ اس کا بچہ بھی ماں کے نقش قدم پر چل پڑے گا کیونکہ بچوں کی پرورش میں ماؤں کا بہت ہی نمایاں ہے۔ ام سلیمؓ بچے کو ایمان و اسلام کی تلقین کئے جا رہی ہیں ، لہٰذا شوہر نے ڈانٹ کر بیوی سے کہا: ”لا تفسدی علی انبی“ ”میرے بچے کو بگاڑنے کی کوشش نہ کرو۔“

ام سلیمؓ اس کے جواب میں کہتیں : میں اپنے بچے کو بگاڑ نہیں رہی ہوں اس کی زندگی سنوار رہی ہوں۔ پھر کچھ دنوں بعد ان کا شوہر مالک بن نضر ملک کی طرف کسی کام سے نکلا۔ وہاں اس کے کسی دشمن نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ جب شوہر کی موت کی خبر ام سلیمؓ کو پہنچی تو انہوں نے کہا: کوئی بات نہیں ، میں اس وقت تک اپنے صاحبزادے کا دودھ نہیں چھڑاؤں گی جب تک کہ وہ خود ہی نہ چھوڑ دے ، اور جب تک وہ بڑا ہو کر لوگوں کی مجلسوں میں اٹھنے بیٹھنے کے قابل نہیں ہو جاتا ، میں دوسری شادی نہیں کروں گی ، اس لئے سیدنا انس بن مالکؓ کہا کرتے تھے : جزی اللہ امی عنی خیراً لقد احسنت ولا یتی ”اللہ تعالیٰ میری طرف سے میری والدہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ انہوں نے میری پرورش و پرداخت کا حق ادا کر دیا۔ ۲؎

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن تیمیہؒ کا بچپن

ابتدائی تعلیم وتربیت:

امام تقی الدین ابن تیمیہؒ کا خاندان قوت بیان اور قوت حافظہ کے اعتبار سے ممتاز و یگانہ تھا۔ اس خاندان کے افراد کرام نے اپنے تئیں علم کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اس علمی گہوارہ میں نشوونما کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ طفل نوخیز بدوشعور ہی سے علم کی طرف راغب ہوگیا۔ چنانچہ قرآن مجید بچپن ہی میں حفظ کرلیا اور زندگی بھر اس کا دور کرتے رہے۔ امام صاحب کے شوقِ تلاوت کا یہ عالم تھا کہ اپنی زندانی زندگی کے دور میں بھی کبھی تلاوت ناغہ نہیں کی۔ چنانچہ انہوں نے جیل میں اسّی سے زیادہ قرآن ختم کیے۔

حفظ قرآن کے بعد امام صاحب حفظ حدیث ولغت کی طرف متوجہ ہوئے۔ احکام فقہیہ کی معرفت حاصل کی اور ان کا بڑا حصہ ازبر کرلیا۔ امام صاحبؒ میں بچپن ہی سے جو خصوصیتیں واضح طور پر نظر آتی ہیں اور جن کے ثمرات واثرات بعد کی زندگی میں اور زیادہ نمایاں ہوئے وہ یہ تین ہیں:

۱۔ شروع ہی سے امام صاحب محنت وکوشش کی طرف راغب تھے۔ علوم و فنون کی طرف غیر معمولی طور پر متوجہ تھے۔ لڑکپن کے کھیلوں سے کبھی کوئی دلچسپی نہیں لی، نہ کھلنڈروں میں نشست وبرخاست رکھی۔

۲۔ حفظِ علوم ومذاکرات علمی کے ساتھ ماحول سے گہرا استفادہ کیا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں یاداشت کی غیر معمولی قوت عطا ہوئی تھی۔ وہ عقل بیدار، فکر مستقیم اور نبوغ مبتکر کے حامل تھے۔

غیر معمولی قوت حافظہ:

امام صاحب کی قوت حافظہ کا چرچا ان کے ہم عمر لڑکوں میں خوب پھیل گیا۔ بلکہ اس دائرہ سے نکل کر بڑیؤ لوگوں کے حلقہ میں بھی امام صاحب کی غیر معمولی قوت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاداشت کا ذکر اذکار ہونے لگا۔ دمشق کے در و دیوار اس نوعمر لڑکے کی ذہانت و ذکات اور بنوغ و استعداد کے ذکر سے گونجنے لگے۔ العقود الدریہ فی مناقب ابن تیمیہ میں امام صاحبؒ کی اسی صفت کا بیان ان الفاظ میں ملتا ہے۔

''حلب کے ایک مشہور عالم دمشق وارد ہوئے۔ انہوں نے فرمایا، میں نے سنا ہے یہاں ایک لڑکا احمد ابن تیمیہ ہے جو غیر معمولی قوت حافظہ کا مالک ہے۔ یہاں میں اسی لئے آیا ہوں کہ ذرا اسے دیکھ لوں۔ ایک درزی نے کہا، جی ہاں، وہ لڑکا ابھی ادھر سے گزرے گا ذرا دیر تشریف رکھیے، بس یہاں آیا ہی چاہتا ہے۔ یہ سن کر وہ شیخ بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک لڑکا پاس سے گزرا، درزی نے شیخ سے کہا، یہ لڑکا جو ایک بڑی سی تختی لئے جا رہا ہے، یہی احمد ابن تیمیہ ہے۔ شیخ نے آواز دی، وہ آواز سن کر قریب آ گیا۔ شیخ نے تختی لے کر ایک نظر اس پر ڈالی، پھر کہا، بیٹے اس تختی پر جو لکھا ہے اسے مٹا ڈالو۔ میں جو کچھ بولوں وہ لکھتے جاؤ، لڑکے نے ایسا ہی کیا، شیخ نے کم و بیش تیرہ حدیثیں لکھائیں۔ پھر کہا پڑھو کیا لکھا ہے؟ لڑکے نے لکھنے کے بعد چھچلتی سی نظر اپنے لکھے ہوئے پر ڈالی اور تختی شیخ کی طرف بڑھا دی، شیخ نے تختی لے کر کہا اب ذرا سناؤ تو کیا لکھا ہے تم نے؟ لڑکے نے فرفر وہ ساری عبارت سنا دی، شیخ نے دوبارہ کہا، اچھا جو لکھا تھا وہ اب مٹا ڈالو، اس حکم کی تعمیل ہوئی، پھر شیخ نے اپنے منتخب کئے ہوئے چند اسانید کا املا کرایا، پھر کہا، پڑھو کیا لکھا ہے تم نے؟ پہلے کی طرح اس مرتبہ بھی لڑکے نے اپنے لکھے ہوئے پر ایک نظر ڈالی اور تختی شیخ کے حوالے کر دی، اور پھر سارا فرفر سنا دیا۔ شیخ یہ کمال دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا'' یہ لڑکا اگر زندہ رہ گیا تو بڑا مرتبہ حاصل کرے گا۔ میری نظر سے آج تک ایسا کوئی لڑکا نہیں گزرا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری کا بچپن:

علامہ قسطلانی نے کسی محدث کا یہ جملہ امام بخاری کی تربیت میں نہایت جامع نقل کیا ہے۔

فقد ربی فی حجر العلم رباً وارتضع ثدی الفضل فکان فطامه علیٰ هذااللباً

یعنی آپ نے علم کی گود میں پرورش پائی۔ یہاں تک کہ بڑھے اور علم و فضل سے شیر پایا۔ اور اس پر فطام (دودھ چھڑانا) واقع ہوا۔

آپ کے والد اسماعیل کی وفات اس وقت ہوئی جب کہ آپ صغیر السن تھے۔ اس وجہ سے امام بخاری کی پرورش ان کی والدہ نے کی۔ جب آپ نے ہوش سنبھالا تو خود آپ کے دل میں حفظ حدیث و تحصیل فنون اسلامیہ اور تنقید احادیث کا شوق پیدا ہو گیا اور کیوں نہ ہوتا یہ تو پدر بزرگوار کی میراث تھی۔ محمد بن ابی حاتم وارق کہتے ہیں:

سمعت البخاری یقول: الهمت حفظ الحدیث وانا فی الکتاب

یعنی میں نے خود امام بخاری کو فرماتے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ خدا نے مجھے اس وقت حفظ حدیث کا شوق دیا جب کہ میں مکتب میں ہی تھا۔ وراق کہتے ہیں، میں نے امام بخاری سے پوچھا کہ آپ کے دل میں جس وقت حفظ حدیث کا شوق دیا گیا، آپ کی عمر اس وقت کیا تھی؟ آپ نے فرمایا عشر سنین او اقل دس برس یا اس سے کم۔ اسی سن سے آپ محدثین کے حلقہ درس میں شامل ہونے لگے۔

اسی ابتدائے تحصیل میں ایک روز یہ واقعہ پیش آیا کہ علامہ داخلی جو بخارا میں اس وقت بڑے پایہ کے محدث تھے۔ جن کی درس گاہ بڑی بارونق اور مشہور تھی، حسب معمول درس دے رہے تھے، امام بخاری بھی درس میں شامل تھے۔ علامہ داخلی نے ایک حدیث کی سند یوں بیان کی "سفیان عن ابی الزبیر عن ابراهیم" امام بخاری نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض کیا: ان ابا الزبیر لم یروعن ابراھیم'' یعنی ابو الزبیر نے ابراہیم سے روایت نہیں کی۔

امام بخاری کا مطلب یہ تھا کہ حدیث کی سند میں آپ غلطی کر رہے ہیں۔ اس صدا سے علامہ داخلی چونک پڑے اور برہمی کے ساتھ کچھ ڈانٹ کے الفاظ فرمائے۔ امام بخاری نے نہایت متانت سے عرض کیا کہ اگر آپ کے پاس اصل ہو تو اس کی طرف مراجعت فرمائیے۔ علامہ داخلی گھر تشریف لے گئے اور اصل کو ملاحظہ فرمایا تو امام بخاری کا ٹوکنا تسلیم کر لیا اور اپنی غلطی پر متنبہ ہو گئے لیکن سند کی تصحیح باقی رہ گئی تھی، منصف مزاج محدث نے براہ انصاف یا یوں کہو کہ امتحاناً اس سند کی تصحیح کا سوال امام بخاری پر ہی پیش کر دیا، گھر سے باہر آ کر فرمایا ''کیف ھو یا غلام'' (لڑکے! صحیح سند کس طرح ہے۔؟)

امام بخاری نے برجستہ عرض کیا، صحیح سند یہ ہے، ''الزبیر وھوابن عدی عن ابراہیم'' علامہ داخلی نے قلم لے کر کتاب کی تصحیح کر لی اور ندامت کے لہجے میں فرمانے لگے، لڑکے! تمہارا قول صحیح تھا، غلطی میری تھی۔ کسی نے امام بخاری سے پوچھا کہ جس وقت علامہ داخلی کی آپ نے غلطی پکڑی تھی، آپ کی عمر کیا تھی؟ فرمایا، گیارہ برس۔

مقدمہ فتح الباری میں علامہ سلیم بن مجاہد سے ایک روایت منقول ہے کہ میں ایک روز محدث وقت محمد بن سلام بیکندی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ محدث نے فرمایا، اگر تم پہلے آتے تو میں تمہیں ایک لڑکے سے ملواتا جسے ستر ہزار حدیثیں یاد ہیں، یہ سن کر مجھے حیرت ہوئی اور میں اسی وقت اس لڑکے کی تلاش میں چلا، اتفاقاً میری اس سے ملاقات ہو گئی۔ میں نے اس سے پوچھا، اے لڑکے! تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ مجھے ستر ہزار حدیثیں ازبر ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا، ہاں۔ بلاشبہ مجھے اس قدر حدیثیں یاد ہیں، بلکہ اس سے بھی زائد، اور صرف حدیثوں کی یاد پر موقوف نہیں ہے، جس حدیث کی نسبت سوال کرو گے خواہ وہ مرفوع ہو یا موقوف (یعنی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہو یا کسی صحابی کا) میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ اس حدیث کے راویوں کی جائے سکونت کہاں ہے اور ان کے دیگر حالات کا بھی پتہ دے سکتا ہوں اور یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ ان کا یہ قول و فعل کس آیت یا حدیث سے ماخوذ ہے۔ ۳؎

اسی طرح کی ایک اور روایت ہے کہ محمد بن سلام بیکندی نے ایک مرتبہ امام بخاری سے فرمایا کہ تم میری کتاب کی غلطیوں کی تصحیح کر دو، کسی نے انتہائی حیرت سے پوچھا کہ آپ شیخ وقت ہیں اور ایک بچے سے فرما رہے ہیں کہ میری کتاب سے غلطیاں نکالو، تو انہوں نے جواب میں فرمایا: هذا الذی لیس مثله، کہ اس کا کوئی ثانی نہیں۔ ۴؎

مذکورہ بالا روایات اس حقیقت کی غمازی کرتی ہیں کہ امام بخاری کے دل میں دس برس کے سن سے ہی حفظ حدیث کا شوق پیدا ہوا اور ہمیشہ ترقی کرتا گیا۔

حضرت امام شافعیؒ:

امام شافعیؒ کی نشوونما ایک غریب گھرانے میں ہوئی۔ باپ کا سایہ ہی میں سر سے اٹھ گیا تھا۔ ماں کی آرزو یہ تھی کہ بچہ اپنے خاندان وتبار کی خصوصیات ضائع نہ کر دے۔ روایات صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعیؒ کی تربیت ایسی عمدہ ہوئی بچپن ہی سے انہیں حفظ کا شوق پیدا ہو گیا۔ ذکاوت و ذہانت قدرت کا عطیہ تھی۔ سب سے پہلے انہوں نے حفظ قرآن شروع کیا یہیں سے ان کی ذکاء شدید اور سرعت حافظہ کی خصوصیات کا اظہار ہوا۔ چنانچہ بہت جلد وہ حافظ قرآن ہو گئے۔ حفظ قرآن کے بعد وہ حفظ حدیث پر متوجہ ہوئے۔ حصول حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شوق انہیں بے تاب رکھتا تھا۔ حالت یہ تھی کہ کوئی حدیث سنی اور از بر ہو گئی۔ پھر کبھی اسے کپڑے پر لکھ لیتے تھے۔ کبھی کھال پر کبھی کوئی بیاض تیار کر لیتے اور اس کے اوراق پر جو کچھ یاد کرتے قلمبند کر لیتے۔ جب آپؒ کی عمر دس سال ہو گئی تو آپ کی والدہ نے آپ کو مکہ مکرمہ میں آپ کے چچا کے پاس بھیج دیا تا کہ آپ شہر میں رہ کر علم انتساب حاصل کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکہ سے حصول علم کا آغاز:

امام صاحب نے مکہ مکرمہ میں مکتب سے تعلیم کی ابتدا کی اس کے بعد مدینہ منورہ میں علم حاصل کیا۔ مکہ مکرمہ ہی میں تیر اندازی، شہ سواری کے ساتھ مکتبی تعلیم کے بعد قبیلہ ''بنی ھذیل'' میں رہ عربیت اور اشعار عرب میں مہارت حاصل کی۔ اسی کے ساتھ اپنے چچا ''محمد بن شافع'' اور ''مسلم بن خالد زنجیؒ'' وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اس کے علاوہ محمد بن علیؒ، عبدالعزیز ماجشونؒ، اسماعیل بن جعفرؒ، ابراہیم ابی یحییٰؒ اور دوسرے بہت سے لوگوں سے حدیث کا سماع کیا۔ امام صاحب اپنی طالب علم کا حال بیان کرتے ہیں کہ میں مقیم تھا۔

والدہ میری کفالت کرتی تھیں۔ میرے پاس معلم کی خدمت کے لئے رقم نہیں تھی۔ مگر ایسی صورت پیدا ہوگئی کہ معلم اس کے بغیر پڑھانے پر راضی ہوگیا۔ وہ بچوں کو جو سبق دیتا تھا میں زبانی یاد کرلیا کرتا تھا اور اس کی عدم موجودگی میں میں بچوں کو پڑھایا کرتا تھا۔ میری اس بات سے معلم بہت خوش ہوا اور مجھے مفت تعلیم دینے پر راضی ہو گیا۔ ۵ جبکہ مناقب الامام الشافعی میں کچھ یوں درج ہے کہ: بقول امام رازیؒ جب وہ مکتب میں گئے تو معلم نے بے مائیگی کی بنا پر پڑھانے سے انکار کر دیا۔ خود امام صاحب فرماتے تھے کہ میں اتنا غریب تھا کہ کاغذ تک خریدنے کی قدرت نہ تھی اس لئے ہڈی لے کر اس پر لکھا کرتا تھا، لیکن یہ تمام مشکلات و مواقع ترقی کی راہ میں مانع نہ ہو سکے۔ وہ معلم کی بے اعتنائی کے باوجود مکتب میں بیٹھے رہے اور استاد بچوں کو جو اسباق پڑھاتا اسے زبانی یاد کر لیتے اور پھر ہڈیوں پر لکھ لیتے۔ یہاں تک کہ اس نے جو کچھ بھی طلبہ کو پڑھایا، امام صاحب نے سب یاد کرلیا اور اپنی ذہانت سے صرف سات سال کی عمر میں پورا کلام پاک حفظ کرلیا اور فقہ میں بھی اتنی مہارت حاصل کر لی کہ ان کے شیخ فقہیہ مکہ مسلم بن خالد زنجیؒ نے پندرہ ہی سال کی عمر میں یہ کہہ کر ''فتویٰ نویسی'' کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجازت دے دی کہ" افت یا ابا عبد اللہ فقد ان لک ان تفتی "اے ابوعبد اللہ تم فتویٰ دے سکتے ہو۔ یہ ذمہ داری تمہیں سجتی ہے۔

امام ابوحنیفہ:

امام ابوحنیفہ نے مذہبی ماحول میں آنکھ کھولی۔ آپ بچپن میں ہی بڑے ذہین فطین اور اپنے والد کے ساتھ ریشمی کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ ان کے والد ایک متمول تاجر تھے۔ دین دار ہوئے۔ آپ نے آغاز شباب میں ہی مناظرے کرنے شروع کر دیئے تھے۔ امام شعبی نے ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ کو بازار میں دیکھا تو ان کی ذہانت اور مطانت سے بہت متاثر ہوئے اور اُنہیں اپنے دری میں شرکت کی دعوت کر دی۔ آپ نے ان کی پیش کش پر غور کیا اور حصول علم کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔ پہلے تمام علوم پر ایک نظر دوڑائی۔ ان کے نفع اور نتیجہ پر غور کیا اور تمام علوم میں واجبی واقفیت حاصل کر لی اور پھر اردگرد کے ماحول میں لوگوں کے مسائل اور ضرورت کو دیکھتے ہوئے اور فقہ کی افادیت کو محسوس کرتے ہوئے اپنے لئے فقہ میں مہارت کا فیصلہ کیا۔ ۶؎

امام محمد:

امام محمد کو اللہ تعالیٰ نے قوی حافظہ، ذہانت اور زرخیز قانون ساز عقلی صلاحیت سے نوازا تھا آپ کو کثیر دولت اپنے باپ کی طرف سے ورثے میں ملی تھی۔ جسے ان کی والدہ نے دل کھول کر آپ کی تعلیم و تربیت پر خرچ کیا۔ امام محمد نے کوفے میں پرورش پائی۔ کوفہ اس وقت علم و ادب کا شہر تھا۔ امام ابوحنیفہ جس مسجد میں درس دیتے آپ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر (، جیسا کہ بچوں کی عادت ہوتی ہے) امام ابوحنیفہ کے درس سنا کرتے۔

امام ابوحنیفہ نے انہیں اپنے درس میں شریک ہونے کی دعوت دی۔ آپ اس وقت بالکل نوعمر تھے، آپ امام ابوحنیفہ سے ایسے ایسے مسائل پوچھتے جو اس عمر کے بچوں کی سمجھ سے بھی بالاتر ہوتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ نے بھی اس بچے کی طرف خصوصی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توجہ دی۔امام محمد اپنی نوعمری میں ہی اپنے دور کی نامی گرامی شخصیات میں معروف تھے۔امام ابوحنیفہ نے ان کے بارے میں پیش گوئی کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ''اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو اسے بڑا مقام اور مرتبہ حاصل ہوگا۔

ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ نے آپ کے مطالعہ قرآن کا ٹیسٹ لیا اور آپ کو مکمل حفظ قرآن نہ پایا، آپ نے امام محمد پر پابندی لگا دی کہ جب تک اچھی طرح قرآن حفظ نہ ہو جائے میرے درس میں نہ آنا۔ امام محمد سات دن غیر حاضر رہنے کے بعد اپنے والد کے ساتھ آئے اور امام ابوحنیفہ سے کہا کہ میں نے قرآن حفظ کر لیا ہے، امام صاحب نے ان کے عمدہ اور تیز حافظے کی گواہی دی۔امام محمد نے اپنی عمر کی ابتدا ہی سے علم فقہ و حدیث حاصل کئے۔

امام وکیع بن جراح کہتے ہیں کہ ہم امام محمد کے ساتھ طلب حدیث کے لئے چلنے میں عار محسوس کرتے کیونکہ وہ بہت خوبصورت اور کم سن تھے۔ ۷

آپ صرف چار سال امام ابوحنیفہ کہ درس میں شریک ہوئے اس کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔امام ابوحنیفہ کا صلح علمی بیج ایک زرخیز زمین میں بویا گیا جس نے امام محمد کی صورت میں پرورش پائی اور ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے خیر عام کا ذریعہ بن گیا۔ ۸

سرسیّد احمد خان:

سرسیّد احمد خان کی والدہ عزیز النساء بیگم نہایت لائق اور ذہین عورت تھیں۔ وہ صرف قرآن مجید اور فارسی کی کچھ ابتدائی کتابیں پڑھی ہوئی تھیں۔سرسیّد کا کہنا ہے کہ میں نے اپنی والدہ سے گلستان کے چند اسباق پڑھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب میں اُن کا سبق سناتا یا نئے سبق کا مطالعہ ان کے پاس بیٹھ کر کرتا تو وہ سوت کی تین گوندھی ہوئی تین لڑیں ایک لکڑی میں بندھی ہوئی میری تنبیہ کے لیے اپنے پاس رکھ لیتی اگرچہ وہ مجھ سے کئی مرتبہ خفا ہوئی مگر ان سوت کی لڑوں سے مجھے مار کبھی نہیں پڑی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی تعلیم اور ان کی نصیحتیں نہایت ہی حکیمانہ اور دل پر اثر کرنے والی تھیں۔ مجھے یاد ہے کہ ایک شخص جس کے ساتھ میں نے نیکی کی تھی میرے ساتھ نہایت بدی سے پیش آیا میرے پاس وہ تمام ثبوت تھے جس سے میں اُس کے خلاف عدالت میں کاروائی کرسکتا تھا میرے نفس نے مجھے بہکایا اور انتقام لینے پر آمادہ کیا لیکن میری والدہ مرحومہ نے مجھے کہا کہ تم اس کو معاف کردو تو اس سے عمدہ کوئی کام نہیں ہے۔ اس نصیحت کا میرے دل پر ایسا اثر ہے کہ میرے ساتھ کوئی کیسی بھی دشمنی کرے کبھی انتقام لینے کا خیال تک نہیں آیا۔

جب میری عمر گیارہ برس تھی تو میں نے اپنا نوکر جو کہ بہت بوڑھا تھا کسی بات پر اُسے تھپڑ مارا۔ میری والدہ کو خبر ہوئی تو انہوں نے مجھے گھر سے نکال دیا میں اپنی خالہ کے گھر چلا گیا تین دن وہاں رہا جب خالہ میری والدہ کے پاس میرا قصور معاف کروانے گئی تو انہوں نے کہا کہ جب تک نوکر معاف نہیں کرے گا میں معاف نہیں کروں گی تو میں نے گھر جا کر نوکر کے آگے ہاتھ جوڑے۔ جب اُس نے مجھے معاف کیا تو پھر میرا قصور معاف ہوا۔ (مقالات سرسیّد جلد ۱۳، صفحہ ۶۸۲۔۶۸۳)

مولانا سید ابوالحسن ندوی

سید ابوالحسن ندوی اپنی حیات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ خاکسار کا خاندان دینی ہے اور انہوں نے جس خاندان میں آنکھ کھولی وہاں دین داری جوانوں سے زیادہ بوڑھوں میں اور مردوں سے زیادہ عورتوں میں تھی۔ جب آپکے والد کا انتقال ہوا تو ان کی عمر اس وقت صرف 10 سال تھی اور یہ اپنی والدہ کے ساتھ بریلی میں رہتے تھے۔ ان کے خاندان میں دستور تھا کہ تقریباً ہر روز خاندان کی بیبیاں ایک جگہ جمع ہو جاتیں۔

خاندان کے ہی ایک بزرگ کی کتاب فتوح اشام پڑھتی (اس کتاب میں صحابہ کرام و مجاہدین کی جان بازی اور شجاعت اور مسلمانوں کے معرکوں اور شہیدوں کا

مجکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذکر تھا) سید سلیمان ندوی بیان کرتے ہیں کہ جب کسی سخت معرکے کا ذکر آتا تو لوگوں کی آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتیں اور ہمارے معصوم دل پر بھی اس کا بہت اثر پڑتا۔ ان زندہ مجلسوں نے دلوں پر انمٹ نقوش چھوڑے اور مجاہدین کی محبت وعظمت دل پر نقش ہوگئی۔ عموماً عصر کے بعد یہ مجلسیں ہوتیں کبھی کبھی بچے اپنی ماؤں کے پاس کھیلتے ہوئے آجاتے تو وہ بھی اس محفل میں اتنا لطف محسوس کرتے کہ کھیل چھوڑ کر اسی مجلس میں شریک ہو جاتے۔ ہمارے گھر کا ماحول ہمارے دادا اور والد صاحب کی وجہ سے بہت ادبی بھی تھا۔ بچپن سے ہی مولانا حالی، ڈپٹی نذیر احمد، راشد الخیری، مولوی اسماعیل صاحب جیسے ادیبوں کی کتابیں ہم بہن بھائیوں کے مطالعے میں رہتیں۔ طالب علمی کے ابتدائی دور میں جس کتاب کو بہت شوق سے پڑھا اور جس نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ قاضی سلیمان پوری کی سیرت کی کتاب رحمت العالمین ہے جو مجھے کبھی نہیں بھولے گی۔۹ے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

ا۔ وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان، المؤلف: أبو العباس شمس الدین أحمد بن محمد بن أبي بکر بن خلکان، المحقق: إحسان عباس، الناشر: دار صادر- بیروت، وفیات الأعیان" لابن خلکان، ج ۲ ص ۲۸۹

۲۔ کتاب: الطبقات الکبری، ج ۸ ص ۲۴۶، المؤلف: محمد بن سعد بن منیع أبو عبداللہ البصری الزہری، المحقق: إحسان عباس، الناشر: دار صادر بیروت، الطبعۃ ۱، ۱۹۶۸ء

۳۔ مقدمہ فتح الباری، ص ۱۲

۴۔ مقدمہ فتح الباری، ص ۱۲

۵۔ مناقب الامام الشافعی ص ۱۱۶ اور مفتاح السعادۃ جلد ۲ ص ۸۹)

۶۔ بحوالہ مناقب ابی حنیفہ للمکی، ص ۵۹، ج اول، حیات حضرت امام ابو حنیفہ، تالیف شیخ محمد ابو زہرہ (مصر)

۷۔ الاثمار الجنیۃ فی الاسماء الحنفیۃ، مخطوطہ تیمور، نمبر ۱۰۴۰، ص ۵۶

۸۔ تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۱۷۳

۹۔ ابو الحسن ندوی، خواتین اور دین کی خدمت، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ص ۹۶۔۹۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ہفتم

بچوں کی تربیت مفکرین اسلام کے نزدیک

امام غزالی:

ایک ماہر تعلیم و تربیت کے طور پر امام غزالی کا نام سرفہرست ہے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد ۷۸ ہے۔ زندگی کا شاید ہی کوئی ایسا گوشہ ہو جس پر آپ نے نہ لکھا ہو۔ جہاں تک بچوں کی تعلیم و تربیت کا تعلق ہے تو بچے کے ذہن کو آپ نے ایک صاف تختی سے تشبیہ دی ہے جس کو ماحول و معاشرے کے مطابق ڈھالا جا سکتا ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں:

''بچوں کی نگرانی کی ذمہ داری والدین پر ہے۔ بچہ جس کا ضمیر بالکل صاف ہوتا ہے اور جس کی روح بے داغ ہوتی ہے ۔ والدین کی نگرانی میں دے دیا جاتا ہے۔ اس کا دل مثل آئینہ ہے اور ہر اس چیز کا عکس قبول کرنے کے لئے تیار رہتا ہے ۔ جو اس کے سامنے آتی ہے۔ بچہ جو کچھ دیکھتا ہے نہایت ہوشیاری سے اس کی نقل کرتا ہے اگر اس کی تعلیم و تربیت اچھی طرح کی جائے تو وہ ایک مثالی شہری بن سکتا ہے۔ لیکن اگر اسے برا اٹھایا جائے یا اس کی طرف سے لا پرواہی برتی جائے تو وہ موذی انسان بن سکتا ہے۔ بچے کی اقبال مندی میں اس کے والدین اس کے اساتذہ اور اس کے دور کے رشتے دار برابر کے شریک ہوں گے اور اگر وہ برا اٹھا تو اس کا خمیازہ بھی وہی بھگتیں گے۔ لہٰذا والدین یا سرپرستوں کا فرض ہے کہ اس کی طرف پوری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوری توجہ دیں اسے اچھے طور طریقے سے سکھائیں اس کی اخلاقی اصلاح کریں اور صحبتِ بد سے بچائیں۔'' ا؎

امام غزالی کے نزدیک: ''بچے میں جب حیا کے آثار ظاہر ہوں تو اسے ہرگز آزادانہ چھوڑا جائے بلکہ اس کی حیا اور تمیز کے مسئلے سے فائدہ اٹھا کر اس کی نگہداشت و پرداخت کی طرف خاص توجہ دینی چاہیے۔ جب بچے سے کوئی پسندیدہ فعل عمل میں آئے تو اس کی تعریف کر کے اس کا دل بڑھایا جائے اور اسے صلہ و انعام دیا جائے اور اس سے کوئی لغزش ہو جائے وچشم پوشی سے کام لیا جائے۔ بالخصوص جب وہ اس کام کو خود چھپانا چاہتا ہو اگر دوبارہ وہی فعل اس سے سرزد ہو تو تنہائی میں اسے نصیحت کرنی چاہیے لیکن بار بار اس کو ملامت نہیں کرتے رہنا چاہیے اس سے نصیحت کا اثر کم ہو جاتا ہے۔ ۲؎

امام غزالی نے بچے کی ذہنی تربیت کے جو اصول بتائے ہیں وہ فطرت سے قریب تر ہیں اور بچے کی فطرت کو مدنظر رکھ کر بنائے ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ انسانی فطرت کو مد نظر رکھ کر تربیت کا فریضہ انجام دیا جائے۔ اس بات کی وضاحت وہ اس مثال سے کرتے ہیں:

اگر ایک طبیب تمام بیماریوں کا ایک ہی نسخہ لکھے گا اور ایک ہی دوا سے علاج کرے تو اکثر کے لئے ہلاکت کا باعث ہوگا۔ بالکل یہی حال معلم و مربی کا ہے۔ اگر وہ زیر تربیت بچوں کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکے گا تو انہیں برباد کر دے گا۔ ان کے قلوب پر موت طاری کر دے گا۔ معلم و مربی کا فرض ہے کہ وہ زیر تربیت بچوں میں سے ہر ایک کے حال، عمر اور مزاج کے مطابق ان کے لئے راستہ تجویز کرے اور ان کے لئے وہی ریاضت تجویز کرے جس کے وہ متحمل ہو سکتے ہیں۔ ۳؎

نفس کی تربیت کے بارے میں امام غزالی فرماتے ہیں ''نفس کی تربیت کے سلسلے میں اس کا اہم صلاحیتوں اور قوتوں کا جاننا ضروری ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام غزالی اس طرح بیان کرتے ہیں:

''بچے والدین کے پاس امانت ہوتے ہیں۔ بچے کا قلب پاکیزہ، سادہ اور نقش و نگار سے خالی ہوتا ہے اور اس قابل ہوتا ہے کہ اس میں جس طرح کے نقوش چاہیں ابھار دیئے جائیں اور جو میلانات چاہیں اس میں پیدا کئے جائیں۔ اسے اگر نیکی اور خیر کی تعلیم و تربیت دی جائے تو وہ اس کا عادی ہو جائے گا اور نہ صرف خود دنیا اور آخرت میں کامیاب و کامران ہوگا بلکہ اس کے والدین، اس کے معلم و مودب بھی اس ثواب میں شریک ہوں گے۔ لیکن اگر بچے کو برائیوں کا خوگر بنا کر جانوروں کی طرح چھوڑ دیا جائے تو نہ صرف یہ کہ وہ خود تباہ ہوگا بلکہ اس کی تباہی و وبال اس کے سرپرستوں پر بھی ہوگا۔'' ۴؎

علامہ اقبال:

اقبال اپنے فکر و نظر کے سفر میں سب سے پہلے بچوں کی تہذیبی ساخت و پرداخت کی طرف متوجہ ہوتے وہ بچوں کی صحیح تربیت اور مثبت تعلیمی نظام کے بارے میں بہت فکر مند نظر آتے ہیں۔ اقبال یہ سمجھتے ہیں کہ بچے کی ہمدردی کا دائرہ دن بدن وسیع ہونا چاہیے تا کہ اس کے قلب میں وہ وسعت پیدا ہو جو روح کے آئینہ سے تعصّبات اور توہمات کے زنگ کو دور کر کے اسے مجلّا و مصفا کر دیتی ہے۔ ۵؎

اقبال کا خیال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر بچے کو بہترین صلاحیتوں کے ساتھ دنیا میں بھیجتا ہے لیکن بعض بچے محض تعلیمی مواقع یا دیگر تربیتی سہولتیں میسر نہ آنے کی وجہ سے زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ ان کی صلاحتیں جلا نہیں پاتیں اور خداداد جوہر آشکار نہیں ہوتے۔ ۶؎

اقبال کے نزدیک بچے میں بڑوں کی نقل کا مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اس وجہ سے آپ اس بات کو ضروری خیال کرتے ہیں کہ والدین اور اساتذہ اپنی سیرت اور کردار کو مثال کی حیثیت سے بچوں کے سامنے پیش کریں تا کہ ان کے ہر فعل کو ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نقل کرنے کی تحریک پیدا ہو۔انسان نیک کام کرنے ہی سے نیک بنتا ہے اور نیک کام کرنے کی ترغیب مثال سے ملتی ہے وعظ ونصیحت سے نہیں۔ ے ؎

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ:

ابوالاعلیٰ مودودیؒ بیسویں صدی کی ایسی بے مثال ہستی ہیں جنہوں نے اس صدی میں مسلمانوں کو درپیش مسائل کا پامردی سے مقابلہ کیا آپ نے نا صرف نظریاتی طور پر مسلمانوں کی فکری تربیت کی بلکہ عملی طور پر بھی ان کی اصلاح کی۔

جہاں تک بچوں کی تعلیم وتربیت کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں آپ بیان کرتے ہیں کہ بچے کے ذہن میں ہر پہلو سے یہ بات بٹھائی جائے کہ یہ دنیا ایک خدا کی سلطنت ہے اور ایک خدا کی قدر کا کرشمہ ہے۔ یہاں ہم خدا کے خلیفہ کی حیثیت سے مامور ہیں۔ یہاں جو کچھ بھی ہے اللہ کی امانت ہے جو ہمارے حوالے کی گئی ہے اور اس امانت کے معاملے میں ہم خدا کے سامنے جوابدہ ہیں۔

دوم یہ کہ اسلام جن اخلاقی تصورات اور اخلاقی اقدار کو پیش کرتا ہے انہیں ہر مضمون کے اسباق حتیٰ کہ حساب کے سوالات تک میں طرح طرح سے بچوں کو ذہن نشین کر دیا جائے ۔ بچوں کے دل میں بھلائی سے محبت اور برائی سے نفرت پیدا کی جائے ۔ اس کے اندر حرام طریقوں سے مال کمانے اور کھانے والوں کے لئے نفرت پیدا کی جائے اور اس کے برے نتائج بچوں کو ذہن نشین کرائے جائیں ۔ ان کے اندر صداقت، دیانت ، امانت ، پاس عہد، عدل و انصاف اور حق شناسی ، ایثار وقربانی کے اوصاف پیدا کئے جائیں اور عملی تربیت کی بھی کوشش کی جائے۔

سوم یہ کہ ابتدائی تعلیم میں ہی اسلام کے بنیادی حقائق اور ایمانیات بچے کے ذہن نشین کرادئے جائیں ہمیں کوشش کرنی چاہے کہ ہر مسلمان بچے کے دل میں توحید کا عقیدہ ، رسالت کا عقیدہ، آخرت کا عقیدہ، قرآن کے برحق ہونے کا عقیدہ، شرک وکفر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دہریت کے باطل ہونے کا عقیدہ پوری قوت کے ساتھ بٹھا دیا جائے اور باور کرایا جائے کہ ان کا جاننا اور ماننا انسان کے ضروری ہے اس کے بغیر آدمی کی زندگی درست نہیں۔

چہارم یہ کہ بچے کو اسلامی زندگی بسر کرنے کے طریقے بتائے جائیں اور اس سلسلے میں وہ تمام فقہی مسائل بیان کئے جائیں جو ایک دس برس کے لڑکے اور لڑکی کو معلوم ہونا چاہیں، طہارت و پاکیزگی کے احکام، وضو کے مسائل، نماز اور روزے کے طریقے، حرام وحلال کے ابتدائی حدود، معاشرتی زندگی کے پسندیدہ اطوار یہ وہ چیزیں ہیں جو ہر مسلمان بچے کو معلوم ہونی چاہیں۔ شروع سے ہی بچوں کی تربیت کے فوائد بیان کرتے ہوئے مولانا مزید لکھتے ہیں:

اس قسم کی تربیت اور اس قسم کی تعلیم پا کر جو لوگ تیار ہوں گے ان میں یہ طاقت ہوگی کہ وقت کی رفتار بدل دیں۔ ان کی محققانہ تنقید، جاہلیت کے علوم اور جاہلیت تہذیب کی ساری بنیادوں کو ہلا دے گی۔ ان کی تحقیق کے نتائج یورپ اور امریکہ اور جاپان کو متاثر کر دیں گے۔ اسی طرح اس تعلیم سے اس سیرت کے اور اس عزم کے لوگ پیدا ہوں گے جو امامت کے نظام میں عملاً انقلاب برپا کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ ۸؎

أكرموا أولادكم وأحسنوا أدبهم ۹؎

''اپنی اولاد کی عزت نفس کا خیال رکھو اور انہیں اچھے آداب (واخلاق) سکھاؤ۔''

عن أنس بن مالك رضى الله عنه أن رسول الله ﷺ قال لا تباغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله إخوانا ولا يحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاثة أيام ۱۰؎

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ نے بیان کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آپس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بغض نہ رکھو، حسد نہ کرو، پیٹھ پیچھے کی برائی نہ کرو بلکہ اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو اور کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ ایک بھائی کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ سلام کلام چھوڑ کر رہے۔"

مولانا ابوالحسن علی ندوی خواتین کے بارے میں لکھتے ہیں کہ صحابیہ، تابعات اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کی مسلم خواتین اپنی اسلامی اور دینی تہذیب پر مضبوطی پر قائم رہیں۔ اگر کوئی غلط چیز آتی تو اسے نہ آنے دیتیں، اس کے سامنے آہنی دیوار بن جاتیں۔ اس لئے ان کا معاشرہ پاک اور صاف رہا۔ اس میں رومی اور ایرانی تہذیب کے اثرات نظر نہ آئے۔ یہ خواتین کی ایمانی مضبوطی اور اسلامی خدمت کی ایک عظیم الشان مثال ہے۔ ۱۱؎

اگر مسلمان خواتین کا یہ رویہ نہ ہوتا تو مسلمان راہنما، امراء، سلاطین، اسلامی سپہ کے کمانڈر اور اسلامی شخصیات اسلامی تہذیب وتمدن کی حفاظت نہیں کر سکتی تھیں۔ اگر تقویٰ شعار، ایمانت دار، شریف اور پختہ ایمان خواتین اسلامی تہذیب اور اسلامی تشخص کی حفاظت اور بقاء کے لئے مردوں کے ساتھ مکمل تعاون نہ کرتیں اور محبت اور پاکیزگی کی فضاء قائم کرنے میں مردوں کا ہاتھ نہ بٹاتیں تو اسلامی تہذیب وتمدن کا قائم رہنا مشکل تھا۔ ان خواتین کا اسلامی تشخص کی حفاظت کے لئے ہی نہیں بلکہ اسلامی وجود کی بقاء میں بھی بڑا حصہ ہے۔ ۱۲؎

خواتین اسلام کو چاہیے کہ وہ ایمانی فرائض ادا کریں اور آخرت میں سرخرو ہوں اور اپنے بچوں کو مسلمان بناؤ مسلمان رکھو، اُردو لکھنا پڑھنا سکھاؤ، قرآن مجید پڑھنے کے قابل بناؤ، توحید ان کے دل میں بٹھاؤ، شرک و بدعت، بت پرستی ان سب چیزوں سے ان کو روکو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے، اگر یہ کام ہو گیا تو اس میں اسلام کے تحفظ اور بقاء کی ضمانت ہے ورنہ محض خارجی اور تنظیمی کوششیں اور محض اخبارات و رسائل اور محض کانفرنسیں مفید تو ہوں گی لیکن کافی نہ ہوں گی۔ ۱۳؎

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقطہ آخر

جس طرح ماں باپ کے اولاد پر حقوق ہیں اسی طرح اولاد کے بھی کچھ حقوق ماں باپ پر ہیں اور یہ وہ عنوان ہے جس کا سراغ دوسری آسمانی کتابوں میں نہیں ملتا اور اس سے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اسلام سے پہلے والدین کو تو اپنی اولاد پر غیر محدود اختیارات حاصل تھے، مگر اولاد کا باپ پر کوئی حق تسلیم نہیں کیا گیا تھا اور اس کو والدین کی بزرگی کے خلاف سمجھ گیا تھا۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو مذہب لے کر تشریف لائے اس کی شریعت میں حقوق کے مسئلہ میں بڑوں چھوٹوں کی تفریق نہیں، وہ جس طرح چھوٹوں پر بڑوں کے جائز حقوق تسلیم کرتا ہے، اسی طرح چھوٹوں کے بھی بڑوں پر مناسب حقوق قائم کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نہایت چھوٹے سے فقرہ میں وہ اصول بتا دیا ہے جو ان تمام حقوق کی نہایت جامع متن ہے ان حقوق کی جس طرح تشریح کی جائے یہ متن ان سب پر محیط ہے فرمایا: لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یؤقر کبیرنا

''جو ہمارے چھوٹے پر شفقت نہ کرے اور ہمارے بڑے کا ادب نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔''

بڑے چھوٹے کے ساتھ شفقت سے پیش آئیں اور چھوٹے بڑے کا ادب اور لحاظ کریں، یہ وہ اصول ہے جن پر چھوٹوں اور بڑوں کے باہمی حقوق کی بنیاد اسلام میں قائم کی گئی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ ترازو ٹھیک اور سیدھی رہے تو ہر انسانی جماعت میں چھوٹوں، بڑوں، افسروں، ماتحتوں، آقاؤں، نوکروں اور بزرگوں اور عزیزوں کے درمیان کسی قسم کی ناگواری اور آزردگی پیدا نہ ہونے پائے، جب کبھی چھوٹوں اور بڑوں میں کسی قسم کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناگواری پیش آئی ہے تو اس کا سبب یہی ہوا ہے کہ ترازو کے ان دونوں پلڑوں میں توازن قائم نہیں رہا ہے، حکیموں اور مقننوں کے بنائے ہوئے نظم و انتظام کے سارے مشرح و مفصل قانون اور قاعدوں کا بے پایاں دفتر جو کام نہیں کر سکتا وہ نبی امی علیہ السلام کے یہ دو مختصر سادہ فقرے بڑی خوبی سے انجام دے سکتے ہیں، اور دیتے ہیں اگر واقعاً کسی جماعت میں یہ ترازو بے نظام ہو جائے تو بڑے بڑے قانونوں کا بارگراں بھی پھر اس کو برابر نہیں کر سکتا۔ ۱۴

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (تحریم:٦)

اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔

اگر والدین اپنے بچوں کی تربیت اچھے طریقے سے کریں گے تو دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوں گے اور اگر ان سے اپنی توجہ ہٹا لیں گے تو یہ نئی نسل بدبختی کا شکار ہو جائے گی تو سارا گناہ والدین، اساتذہ اور معاشرہ پر ہوگا۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں ہر ایک رکھوالا ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ''اللہ تعالیٰ کی قسم تیرے ذریعے اللہ تعالیٰ کا کسی کو ہدایت دے دینا تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔''

جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں اس کے صدقہ جاریہ ہیں۔ ایسا علم جس سے نفع اٹھایا جا رہا ہو، نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہو۔ اس لئے انسان کو چاہیے کہ اپنے نفس کی اصلاح کرے کیونکہ جس کام کو وہ اچھا سمجھ کر کرتا ہے تو اس کی اولاد بھی اسے اچھا سمجھ کر اسے پیار کرتی ہے۔

بچوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں حکمت و دانائی سے کام لینا چاہیے۔ اس سلسلے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ادنیٰ سی غفلت بہت سے پریشان کن نتائج کا پیش خیمہ ہوسکتی ہے۔ اس لیے کہ اصلاح وتربیت کے سلسلے میں بے حکمتی فائدے کے بجائے نقصان کا سبب بن جاتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الحکمۃ ضالۃ المؤمن ۱۵؎

''حکمت مومن کا گم شدہ سرمایہ ہے۔''

قرآن پاک میں بھی حکمت ودانائی پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کی اصلاح وتربیت کے سلسلے میں حکمت ودانائی کو ہمہ وقت پیش نظر رکھتے تھے، کوئی ایسا لفظ زبان سے نہیں نکالتے تھے جس کا حاضرین پر کوئی غلط اثر پڑے۔ ہر قول اور ہر عمل حکمت ودانائی سے لبریز ہوتا تھا تاکہ افراد کے کردار کی بہتر طور پر تشکیل ہو سکے۔

ذیل میں بچوں کی تربیت سے متعلق کچھ اہم نکات کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے۔ ان نکات کے پیش نظر توقع ہے کہ بچوں کی بہتر نشوونما ہو سکے گی۔

بچوں کی بہتر تربیت کے لیے یہ ضروری ہے کہ گھر کے ماحول کو خوش گوار بنایا جائے، بعض گھرانوں میں گھریلو جھگڑوں یا مالی بدحالی کی وجہ سے فضا غم آلود اور ماحول بے کیف رہتا ہے ایسے ماحول میں پلنے والے بچوں میں بہت سی خرابیاں جڑ پکڑ جاتی ہیں۔

اگر بچے سے کوئی غلط ہو جائے یا آپ کوئی بات اسے سمجھائیں اور اس کی سمجھ میں نہ آئے، تو مشتعل نہ ہوں اور نہ اس کو سزا دیں اس صورت میں اس میں نفرت کے جذبات کے جڑ پکڑنے کا اندیشہ ہے۔ آپ اسے مستقل مزاجی سے سمجھانے کی کوشش کریں۔

اگر بچے سے کوئی غلطی ہو جائے تو عفو ودرگزر سے کام لیا جائے، محبت اور پیار سے سمجھا دیا جائے۔ ایک بار جو غلطی ہوگئی ہے، وہ بار بار یاد نہ دلائی جائے۔ ایسا کرنے سے بچے میں چڑ اور ضد پیدا ہو جاتی ہے اور اسی غلطی کو دوبارہ کرنے کا جذبہ بھی پروان چڑھنے لگتا ہے۔ بچے کی غلطی اسے دوسروں کے سامنے نہ ٹوکیے بلکہ تنہائی میں دل نشیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انداز سے سمجھایئے۔ غلطی پر ٹوکتے ہوئے اس کی خوبیوں کا ضرور تذکرہ کیجئے۔

اگر گھر پر مہمان یا رشتے دار آئیں تو ان سے اپنے بچے کی شکایت نہ کیجئے بلکہ بچے کی خوبیاں بیان کیجئے، اس کو سراہیے، اگر بچے کی کوئی کمی ہے تو اسے نظر انداز کر دیجئے اور حسن ظن اور چشم پوشی سے کام لیجئے۔ فرض کیجئے آپ کے بچے نے کبھی کوئی چیز چرا لی، آپ سے ملاقات کے لیے آپ کے کچھ دوست یا رشتے دار گھر آئے تو موقع تلاش کر کے اپنے بچے کی خوبیاں ان کے سامنے بیان کرتے ہوئے یہ بھی بتایئے کہ ہمارا بچہ کبھی کوئی چیز بغیر اجازت نہیں لیتا۔ بچہ جب آپ کی زبان سے اپنے بارے میں یہ بات سنے گا تو اسے اپنے فعل پر ندامت ہوگی اور اس کا عین امکان ہے کہ وہ یہ طے کر لے کہ آئندہ وہ کوئی چیز نہیں چرائے گا۔

بچے کی تربیت سے کبھی مایوس نہ ہوں۔ یہ توقع رکھنا کہ کہ بچے کی بری عادتیں فوراً دور ہو جائیں گی، دانش مندی کی بات نہیں ہے۔ بچہ اپنے لاشعوری قصور سے لاعلم ہوتا ہے، بچہ بہر حال بچہ ہے، اس کی طفلانہ حرکتوں کا سد باب لازمی ہے۔ لیکن اس سے بہت بلند توقعات باندھ لینا عقل مندی کی بات نہیں ہے۔

بچوں کو اپنے معیار پر نہ جانچیے۔ یہ نہ بھولیے کہ جب آپ بچے تھے تو آپ میں بھی خیر وشر کی اتنی تمیز نہ تھی جتنی اب ہے۔ آپ سالہا سال کے تجربوں اور آزمائشوں کے بعد جس مقام پر پہنچے ہیں بچے کو ابھی سے اس مقام پر دیکھنا اگر اس کے ساتھ ظلم اور زیادتی ہے آپ نفع ونقصان کا جو پیمانہ رکھتے ہیں، اخلاقی وغیر اخلاقی باتوں میں جو فرق کرتے ہیں، وہ بچے میں ابھی سے کس طرح پیدا ہو سکتا ہے۔

بچوں کو کچھ ایسے کام آزادانہ طور پر ضرور کرنے دیجئے جس سے ان میں خود اعتمادی اور جرأت پیدا ہو۔ بات بات پر بچے کو ٹوکنا اور اس کی تمام حرکتوں پر گہری نظر رکھنا مناسب نہیں ہے۔ اس کی قوت ارادی کو پروان چڑھانے کے لیے تھوڑا بہت مالی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقصان بھی برداشت کیجئے۔ مثال کے طور پر آپ نے بچے کو کچھ کھلونے لا کر دیے، بچہ ان کھلونوں کو مختلف زوایے سے دیکھتا ہے، ان کی پیچ پرزے کھولتا ہے تو بچے کو ایسا کرنے دیجئے۔ دراصل بچہ مختلف تجربے کر رہا ہے، اس سے اس کے اندر خود اعتمادی بھی پیدا ہوگی اور تجرباتی صلاحیت بھی پروان چڑھے گی۔ اگر آپ نے اس کو ڈانٹ دیا، تو وہ وقتی طور پر اپنے مشغلے سے باز تو آجائے گا مگر اس کی خود اعتمادی مجروح ہو جائے گی۔

فحش فلم بینی، ریڈیو، ٹی وی کے مخرب اخلاق پروگراموں سے بچے کو دور رکھنا چاہیے، البتہ اخلاقی، سماجی، سائنسی اور معلومی پروگراموں سے استفادے کے مواقع فراہم کیے جائیں تا کہ جائز خواہشیں، جائز حدود میں پوری ہو سکیں۔ ورنہ بچے کے بھٹکنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اسی طرح فحش لٹریچر کے بجائے اصلاحی وتعمیری مگر دل چسپ مطالعے کا عادی بنایا جائے، اصلاحی ومعاشرتی افسانے، تاریخی ناول، تعمیر ڈرامے، پاکیزہ کہانیاں اور سیرت وتاریخ کی کتابیں مطالعے کے لیے فراہم کی جائیں۔

گھر کا ایک حصہ یا ایک الماری وغیرہ بچے کے لیے مخصوص کر دیا جائے جس پر صرف اسی کو تصرف کا حق حاصل ہو تا کہ وہ اپنی پسندیدہ اشیاء ترتیب اور سلیقے سے رکھ سکے اور اس طرح اسے سلیقہ مندی کے تربیت حاصل ہو سکے۔

بے جا لاڈ پیار بھی بچوں میں بری عادتوں کے جنم کا باعث ہوتا ہے۔ بچے کی تربیت کے سلسلے میں محبت کے فطری جذبے سے مغلوب نہیں ہونا چاہیے، بچہ کسی چیز کی خواہش کا اظہار کرتا ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ وہ خواہش جائز ہے تو فوراً اس کو پورا کر دیجیے، اگر آپ خواہش کو پورا نہ کر سکے اور بچے نے رونا شروع کر دیا تو اب اس کی خواہش پوری نہ کیجئے، ورنہ وہ سمجھ بیٹھے گا کہ اپنی خواہش کی تکمیل کے لئے سب سے کارگر حربہ رونا اور ضد ہے۔

بچے کی قوت وصلاحیت اگر غلط رخ پر صرف ہو رہی تو صرف رخ تبدیل کر دیجئے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ختم کرنے کی کوشش نہ کیجئے۔

مثلاً ایک بچہ بہت نڈر اور طاقت ور ہے، وہ جائز وناجائز جھگڑتا رہتا ہے، دوسروں پر ظلم کرتا ہے، اپنے ہم دوستوں کو ستاتا ہے، تو اسے بتایئے کہ وہ غلط باتوں کے خلاف اپنی طاقت استعمال کرے۔ ظالم کو ظلم کرنے سے روکے۔

بچوں کی تعلیم وتربیت میں ان کی عمر اور استعداد کا ضرور پاس ولحاظ رکھنا چاہیے۔ ان کی صلاحیت سے زیادہ ان سے کام لینا یا ان پر مضامین کا بوجھ لاد دینا یا ایک درجہ چھوڑ کر اگلے درجے میں ترقی لا دینا، بچوں کے لیے نہایت نقصان دہ ہے اور اس سے ان کی صلاحیتوں کو خاطر خواہ نشوونما نہیں مل پاتی۔

بچوں کی نفسیات اور جذبات واحساسات کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ اگر آپ کی کسی روش سے بچوں کے احساسات وجذبات کو ٹھیس پہنچ جائے تو اس کی تلافی ناممکن ہے۔ بچے بگڑتے ہی اس وقت ہیں جب ان کے جذبات واحساسات کی تحقیر کی جائے اور ان کی نفسیات کا مطالعہ نہ کیا جائے۔

اپنی باتیں ذہن نشین کرانے کے لیے محض خشک وعظ سے کام نہ لیجئے۔ اپنی بات کو شیریں اور موثر انداز میں پیش کیجئے، کبھی کبھار لطافت ومزاح بھی گفتگو میں شامل کر لیجئے۔ مثالوں، اشاروں اور کہاوتوں سے اپنی بات کو واضح کیجئے۔ میٹھے الفاظ، درد بھرا لب ولہجہ اثر کے بغیر نہیں رہتے۔ اکھڑ رویہ، کھردری زبان، کسیلے جملے، روکھی سوکھی باتیں کبھی اپنا اچھا اثر نہیں چھوڑتیں۔

بچے قصے کہانیوں میں بہت دل چسپی لیتے ہیں۔ انہیں نصیحت آموز کہانیاں سنایئے۔ خصوصا رات کے گھر کے بچوں کو جمع کر لیجئے اور انہیں اپنے طور پر پاکیزہ اور اچھے قصے سنایئے۔ سناتے وقت بچوں سے سوال بھی کرتے رہیے تاکہ وہ غور سے سنتے رہیں اور آپ کا مقصد بھی پورا ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بار بار ہر وقت نصیحت کرتے رہنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ زیادہ ٹوکنے سے بچے میں ضد پیدا ہوتی ہے اور نافرمانی کا جذبہ جڑ پکڑتا ہے۔ مناسب موقعے سے نصیحت کیجئے جب آپ دیکھیں کہ بچے پر کوئی خاص تاثر قائم ہو رہا ہے تو اسی مناسبت سے نصیحت کیجئے۔ جب بچہ کسی پریشانی، الجھن یا مصروفیت میں ہو تو اس وقت اس کو نصیحت کرنا بے سود ثابت ہوتا ہے بچے کو عادی بنایئے کہ اگر کوئی چیز اس کی سمجھ میں نہ آئے تو وہ بلا جھجک پوچھ لیا کرے، سوال کرنے پر بچے کو ڈانٹیے نہیں بلکہ اسے اطمینان بخش جواب دیجئے۔ سوال کرنے پر اس کی حوصلہ افزائی کیجئے۔ کبھی کبھار خود بھی اس سے سوال کیجئے۔ باہم سوال و جواب کا سلسلہ بھی کبھی کبھار ضروری ہے۔

پابندی کے ساتھ بچے کو اپنے اوقات میں سے کچھ وقت ضرور دیجئے آپ محض کمائی کی مشین ہیں بلکہ بچے کے ماں باپ بھی ہیں۔ آپ کے وقت پر بھی ان کا حق ہے۔ وہ بچے عموماً آوارہ یا پھسڈی ہو جاتے ہیں جن کے والدین ان کو وقت نہیں دے پاتے۔

بچہ جب بولنے اور سمجھنے لگے تو اسے مختصر احادیث، قرآنی آیات اور عمدہ اشعار یاد کرایئے۔ اس سے بچے کا لب ولہجہ درست ہوگا، اس کی زبان بری باتوں سے محفوظ رہے گی اور اس کا دل ودماغ شروع ہی سے اچھی باتوں کو قبول کرنے اور یاد رکھنے کا عادی بنے گا۔

بہتر اخلاق کی نشوونما اور ناپسندیدہ حرکات سے باز رکھنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ بچے کی عمر اور صلاحیت کے اعتبار سے مناسب کھیلوں، دل چسپیوں اور درسیاست کے علاوہ، دل چسپ مشاغل ومصروفیات اور اجتماعی سرگرمیوں کے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کیے جائیں۔

والدین اور اساتذہ خود مثالی کردار پیش کریں تو بچہ فطری طور پر ان کی تقلید کرتا ہے۔ اگر آپ اپنی زندگی میں اخلاق اور اصولوں کو کچل رہے ہیں تو پھر بچے کے بگڑ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانے پر آپ کو کوئی حیرت نہیں ہونی چاہیے۔ وہی بچہ جھگڑالو ہو سکتا ہے جس کے والدین بات بات پر دوسروں سے جھگڑتے ہوں۔ صلح پسندی اور خوش مزاج والدین کا بچہ بھلا کیوں کر جھگڑالو ہو سکتا ہے۔

بعض والدین اخلاقی تربیت سے اس لیے صرف نظر کر جاتے ہیں کہ عمر کے ساتھ ساتھ بچہ خود بخود اچھے برے میں تمیز کرنے لگے گا اور نیکی و بدی کی پہچان ہوتی جائے گی۔ حالانکہ اخلاقی تربیت سے پہلو تہی کرنے کے جو مہلک نتائج ہو سکتے ہیں ان کا اندازہ ایسے بچوں کے عادات واطوار اور اخلاق و کردار سے لگایا جا سکتا ہے جو اخلاقی تربیت سے محرومی کے باعث آوارہ اور لفنگے بن کر سماج اور ملک وملت کی پیشانی پر داغ ہیں۔

ایک بچہ اپنی زندگی کے ابتدائی سال میں ان حقیقی خطرات سے، جو اس کو درپیش ہو سکتی ہیں، بالکل ہی نابلد رہتا ہے۔ علاوہ ازیں، وہ نہ تو خورد ونوش کا سامان بہم کر سکتا ہے اور نہ ہی اپنے وجود کی حفاظت۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے والدین کو اس امر کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو بیماریوں سے بچائیں اور ان حادثات سے محفوظ رکھیں جو ان کی بقا اور نشوونما کے لیے موجب خطرہ بن سکتے ہیں۔ حدیث شریف میں ذکر ہے:

قال رسول اللہ ﷺ: کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته الوالد راع فی أهله و مسؤل عنه رعیته والمرأة راعیة فی مال زوجها و ولده ومسؤلة عن رعیتها والخادم راع فی مال سیدهں ومسؤل عن رعیته. ألا کلم راع وکلکم مسؤل عن رعیته۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم سب اپنے اہل خانہ کے کفیل اور ذمہ دار ہو۔ باپ اپنے خاندان کی کفالت کرتا ہے اور اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے۔ عورت اپنے شوہر کے مال اور اولاد کی نگران ہے اور اپنے فرائض کی ذمہ دار ہے۔ اور خادم اپنے مالک کے مال واسباب کا نگران ہے اور اس کام کا ذمہ دار ہے۔ تم سب اپنے لواحقین کے کفیل اور ذمہ دار ہو۔''

ایک خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کے ساتھ دو بچے تھے۔ اسنے ایک کو گود میں اٹھایا ہوا تھا اور ایک کو ہاتھ سے پکڑ کر آ رہی تھی ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا،'' یہ عورتیں بچوں کو اٹھانے والی، جننے والی اور رحم کرنے والی ہوتی ہیں، اگر ان کا اپنے خاوندوں سے نا مناسب سلوک نہ ہو تو ان میں سے جو نماز کی پابند ہیں، وہ جنت میں داخل ہو جائیں''۔۱۶؎

اس مشترکہ ذمہ داری کا پابند ہونے کے سبب والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کی پرورش و پرداخت کریں اور ان کی ضروریات پوری کریں۔ اس کے لیے لازم ہے کہ وہ بچوں کی غذا کا صحیح انتخاب کریں اور انہیں ایسے تمام امراض اور دیگر بیماریوں سے بچائیں جو ان کی صحت پر اثر انداز ہو سکتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: المؤمن القوی إلی اللہ من المؤمن الضعیف

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک مضبوط و توانا مسلمان کمزور مسلمان سے بہتر ہے اور پسندیدہ ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من استرعی رعیة فلم یخصها بالنصیحة حرمت علیه

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجنة

''جس شخص نے اپنے اہل وعیال کی کفالت تو کی لیکن انہیں نصیحت سے فیضیاب نہیں کیا اس پر جنت حرام ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

لان يؤدب أحدكم ولده خير له من أن يتصدق بنصف صاع كل يوم

''اگر تم میں کوئی شخص اپنے بچے کو نظم وضبط کی تعلیم دیتا ہے یہ اس کے اس کام سے بہتر ہے کہ وہ ہر روز نصف صاع خیرات کرے۔''

جب ہم اپنے بچوں کو نظم وضبط کی تعلیم دیتے ہیں تو گویا اس طرح ہم اپنی قوم کی بنیاد مستحکم کرتے ہیں۔ اور اسلام میں اسی مقصد کو بروئے کار لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اسلام اس کام کے عوض ہمیں انعام واکرام عطا کرتا ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو بچوں میں نظم وضبط پیدا کرنے کی دوسری مذاہب کی کوششوں پر اسلام کو سبقت حاصل ہے۔ اسلام نے اچھی تعلیم وتربیت کو ثواب سے منسلک کر دیا ہے، یعنی وہ بچوں کو نظم وضبط سکھانے والوں کو انعام واکرام سے نوازتا ہے۔ اس معنیٰ میں اسلام والدین کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کی صحیح تعلیم وتربیت کا انتظام کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں بچوں کو مندرجہ ذیل آداب سکھائے جائیں:

۲۔ بچے سیانے ہوں تو انہیں کلمہ اور نماز سکھائی جائے۔

۳۔ بچوں کو کھانے کے آداب سکھائے جائیں۔

۴۔ انہیں سلام کرنے کی تلقین کی جائے۔

۵۔ انہیں مرغوب چیزیں کھلائیں تا کہ لالچی اور ضدی نہ بنیں۔

۶۔ بچے اشیاء تنہا نہ کھائیں بلکہ دوسروں میں بھی تقسیم کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ بچوں کو جھوٹ سے نفرت دلائی جائے۔

۸۔ انہیں پردہ اور حیا کی تعلیم دی جائے۔

۹۔ غلطی کریں تو معافی مانگیں۔

۱۰۔ انہیں تکبر سے نفرت دلائی جائے۔

۱۱۔ لڑکے اور لڑکیاں ایک جگہ نہ کھیلیں۔

۱۲۔ والدین بچوں کے سامنے نامناسب گفتگو نہ کریں۔

۱۳۔ فضول ہنسی سے نفرت دلائی جائے کیونکہ اسے دل مردہ ہو جاتا ہے۔

۱۴۔ اگر بچے کھیلیں تو خاندان کا بزرگ ان میں موجود رہے تا کہ بہتر نگرانی ہو سکے۔

۱۵۔ بچے علماء اور مشائخ کی مجالس میں شریک ہوں۔ بزرگان دین کی توجہ اور صحبت سے بچے فیض یاب ہوں گے۔

۱۶۔ بچوں کو طالب علم بنائیں، طالب ڈگری نہ بنائیں۔

۱۷۔ بچوں سے تخلیقی کام کرایا جائے انہیں رٹنے کی عادت نہ ڈالی جائے۔

۱۸۔ بچوں کو قرآن فہمی کرائی جائے یعنی قرآن کا معنی سمجھا جائے۔

۱۹۔ عورتیں بالخصوص مائیں بچوں کو خوفناک چیزوں سے نہ ڈرائیں۔ اس طرح بچے بزدل ہو جاتے ہیں۔

۲۰۔ خوراک کے اوقات مقرر ہوں۔

۲۱۔ بچوں کی حفظان صحت کا خیال رکھا جائے۔

۲۲۔ بچوں کا بناؤ سنگھار زیادہ نہ ہو۔

۲۳۔ لڑکے بال نہ بڑھائیں۔

۲۴۔ لڑکیوں کو عریاں لباس نہ پہنایا جائے

۲۵۔ بچوں کو زیادہ کھانا نہ کھلایا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۶۔ لڑکے کو پر تکلف کپڑوں سے متنفر کیا جائے۔

۲۷۔ جب غریبوں کو کھانا کھایا جائے تو بچوں کے ہاتھوں سے کھانا تقسیم کرایا جائے تا کہ وہ سخی اور غرباء کے ہمدرد بنیں۔

۲۸۔ لڑکی مناسب کپڑے پہنے۔

۲۹۔ بچے چلا کر بولیں تو انہیں منع کیا جائے۔

۳۰۔ بچوں کو بری صحبت اور خطرات سے بچایا جائے۔

۳۱۔ بچوں کو رذائل سے نفرت دلائی جائے مثلاً غصہ، حسد، جھوٹ، چوری، چغلی وغیرہ۔

۳۲۔ بے جا پیار اور لاڈ بچوں کو بگاڑ دیتا ہے۔ اس لئے بچوں کے ساتھ معتدل رویہ رکھا جائے۔

۳۳۔ غلطیاں کریں تو پیار سے سمجھایا جائے۔ باز نہ آئیں تو مارا جائے۔

۳۴۔ صبح جاگنے کی عادت ڈالی جائے۔

۳۵۔ بچے سات برس کے ہوں تو انہیں نماز کی عادت ڈالی جائے۔

۳۶۔ بچوں کو دین اور اساتذہ سے پڑھوایا جائے۔

۳۷۔ بچوں کو نیک لوگوں کو حکایتیں سنائی جائیں۔

۳۸۔ بچے دینی لٹریچر پڑھیں فضول اور لچر لٹریچر نہ پڑھنے دیا جائے۔

۳۹۔ کھیلوں کی ترغیب دلائی جائے۔

۴۰۔ بچوں کو ہنر سکھائے جائیں۔

۴۱۔ لڑکیوں کو تعلیم دلائی جائے۔

۴۲۔ کام خود کرنے کی عادت ڈالی جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کے واقعات اور صحابہ کرامؓ کی مبارک زندگیوں کے واقعات بچوں کو سنائے جائیں۔

۴۳۔ لڑکیاں گھر کا کام کاج کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۴۔ اگر بچے اچھے کام کریں تو انہیں شاباش دی جائے۔ انعام بھی دیا جائے۔ بری باتیں کریں علیحدگی میں سمجھایا جائے۔ باز نہ آئیں تو سزا دی جائے۔

۴۵۔ بچے شیخی نہ ماریں۔ انکساری کریں۔

۴۶۔ بچوں کو محفل میں اٹھنے بیٹھنے کے طریقے سکھائے جائیں۔ مثلاً

(ا)۔ ادب سے ملیں۔

(ب)۔ چیخ کر نہ بولیں، نرمی سے بولیں۔

(ج)۔ گناہ کی بات ہو تو نہ سنیں اور اٹھ جائیں۔

۴۷۔ بچے والدین اور بزرگوں کا حد درجہ احترام کریں۔ ان میں خدمت خلق اور حب الوطنی کا بھی جذبہ ابھارا جائے۔ ۱۷

بچے والدین کے پاس امانت ہوتے ہیں۔ (امام غزالیؒ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔شبلی احمد، تاریخ تعلیم وتربیت اسلامیہ، ص ۱۳۳

۲۔افضل حسین، مسلمانوں کی تعلیمی فکر کا ارتقاء، ص ۵۷

۳۔فن تعلیم وتربیت۔ص ۶۰۷

۴۔امام غزالی، احیائے علوم، ج ۳، ص ۲۹

۵۔مقالات اقبال، بچوں کی تعلیم وتربیت، ص ۳۴

۶۔ایضا، ص ۲۱

۷۔مقالات اقبال، بچوں کی تعلیم وتربیت، ص ۳۳، ۱)

۸۔مودودی، مولانا، تعلیمات، (ماخوذ) ص ۹۶، ۱۹۳،، ۱۷۷، ۱۷۸

۹۔سنن ابن ماجۃ، کتاب الأدب، باب بر الوالد وال إحسان إلی البنات: ۳۶۷۱

۱۰۔صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب ماینہی ماعن التحاد التدابر: ۶۰۲۵

۱۱۔ندوی، خواتین اور دین کی خدمت، مجلس نشریات اسلام، کراچی، صفحہ 96,97،

۱۲۔ایضاً، صفحہ 56

۱۳۔ایضاً، صفحہ 114

۱۴۔شبلی نعمانی، سیرت النبی، ج ۶، ص ۱۲۰

۱۵۔جامع الترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ: ۲۶۸۷

۱۶۔ابن ماجہ کتاب النکاح، باب فی المراۃ توذی زوجھا، ح ۲۰۱۳

۱۷۔لیاقت علی خان نیازی، ڈاکٹر، اسلام کا نظام حیات، ص ۳۱۷۔۳۱۹

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مصنفہ کی گذشتہ علمی کاوشیں

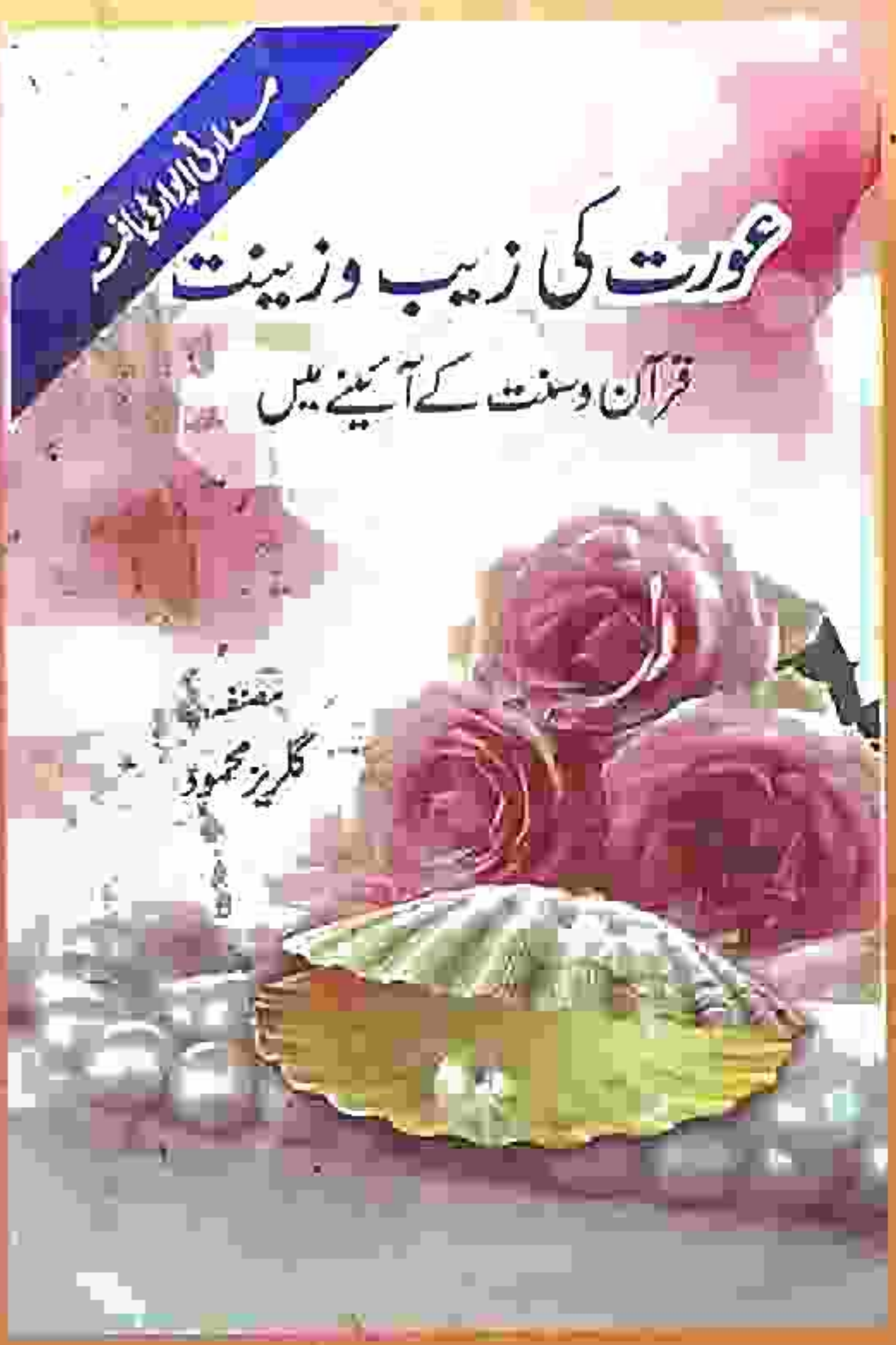

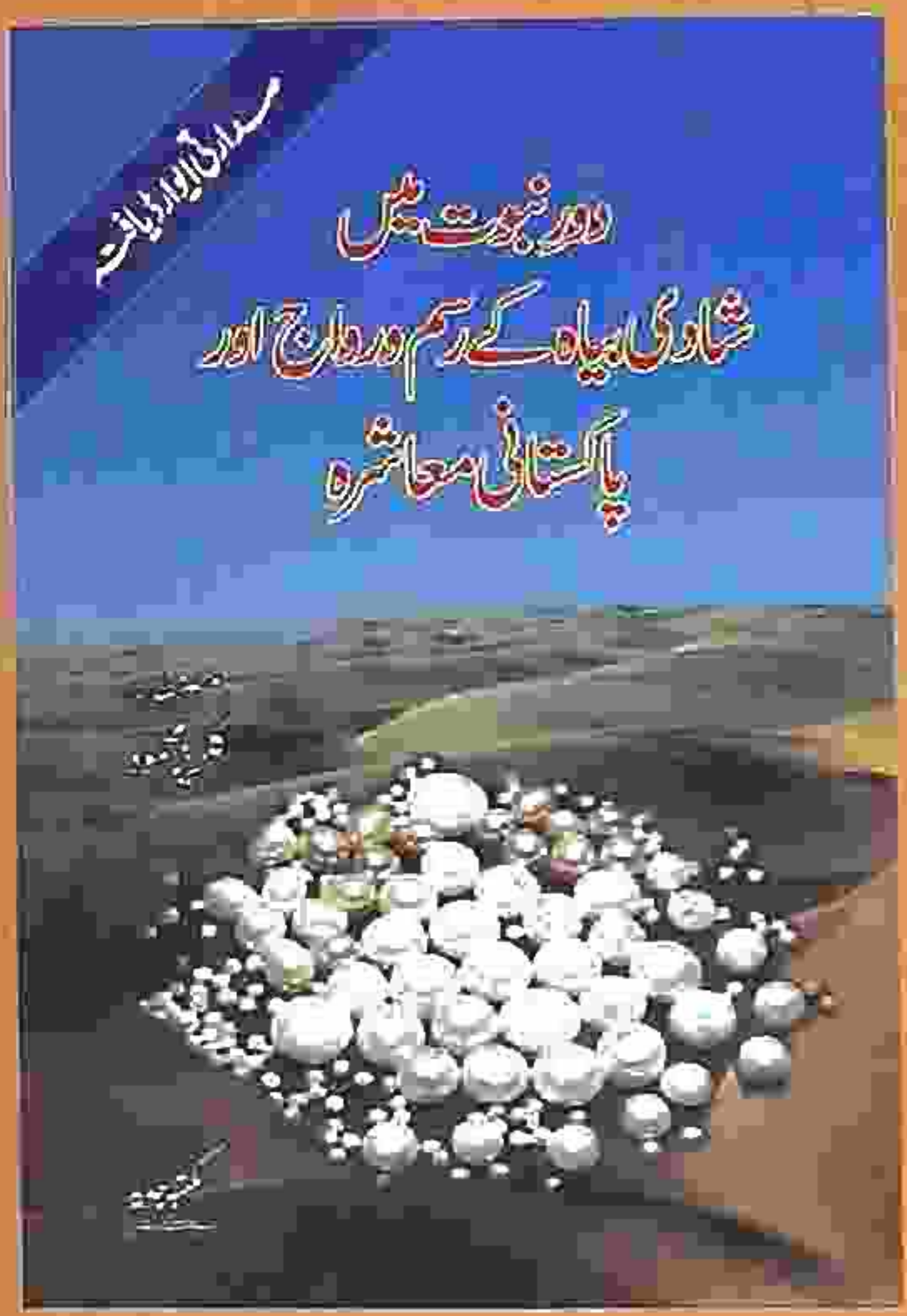

360 گ 545 ہ

285 23-EU-64

مکتبۂ جدید
پبلیکیشنز
5۔لوئر مال، مکہ سنٹر 3 گراؤنڈ فلور، لاہور
Ph: 37361450